

لحدے عشق

از قلم نیہا شاہ

بولڈ ورژن ای بک

داستان کی ابتداء "راولپنڈی" میں  
موجود گاؤں "سید کسراں" سے ہوتی  
ہے جہاں سادات کی دستار پائی جاتی ہے  
۔۔۔ نئے آغاز میں نئی عشق کی داستان کا  
ایسا باب جس کا اختتام کٹھن تھا۔۔۔

سید کسراں میں سید آفتاب کاظمی کی  
سرداری تھی وہ وہاں کے لوگوں کے  
لیے ایک مسیحا تھے بے انتہار حم دل  
انسان جن کے فیصلوں پر کتنی ہی  
زندگیاں سنوری تھیں۔۔۔

جلدی کرو شاہ صاحب تیار ہیں گاڑیاں  
نکالو !!! بختونے آتے افراتفری میں  
سب کو حکم دیا تھا وہ شاہ خاندان کا بہت

پرانا ملازم تھا اُسکے خاندان کی نسلیں شاہ

خاندان کی غلامی میں اپنی خوش حال

زندگی بسر کرتی تھیں

سلام سید بادشاہ!!! اُن کے کمرے

سے نکلنے پر سب ملازم مستعدی سے

کھڑے تھے گردن جھکائے سلام کرتے

وعلیکم السلام !!! اُنھوں نے اجتماعی

جواب دیتے اپنے قدم لاؤنج کی جانب  
بڑھائے تھے جہاں اس وقت حویلی کے  
اب مقیم جمع تھے۔۔

سلام شاہ جی !!! شہسوار شاہ نے آگے  
بڑھتے اُنکا ہاتھ تھامتے اُسکی پشت چومی  
تھی۔۔ اور پھر سب نے باری باری  
آتے اُنکا ہاتھ چوما تھا وہ بے انتہا معزز

ترین شخص تھے جن کا احترام اُس گاؤں  
کا بندہ بندہ کرتا تھا۔

بختو گاڑیاں تیار ہیں؟ !!! اُنھوں نے  
اپنی بیٹی کا ماتھا چومتے اپنے پوچھا تھا۔  
جی سرکار !!! اُس نے سر جھکائے ادب  
سے کہا تھا وہ کافی سن رسیدہ تھے تبھی  
اُنھیں حویلی کے اندر آنے کی اجازت  
تھی ورنہ حویلی میں سخت پردہ تھا

وہ کاظمی سید تھے جن میں سب سے

پہلے پردے کو ترجیح دی جاتی تھی۔۔

آفتاب کاظمی کے نکلتے ہی سب مرد

حضرات اُن کی تقلید میں بڑھے تھے

۔۔ شہسوار شاہ نے آگے بڑھتے اُنکے

لیے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا اور پھر دیکھتے

ہی دیکھتے کالی گاڑیوں کی قطار حویلی سے

دھول اوڑھاتی نکلی تھیں اُنھیں آج

پنچایت میں جانا تھا جہاں آج شہسوار شاہ  
کو اُنکا جانشین مقرر کرتے سرداری کے  
عہدے پر فائز کرنا تھا سید آفتاب کاظمی  
کی صرف دو اولادیں تھیں ایک بتیس  
سالہ شہسوار شاہ اور دوسری اُنیس سالہ  
راما شاہ۔۔۔

پنچاستی ڈیرے پر اُنکی گاڑیاں جوق در  
جوق رکی تھیں اور پھر وہ باہر نکلے تھے



سیاہ کلف لگی شلوار قمیض پر سیاہ شال لیے

بال سفید اُنکے تجربے کا پتہ دیتے تھے

چھ فٹ قد اُن کی شخصیت میں موجود

روح کسی کو بھی لرزہ سکتا تھا وہ جتنے

نرم دل تھے اتنا ہی اُنکے چہرے پر

سنجیدگی ہمہ وقت رہتی تھی۔۔

سلام شاہ جی۔۔ سلام سید بادشاہ۔۔ اُنکے

سربراہی نشت پر بیٹھتے ہی سب نے

اُنکے گٹھنے کو چھوتے سلام کیا تھا۔۔

شاہ۔۔ انھوں نے شہسوار کو مخاطب

کرتے اپنے پاس بلایا تھا۔۔ شہسوار شاہ

اُنکی نشت کے ساتھ اُنکے دائیں جانب

کھڑا ہوا تھا۔۔

میں سردار سید آفتاب کاظمی۔۔ اُنھوں  
نے اپنی روبرو آواز میں پنچائت کا آغاز  
کیا تھا۔۔ جیسا کہ سب جانتے ہیں اپنی  
زندگی کے چالیس سال میں اس  
گاؤں کے لئے صرف کیے ہیں کبھی کسی  
عام آدمی کو احساسِ کمتری نہیں محسوس  
کروائی۔۔ وہ سب کی جانب دیکھتے اپنی  
بات جاری رکھے ہوئے تھے سب اُنکی

جانب متوجہ تھے جب وہ بولتے تھے تو  
گویا ہوا تھم جاتی تھی اُنکی روشن پیشانی  
سے ہر جگہ پُر نور تھی

اب میں اس سرداری سے استغفیٰ دیتا  
ہوں اور اپنے بعد شاہ خاندان کے پہلے  
اور سب سے بڑے وارث سید شہسوار

شاہ کو سردار کے عہدے پر فائز کرتا  
ہوں۔۔ اُنکے کہتے ہی ماحول میں یک دم

خاموشی چھائی تھی محترم بزرگوں نے  
نظروں کا تبادلہ کیا تھا۔۔ سب جانتے  
تھے کہ شہسوار شاہ غصے کا کتنا تیز ہے مگر  
اتنا بھی یقین تھا کہ وہ بھی اپنے باپ کی  
طرح اس سرداری کے عہدے کو احسن  
طریقے سے نبھائے گا۔۔ سب لوگوں  
میں چہ مگوئیاں شروع ہوئی تھیں۔۔  
آفتاب شاہ نے نشت سے پشت ٹکائے

سب کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ شہسوار شاہ

خاموشی سے کھڑا تھا۔

آپکا حکم سرانکھوں پر سید بادشاہ ہم اُمید  
کرتے ہیں کہ شہسوار شاہ اپنی زما داریوں

سے بخوبی عہدہ براہوں گے۔۔ ایک

بزرگ نے خوشدلی سے کہا تھا جس پر

آفتاب شاہ نے مسکرا کر سر کو خم دیا تھا وہ

خود

کو اس عوام کا خدمت گزار سمجھتے تھے  
جنہوں نے ہمیشہ اُن پر بھروسہ کرتے  
اُنکے فیصلوں پر سرے تسلیم خم کیا تھا۔  
یہاں بیٹھو۔ آفتاب شاہ نے کرسی سے  
کھڑے ہوتے شہسوار کو بیٹھنے کا کہا تھا  
جس نے اُنھیں دیکھا تھا پھر نشست کو وہ  
کبھی اپنے باپ کی جگہ پر نہیں بیٹھنا چاہتا

تھا ایسا احترام تھا مگر اُنکے کہنے پر اُس نے

کُرسی سمجھالی تھی اُسکے چہرے پر

اضطراب دیکھتے پنچائت کے آخر میں

بیٹھے قمر شاہ۔ دانیال شاہ اور ادیان شاہ کی

ہنسی چھوٹی تھی۔۔۔

قربان جاؤں اتنی شرافت سے کبھی جو یہ

بیٹھا ہو جتنی شرافت آج دکھا رہا

ہے !!! قمر شاہ نے ہنستے ہوئے کہا تھا



سمجھیں بھائی سردار بن گئے ہیں تو یہ

رعب تور کھیں گے نانا!!! ادیان شاہ

نے بھی ٹکڑا لگایا تھا

پنچائت میں سربراہی کر سی پر بیٹھے

شہسوار شاہ نے اُنھیں ہنستادیکھ کر دانت

پسے تھے کبھی جو وہ ٹک کر اُسے سنجیدہ

ہونے دیں۔۔

بعض آ جاؤ جن خون خوار نظروں سے وہ  
تمہیں دیکھ رہا ہے ناپنجائت ختم ہونے دو  
ہڈی پسلی ایک کرے گا تمہاری !!!  
دانیال شاہ نے اُنھیں ٹوکا تھا مگر اُنکی  
قسمت میں شہسوار شاہ کے ہاتھوں  
چپیریں لکھی تھیں وہ اس کی بات کو ہوا  
میں اوڑھا چکے تھے

ہم سب باجمی رضا مندی اور شاہ خاندان  
کے فیصلے کے بعد سید آفتاب شاہ کے اور  
شاہ خاندان کے سب سے بڑے بیٹے کو  
اُن کے بعد سرداری کے عہدے پر فائز  
کرتے ہیں اور مبارک باد پیش کرتے  
ہیں۔۔ اُن کے کہتے ہی ایک شور سا اٹھا  
تھا شہسوار مسکراتے ہوئے کھڑا ہوتا  
اپنے بڑوں سے مل رہا تھا

مبارک ہو میرے یار۔۔ قمر شاہ نے  
آگے آتے اُسے زور سے خود میں بھینچا  
تھا۔۔

تیری مبارک گئی تیل لینے سالے تو  
حویلی چل بتانا ہوں خبیث انسان۔۔  
شہسوار نے اُسکے گرد اپنی گرفت مضبوط  
کرتے اُسکے کان میں سرد سرگوشی  
کی تھی

اُنکے ساتھ کھڑے باقی حویلی کے افراد

بھی سن چکے تھے اور اب اپنا قہقہہ ضبط

کرنے کے چکر میں سرخ پڑ گئے تھے

اوتے میرے یار میری جان۔۔ میری

باتوں کا بُرا منائے گا۔۔ ابے جا جا کر

ڈھونڈھ لے قمر شاہ جیسا جگری یار کہیں

نہیں ملے گا ہن۔۔ قمر نے پہلے پیار سے

کہا پھر آخر میں مصنوعی خفگی اور غرور

سے کہا تھا مقصد اُسے اس پوائنٹ سے  
ہٹانا تھا کیونکہ اُسے یاد رہتا تو اُسکی درگت  
پکی تھی اُنکی دوستی ایسی ہی تھی دونوں  
ایک دوسرے پر جان وارتے تھے مگر  
ایک دوسرے کو ستانہ بھی فرض سمجھتے  
تھے دونوں کی دوستی کی مثالیں زبانیں  
زردے خاص و عام تھیں کون تھا جوانکی  
ایک دوسرے کے لیے جنونیت سے

واقف نہیں تھا وہ تو ہنسوں کی جوڑی  
مانے جاتے تھے اگرچہ چوٹ قمر شاہ کو لگتی  
تو درد شہسوار شاہ کو ہوتی تھی  
سالاکمینہ۔۔ شہسوار شاہ نے اُسکی کمر پر  
مکاجڑا تھا جس پر وہ کرہ کر رہ گیا تھا  
جھوٹ کہتے ہیں کہ سنی دیول کا ہاتھ  
ڈھائی کلو کا ہے سالے۔۔ قمر نے اپنی

پیٹھ مسلتے گلے کر کہا تھا جس سب کا قہقہہ  
گو نجا تھا۔۔

مبارک ہو شاہ جی۔۔ ماشاء اللہ۔۔۔  
قاسم شاہ نے آفتاب شاہ کے گلے لگتے کہا  
تھا۔۔

آپ اپنی ذمہ داری سے فارغ تو  
ہوئے۔ اُنھوں نے ہنستے ہوئے کہا تھا



وہ اُنکے چھوٹے بھائی تھے وہ صرف دو ہی

بھائی تھے اور ایک بہن۔۔

بس ایک اہم کام رہ گیا ہے قاسم اُسے

پایہ تکمیل تک پہنچانا ہے اُنھوں نے

شہسوار شاہ کو نظروں کے حصار میں لیے

کہا تھا جس پر قاسم شاہ نے شہسوار کو

دیکھتے مسکرا کر سر ہلایا تھا۔۔ آفتاب شاہ

نے اُنکا کندھا تھپتھپاتے

گاڑی کی راہ لی تھی۔۔۔

---

--

قربان میرا بچہ مولا صد اخیر کرے۔۔۔  
شہسوار کے حویلی میں آتے ہی سب  
خواتین لاؤنج میں جمع تھیں۔۔۔

بی جان۔۔ شہسوار نے اُنکا ماتھا چومتے  
عقیدت سے اُنکے ہاتھ اپنی آنکھوں سے  
لگائے تھے۔۔۔

میں قربان میرا بچہ سورج سے زیادہ  
روشن اور چاند سے زیادہ حسین ہے۔۔  
وہ اُسکی بلائیں لیتے اُسکا چہرہ چوم رہی  
تھیں سب کی نظروں کا مرکز وہ طلسمانی  
نقوش اپنے حسن کے سحر میں جکڑنے

والا شہزادہ تھا۔۔ اُسکے حسن کو دیکھتے ہر

کسی کی زبان پر ہوتا تھا حُسنِ تمام

ہوا

وہیں عورتوں میں موجود نیہام شاہ کے

چہرے پر اُسے دیکھتے نہ جانے کتنے رنگ

اتھے اُسکی بھرپور مردانہ پر سنلٹی اُسکا

دل بری طرح سے دھڑکا گئی تھی

او ہو شر مایا جا رہا ہے ہم۔۔ اُسے شہسوار  
کو تکتا پا کر سُرخ ہوتے دیکھ سب کزنز  
نے اُسے چھیڑا تھا۔۔ جس پر جھینپتی۔۔  
اپنی نظریں جھکا گئی تھی۔۔

وہ شہسوار شاہ کی بچپن کی منگ تھی  
۔۔ نیہام بے انتہا خوبصورت لڑکی تھی  
مگر پھر بھی وہ شہسوار شاہ کی پسند نہ تھی

ساراپیاربیٹے کے لئے بی جان شاہ جی کے  
ساتھ نا انصافی ہے۔۔ قمر شاہ نے سب کو  
اُسکے ارد گرد چپکا دیکھ کر شریر لہجے میں  
کہا تھا۔۔۔

دھت بے شرم۔۔ اُنھوں نے سرخ  
چہرے کے ساتھ اُسے ڈپٹا تھا۔۔

ہاہاہاہا۔۔ کوئی دیکھ کر کہہ سکتا ہے کہ

آپ جوان اولاد کی ماں ہیں۔۔ اف کیا

حُسن ہے بی جان اللہ اللہ۔۔ قمر شاہ میں  
ایک اعلیٰ پائے کا کیڑا پایا جاتا تھا جو اُسے  
ٹکنے نہیں دیتا تھا تبھی زبان پر کھجلی ہوئی  
تھی۔۔

غیرت کرا ب منگیتر کے سامنے ذلیل  
ہوتا اچھا تھوڑی لگے گا۔۔ شہسوار نے  
اپنی پھپھو کی بیٹی کی جانب اشارہ کرتے  
ہوئے اُسے وارن کیا تھا۔۔ منسا شاہ کے

چہرے کا سارا خون سمٹ کر چہرے پر آیا

تھا وہ جو نیہام کو چھیڑ رہی تھی اب اسکا

ریکارڈ لگنا تھا

قمر نے شہسوار کی بات پر اپنی گھنی

مونچھوں کو تاؤ دیتے منسا کو دیکھا تھا جو

اُس کے دیکھنے پر اپنی ماں کے پیچھے ہو گئی

تھی قمر نے مسکرا کر اپنی نظروں کا رخ

بدلا تھا۔۔



شہسوار۔۔ اور باقی سب میرے کمرے  
میں آئیں ضروری بات کرنی ہے۔۔  
آفتاب شاہ نے صوفے سے اٹھتے اپنے  
کمرے کی جانب قدم بڑھائے تھے۔۔  
باباجان میں فریش ہو کر آتا ہوں شہسوار  
نے اُنھیں دیکھتے اپنے بالوں کو ہاتھ سے  
درست کیا تھا وہ فقط اثبات میں سر ہلاتے

چلے گئے تھے۔۔ شہسوار بھی اپنے

کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

کرتا ہوں ماں بابا سے بات اب بس

تمہیں اپنی دسترس میں لینا ہے۔۔ یہ

دل مزید انتظار نہیں کرے گا۔۔ منسا جو

آفتاب شاہ کے کمرے کی جانب بڑھ

رہی تھی قمر نے اُسکا بازو پکڑتے اُسے

اپنے نزدیک کرتے بھاری آواز میں کہا  
تھا۔۔

چھوڑیں شاہ سائیں۔۔ کوئی۔۔ آ۔۔ آ  
جائے۔۔ گانسانے لڑکھڑاتی زبان کے  
ساتھ شرم سے گلنار ہوتے کہا تھا۔۔  
آج تو چھوڑ رہا ہوں مگر ایک دفعہ جب  
میری پناہوں میں آگئی نا تو ہر رات میری  
باہوں میں گزرے گی۔۔ پھر کہنا ذرا

چھوڑیں شاہ سائیں۔۔۔ قمر نے اُس پر  
جھکتے مسکرا کر کہا تھا اس کے چہرے پر  
بکھرے قوس قزح کے رنگ اُسے اُسکی  
جانب کھینچ رہے تھے۔۔۔

شاہ سائیں۔۔۔ منسا اپنا بازو چھوڑواتے  
وہاں سے بھاگی تھی پیچھے قمر شاہ کا بے  
باک قہقہہ گونجا تھا۔۔۔

-----

-----

ہم نے ایک فیصلہ کیا ہے کہ۔۔۔۔

آفتاب شاہ نے سب کو اپنے کمرے میں

پاتے بات کا آغاز کیا تھا وہاں شہسوار کے

علاوہ سب موجود تھے۔۔

اب جب کی شہسوار نے اپنی ذمہ داری  
بھی سمجھا لی ہے تو میں چاہتا ہوں میں  
اپنا ایک فرض ادا کر دوں۔۔

اُنھوں نے ٹھہر کر سب کی جانب دیکھا  
تھا جو نا سمجھی سے اُنھیں ہی دیکھ رہے

تھے

نیہام یہاں او۔۔ اُنکے کہتے نیہام اُنکی  
جانب بڑھتی بیڈ پر اُنکی ٹانگوں کی جانب  
بیٹھی تھی۔۔

سیٹیاں پیروں کے نہیں سر کی جانب  
بیٹھی اچھی لگتی ہیں۔۔ اُنھوں نے اُس  
کے سر پر ہاتھ رکھتے کہا تھا نیہام اُنکے پاس  
بیٹھی تھی۔۔

سب میری بات کا مقصد جان ہی چکے

ہوں گے مگر میں بتا دیتا ہوں۔۔ سب

کے چہروں پر مسکراہٹ دیکھتے اُنھوں

نے کہا تھا

میں چاہتا ہوں کہ اب نیہام قاسم شاہ کو

--

نیہام شہسوار شاہ بنادیا جائے اگر تمہیں

کوئی اعتراض نہ ہو تو قاسم۔۔ اُنھوں نے



نیہام کو اپنے حصار میں لیتے اجازت چاہی  
تھی نیہام تو سر نہیں اٹھا پار ہی تھی جہاں  
اپنی بچپن کی محبت کو پانے کی خوشی تھی  
وہیں فطری شرم و حیا بھی تھی  
باہر سے کمرے میں داخل ہوتے  
شہسوار شاہ کے قدم زنجیر ہوئے تھے  
نقوش تنے تھے۔۔ چہرے پر کتنے ہی  
رنگ اور گئے تھے۔۔

شاہ جی آپ حکم دیں اجازت طلب  
کرتے کیوں شر مندہ کر رہے ہیں۔۔  
نیہام آپکی ہی بیٹی ہے۔۔ قاسم شاہ نے  
اُنکا ہاتھ چومتے کہا تھا۔۔ ساتھ ہی سب  
نے نیہام کو گلے لگاتے مبارک باد پیش  
کی تھی۔۔

باباجان میں یہ شادی نہیں کرنا چاہتا۔۔  
شہسوار نے کمرے میں داخل ہوتے کہا



شہسوار شاہ کے لفظوں نے سب کو سکتے

میں ڈال دیا تھا آفتاب شاہ نے کراؤن

سے ٹیک چھوڑی تھی۔۔ سب کی

نظریں شہسوار شاہ پر تھیں جس کی

آنکھوں میں برہمی تھی۔۔

میں یہ شادی نہیں کرنا چاہتا۔ اُس نے

اپنے جملے کو دہرایا تھا

نیہام کے چہرے پر جیسے کوڑا پڑا تھا اُسکا  
چہرہ ہتک سے سُرخ ہوا تھا۔۔

مان کر جسے نینوائے دل

یہ دل سو نپا

مار کر انکار کا تھپڑ اُسی

نے ہمارا جگر نوچا

شاہ اس بات کا مقصد جان سکتا ہوں۔۔  
آفتاب شاہ نے سخت لہجے میں استفسار کیا  
تھا۔۔ قمر شاہ نے اپنی ٹھوڑی کھجاتے  
اُسے سنجیدہ نظروں سے دیکھا تھا۔۔ وہ  
اُسکے ہر انداز سے واقف تھا۔۔

باباجان میں فلحال شادی کے چکر میں  
نہیں پڑنا چاہتا۔۔ شہسوار نے اُنکا سخت  
لہجہ محسوس کرتے دھیمی آواز میں کہا تھا

--

کبھی نہ کبھی تو کرنی ہے ناتواب سہی۔۔  
اُنھوں نے قطعی انداز میں کہا تھا شہسوار

کاسب کے سامنے انکار کرنا اُسے  
شرمندہ کر گیا تھا۔۔ نیہام نے بھرائی

آنکھوں سے اُسے دیکھا تھا۔۔ جسے پانے

کی تمنا اُسکی آخری خواہش تھی۔۔

باباجان۔۔ کسی اور کو پسند کرتے ہو

انھوں نے اُسکی بات درمیان میں ہی

کاٹی تھی۔۔ شہسوار کا چہرہ سرخ ہوا تھا

نیہام نے تڑپ کر اپنے تایا کی جانب دیکھا

تھا یہ سوال اُسے اندر تک لرزہ گیا تھا اگر

وہ سچ میں کسی اور کو پسند کرتا ہوتا تو۔۔



اس سے آگے سوچنا اُسے مرنے کے  
مترادف لگا تھا۔ اُس نے دھڑکتے دل  
کے ساتھ شہسوار کو دیکھا تھا کہ وہ کیا  
جواب دے گا۔ باقی سب خاموش تھے  
آفتاب شاہ کے بولتے ہوئے بیچ میں  
مداخلت نہیں کر سکتے تھے۔

نہیں بابا۔۔ اُس نے کہتے نیہام کی جانب

دیکھا تھا جس نے کھینچ کر سانس لیتے

اکھڑتی سانسوں کو بحال کیا تھا۔۔

تو پھر۔۔ اُنھیں اُسکے انکار کا مقصد سمجھ

نہیں آیا تھا۔۔

میں کچھ بننا چاہتا ہوں ابھی بابا اُس نے

ایک آخری کمزور دلیل دی تھی۔۔

بن چکے ہو جو بننا تھا اب بس انسان بن  
جاؤ کافی ہے اُنھوں نے سنجیدگی سے کہتے  
ساتھ میں لتاڑا بھی تھا۔

اگلے مہینے کی پانچ تاریخ مقرر کی ہے کسی  
کو کوئی اعتراض اُنھوں نے شہسوار کو  
سرے سے اگنور کرتے باقی سب سے  
پوچھا تھا۔۔ نیہام کی آنکھیں نم تھیں۔۔  
اُسے صرف شہسوار چاہیے تھا اُسکی محبت

جو اُسے مل رہی تھی تبھی اس نے اپنی  
تذلیل کو نظر انداز کر دیا تھا

آرزوئے دل کی خاطر نظر انداز  
کیا تذلیل کو

یہ عشق کا درد مجروح کر گیا  
میرے ضمیر کو

مبارک ہو آپ سب شادی کی تیاریاں

شروع کر دیں۔۔ اُنھوں نے کہتے سب

کو جانے کا کہا تھا

شہسوار اپنی مٹھی بھینچے وہاں سے تن

فن کرتا نکلا تھا سب نے اُسے جاتا دیکھا تھا

کہ وہ کتنے غصے میں ہے۔۔

-----

انکار کی وجہ جان سکتا ہوں کیا میں۔۔؟؟

لاؤنج میں آتے قمر نے شہسوار کے

ساتھ بیٹھتے پوچھا تھا۔۔

یار میں اُسے بالکل رائتمہ کی طرح سمجھتا

ہوں میں نے کبھی اُسکے بارے میں ایسا

نہیں سوچا۔۔ شہسوار نے اق کر کہا تھا

۔۔ اُسکی شریانیں پھٹتی محسوس ہو رہی

تھیں

وہ تیری بچپن کی منگ ہے یہ تو اچھی  
طرح جانتا تھا تو پھر۔۔ اُس نے اپنی  
اُنگلیاں باہم پھسائے کہا تھا۔۔ شہسوار  
نے گھور کر اُسے دیکھا تھا۔۔

دیکھ میں اپنی بہن سے بہت پیار کرتا  
ہوں اور اسکی آنکھوں میں تیرے لیے  
محبت کسی اندھے کو بھی دکھ جائے پھر تو  
آنکھیں رکھنے کے باوجود کیوں نہیں

دیکھ رہا۔۔ قمر نے اُسکی آنکھوں میں

آنکھیں ڈال کر کہا تھا۔۔۔ شہسوار

صرف سرداہ بھر کر رہ گیا تھا۔۔

ہر بھائی کی خواہش ہوتی ہے اُس کی بہن

اپنے شوہر کے ساتھ خوش رہے۔۔ اور

میں جانتا ہوں تیرے علاوہ وہ کسی کے

ساتھ خوش نہیں رہ سکتی۔۔ اور میں اپنی

بہن کی آنکھوں میں آنسوؤں اور اس کے



چہرے پر دکھ کی تفسیر نہیں دیکھ سکتا۔

قمر نے سر جھکائے کہا تھا شہسوار نے

گردن موڑے اُسے دیکھا تھا۔

میں چاہتا ہوں وہ ہمیشہ یہیں رہے ہماری

نظروں کے سامنے۔۔ وہ آہستہ سے اپنی

بات جاری رکھے ہوئے تھا شہسوار کی

پوری توجہ اُسکے لفظوں اور چہرے کی

بدلتی حالت پر تھیں

آج تیرے انکار پر میں نے اُسکی آنکھوں  
میں ٹوٹے کانچ کی کرچیاں دیکھی ہیں۔۔

قمر نے اب کی دفعہ اُسکی آنکھوں میں  
دیکھتے کہا تھا شہسوار خاموش رہا۔۔

اس شادی کے ہاں کر دے۔۔ اُس نے  
جیسے منت کی تھی وہ اپنی بہن کو محبت

کے لئے تڑپتا نہیں دیکھ سکتا تھا اُسکے لہجے  
پر شہسوار کا دل جیسے مٹھی میں آیا تھا وہ

بنا کچھ کہے خاموشی سے اُسکے گلے لگا تھا

قمر نے بھی اپنی گرفت مضبوط کی تھی

۔۔ اور اس طرح دوستی کا مان رکھتے

شہسوار شاہ نے اُسے وعدہ دیا تھا کہ وہ

پورے دل سے اُسے اپنائے گا اور ہمیشہ

خوش رکھے گا مگر یہ تو آنے والا وقت ہی

جانے کہ کیا ہو گا کسی کے ہاتھ محبت ۱

گی تو کسی کے ہاتھ جدائی مگر انتظار صرف  
وقت کا کرنا تھا جو اس کہانی کا لکھاری ہے

---

تارا جلدی کر محفل سچ چکی ہے تیرا انتظار  
ہے صرف۔۔۔ شبنم بائی نے اندر آتے کہا  
تھا۔۔۔

بس آگئی اُمّ۔۔ تارا نے پائل پہنتے کہا تھا  
پھر خود کو آخری دفعہ آئینے میں دیکھتے وہ  
کمرے سے نکلی تھی۔۔۔

اُسکے محفل میں داخل ہوتے ہر جانب  
شور اُٹھا تھا تارا نے ایک ادا سے اپنے قدم  
اٹھائے تھے اور آگے آتے ماتھے پر ہاتھ  
رکھتے سب کو سلام کیا تھا

ہائے قربان میں نے آج تک اتنا حسن  
نہیں دیکھا بس یہ ایک دفعہ میرے ہاتھ  
لگ جائے۔۔ محفل میں بیٹھے ایک شخص  
نے تارا کو سر تا پیر دیکھتے خباثت سے کہا  
تھا جس پر اُسکے ساتھ بیٹھے لوگوں کا بے  
باک قہقہہ گونجا تھا۔۔

تار انے گانا شروع ہونے پر اپنے انار کلی  
فراک کو سائڈ سے پکڑتے گھومنا شروع  
کیا تھا۔

ہو پھل گیند وانہ مارو

نہ مارو نہ مارو

ہو پھل گیند وانہ مارو

تار انے خوبصورتی سے اپنے رقص کا  
آغاز کیا تھا جیسے جیسے وہ اپنی نازک ادائیں  
دکھاتی مردوں سمیت بیٹھی دوسری  
رقاصائیں بھی مبہوت ہوئی اُسے دیکھ  
رہی تھیں

وہ اپنی نزاکت دکھاتی جاتی اور وہ اپنے  
دل تھامتے جاتے۔



پورے گاؤں میں اُسکی خوبصورتی کی  
دھوم تھی وہ صرف مہینے میں ایک مرتبہ  
رقص کرتی تھی مگر جب وہ آتی تو ہر  
جانب اُسکے چرچے ہوتے جتنے پیسے وہاں  
کی ساری لڑکیاں کماتی تھیں اتنے وہ 2  
گھنٹوں میں کماتی تھی لوگ اُسکے حسن  
کے صدقے اترتے اُس پر پیسوں کی  
بارش کر دیتے تھے مگر تارا کا اصول تھا وہ

صرف رقص کرتی تھی آج تک کسی مرد

نے اُسکے دل کے ساتھ ساتھ اُسکے جسم

کو ناچھووا تھا سب اُسے بس پیاسی

نظروں سے دیکھتے رہ جاتے تھے وہ اس

کو ٹھہے کی ملکہ معلوم ہوتی تھی۔۔۔ مگر

کیا اُسکا نصیب بھی اُسکی طرح

خوبصورت تھا یا نہیں۔۔۔؟؟؟

-----

-

شاہ حویلی میں شادی کی تیاریاں مکمل ہو  
چکی تھیں ہر کوئی افراتفری میں کام کرتا  
جارہا تھا۔۔ شادی میں صرف 4 دن باقی  
تھے نیہام بہت خوش نظر آرہی تھی  
شہسوار شاہ نے بھی اپنے پورے دل کے  
ساتھ اُسے اپنی زوجیت میں لینے کا فیصلہ

کر لیا تھا وہ قمر شاہ کو کبھی اُداس یا پریشان  
نہیں دیکھ سکتا تھا شہسوار نے اس شادی  
کے لیے ہاں صرف قمر کے لیے کی تھی

---

رائمہ اپنے کمرے میں پڑھ رہی تھی اس  
وقت گھر میں صرف ملازم اور وہ تھی  
باقی سب شاپنگ کے لئے گئے تھے  
چونکہ اُسکے پیپر تھے تو وہ نہیں جاسکتی

تھی۔۔ وہ سر کتابوں پر جھکائے پڑھ ہی  
رہی تھی کہ اُسکے کمرے کا دروازہ کھلا تھا  
اُس نے چونک کر سر اٹھایا تھا اور پھر  
حیرانی اور بے یقینی سے اپنے کمرے میں  
موجود فرحان شاہ کو دیکھ رہی تھی۔۔  
قاسم شاہ کی چار اولادیں تھیں سب سے  
بڑا قمر شاہ پھر فرحان شاہ پھر ادیان شاہ  
اور آخری نیہام شاہ۔۔

قمر اور ادیان بہت سلجھے ہوئے تھے جبکہ  
فرحان شاہ میں ہر گندی عادت پائی جاتی  
تھی وہ اس وقت بھی شراب کے نشے  
میں دھت لڑ کھڑا تا بمشکل اپنے قدموں  
پر کھڑا اُسے دیکھ رہا تھا۔ اُسکی رائیہ پر  
ہمیشہ سے بری نظر رہی تھی شاہ حویلی  
میں سے کوئی بھی اُسے بلا ضرورت نہیں  
بلاتا تھا وجہ اُسکی حرکتیں تھیں آج جب

کہ گھر میں کوئی نہیں تھا تو وہ موقع کو  
غنیمت جانتے اُسکے کمرے میں آ گیا تھا  
۔۔ عورتوں کے کمرے میں اُنکے محرم  
رشتے کے علاوہ کسی کو بھی جانا سختی سے  
منع تھا۔۔

بھائی آپکو۔ ک۔۔ کچھ چاہیے۔۔ رائمہ  
نے گھبراتے ہوئے پوچھا تھا لڑکی اپنی  
جانب اٹھنے والی ہر نظر کو پہچان لیتی ہے

اللہ نے اُس میں ایک ایسی حس رکھی  
ہوتی ہے رائتمہ بھی اُسکی نظروں میں  
موجود غلاظت کو پہچان گئی تھی اُسے  
اُسکی نظریں خود میں گرڑھتی محسوس ہو  
رہی تھیں۔۔

تم۔۔ یک لفظی جواب آیا تھا رائتمہ جی  
جان سے لرزا اٹھی تھی وہ کانپتے ہوئے



بیڈ سے اُتری تھی آنکھوں میں خوف و

ہر اس صاف نظر آ رہا تھا

بھئی۔۔ بھائی۔۔ آپ۔۔ یہاں سے

۔۔ ج۔۔ جائیں۔۔ راتمہ نے شل ہوتی

ٹانگوں کے سہارے کھڑے ہوتے اُسے

کہا تھا جس پر مقابل کا قہقہہ گونجا تھا۔۔

میں جانے کے لئے۔۔ تھوڑی آیا ہوں  
رامی۔۔ فرحان نے مکر و انداز میں کہا تھا

--

میں۔۔ میں بھائی کو بتا دوں گی۔۔ کہ۔۔

آپ۔۔

جاؤ بتاؤ۔۔ جاؤ نہ۔ فرحان اُسکی بات سنتے

بیچ میں ٹوکتا استہزاء سے مسکرایا تھا۔

فرحان۔ بھائی۔۔ اے چپ کوئی بھائی  
وائی نہیں ہوں تمہارا میں۔۔ اُس نے  
غیض و غضب سے دھاڑ کر کہا تھا  
اہہ اُسکی دھاڑ پر راتمہ اپنی جگہ سے اچھلی  
تھی فرحان پہلے بھی ایک دو مرتبہ اُسے  
غلط ٹچ کر چکا تھا مگر راتمہ نے اپنی غلط  
منہی سمجھتے اگنور کر دیا تھا جس پر آج  
فرحان کو سے ملی تھی

رائمہ نے اپنے قدم پیچھے کی جانب

بڑھائے تھے

فرحان اس سے قبل اُسکی جانب قدم

بڑھاتا نیچے سے شہسوار شاہ کی آواز آئی

تھی جو شاید ملازم سے کوئی بات کر رہا تھا

فرحان اُسکی آواز سنتا بجلی کی سی تیزی

سے رائمہ کے کمرے سے نکلا تھا

راتمہ کی آنکھوں سے آنسوؤں نکلتے عارض  
کا حصہ بنے تھے اس نے بھاگ کر اپنے  
کمرے کا دروازہ لوک کیا تھا اگر شہسوار  
شاہ گھر نہ آتا تو نجانے کیا ہو جاتا آگے کا  
سوچتے ہی اُسکے ہاتھ پاؤں پھول چکے  
تھے۔۔

-----

انج مہندی کا فنکشن تھا پوری حویلی کو  
پیلی اور گلابی رنگ کے پھولوں سے سجایا  
گیا تھا ہر طرف بھاگ دوڑ مچی ہوئی تھی  
کیسی کو اپنے کپڑوں کی فکر تو کیسی کو  
ہیر سٹائل کی کوئی میک اپ کے لیے بیٹھا  
تو کوئی گھر کے کام اور مہمانوں کو دیکھ رہا  
تھا۔

شسوار اس وقت اپنے کمرے میں  
موجود پہلے رنگ کرتا پہنے، بالوں کو جیل  
کی مدد سے سیٹ کیے، ہاتھ میں برنڈید  
گھڑی پہنی وہ ایک نظر اپنے آپ کو اپنے  
میں دیکھتا ہے اور پھر مضبوط قدموں  
کے ساتھ باہر کی طرف بڑھتا ہے  
دوسری طرف نہام کو بہت خوبصورتی  
کے ساتھ سجایا جاتا ہے چہرے پہ ہلکا ہلکا

میک اپ، لبوں پہ نیوڈ لپسٹک، ہاتھوں  
اور کانوں میں ارٹیفیشل پھول کے جھمکے  
پہنے، وہ پیلی رنگ کے شارٹ کنیز  
کیسا تھ شرارہ پہنے کوئی اپسر الگ رہی  
تھی۔

منسا اور رائمہ دونوں کمرے میں داخل  
ہوتی ہے جہاں نیہام کو تیار کر دیا جاتا  
ہیں۔



واہ کیا بات ہیں تم پہ تو ٹوٹ کے روپ آیا

ہے دلہن صاحبہ حالانکہ ابھی تک رات

کی تقاضوں کو پورا نہیں کیا دلہن

صاحبہ!!!! منسابے باکی کے ریکارڈز

توڑ کے کہتی ہیں جسکے اسکی بات پہ نہیام

کانوں کی لوتک سرخ ہو جاتی ہیں جسکے

راتمہ کی کلکلاہٹ پورے کمرے کو نہجتی

ہیں۔

اور نہیں تو کیا ابھی تو بھائی نے صرف  
ایک بوسہ دیا ہے ابھی سے نکھر رہی ہے  
جب وہ۔۔۔۔۔ ابھی رائتمہ بھی بے باکی  
میں منسا کا ساتھ دیتی جب نیہام دونوں کو  
گھورتے ہوئے بولتی ہے  
چپ کر جاؤ بے شرمی کے ٹولوں شرم تو  
!!! چھو کے نہیں گزری

ہاہاہاہاہا !!! دونوں کے بے باک قہقہے

پورے کمرے میں گونجتے ہیں۔

اور پھر وہ دونوں مزید چھیڑ چھاڑ کیساتھ

اسکو کے کر نیچے جاتے ہیں جہاں آج

مہندی کی رسم ہونی تھی۔

ہر طرف گولیوں کی برسات تھی

شہسوار کے دوست اسکے کزن نجانے

کب سے ایک دوسرے کیساتھ مقابلہ

بازی کر رہے تھے جب رسم کا شور اٹھتا

ہیں۔

اج ہلدی اور مہندی دونوں ایک ساتھ  
کرنی تھی سارے مرد مردانے کے کان

میں بیٹھے تھے جب شہسوار مضبوط

قدموں کیساتھ سامنے سیٹج کی طرف آتا

ہے سیٹج کو سمپل مگر خوبصورتی کیساتھ

سجایا گیا تھا وہ سامنے صوفے پہ بیٹھتا ہیں

جب قمر شاہ، فرحان شاہ، اور ادیان شاہ

گلابی رنگ کا کرتا پہنے بالوں کو سیٹ کیے

وہ ایک جیسے لباس میں اپنے دوستوں

کے ہمراہ سیٹج کی طرف بڑھتے ہیں

( آج سب کی ڈریسنگ ایک جیسی تھی

سوائے دو لہاد لہن کے )

شہسوار سب سے بغلگیر ہوتا ہے وہ

صوفیہ بیٹھ جاتا ہے ایب رسم کی

شروعات ہوتی ہے پہلے گھر کے بڑے

آگے بڑھتے ہوئے ہلکی سی بلدی لے

کے اسکے گالوں پہ پھر بازو پہ لگاتے ہیں،

اسکے بعد سارے دوست شہسوار پہ

ہلدی لگا کم اور اسکو نیلا زیادہ رہے ہو

ہوتے ہے انکی نوک جھوک سے جہاں  
سب قہقہہ لگاتے ہیں وہی شہسوار شاہ انکو  
گلیاں سے نوازتا ہے جس کو ابھی زنانے  
میں جانا تھا مہندی کی رسم کرنے اور  
یہاں تو سب نے حالت بیگاردی تھی۔  
کھڑکیوں سے لڑکیاں ان سب کو دیکھ  
کے لوٹ پھوٹ ہوتی ہیں اور پھر بھاگتے  
ہوئے نیچے کی طرف جاتی ہیں کیونکہ

ابھی انہوں نے بھی لوٹ پھوٹ کرنی  
تھی۔

ساری لڑکیاں اس وقت نہام کے  
قریب بیٹھی رسم کی چیزیں سامنے رکھتی  
ہے جس میں ایک چھوٹے سے پیالے  
میں ہلدی، تھوڑا سا تیل ایک طرف  
مٹھائیاں، دودھ کا گلاس، ساتھ میں



مہندی پڑھیں ہوتی ہیں ہر چیز کو نہایت

مہارت کیساتھ سینچا جاتا ہے

گانوں کی گونج، لڑکیوں کے ڈانس،

عورتوں کی بنسی، چھیڑ چھاڑ ماحول کو

زعفران بناتا ہیں۔

شہسوار کو اندر بلا یا جاتا ہے چہرے اور  
ہاتھوں سے کچھ حد تک ہل دی صاف کر  
چکا تھا مگر کپڑوں پہ ابھی لگی ہوئی تھی وہ  
سنجیدگی کیساتھ سٹیج کی طرف بڑھتا ہیں  
ساتھ میں قمر شاہ، فرحان شاہ جس کی  
نظر وہاں موجود ہر لڑکی پہ ہوتی ہے لیکن  
جیسے ہی نظریں رائمہ پہ جاتی ہے ایک  
پل کے لیے وہ ساکت ہو جاتا ہے وہ کیسی

سے بات کرتے ہوئے ہنس رہی تھی  
گلابی رنگ کے شرارہ پہ بلکہ میک آپ  
کیے، ہاتھوں میں گجرے پہنے بالوں کو  
ہلکا کر کیے کچھ آوارہ لئے اسکے چہرے کو  
چھوتے ہوئے منظر کو اور حسین بنارہی  
تھی اسکو پانے کی شدت فرحان کے  
دل میں اور بڑھ جاتی ہیں۔ وہ کچھ ہی  
پالوں میں اسکا ہر زاویہ سے جائزہ لیتا ہے

جب اسکے کانوں سے آواز ٹکراتی ہے اور  
پھر بھی سٹیج کی جان بڑھتا ہیں۔

شہسوار جو سٹیج کی طرف بڑھ رہا تھا نیہام  
کو دیکھ کے اسکے قدم خود بخود زنجیر کو  
جاتے ہیں اس نے کبھی اتنے غور سے  
نیہام کو نہیں دیکھا تھا وہ یکہ تک اسکی  
خوبصورتی میں محو ہوتا ہے وہ اتنی حسین

لگ رہی تھی کہ یہ بے اختیاری اُسکے  
ضبط سے باہر تھی

بھائی جان آپکی ہی ہے دیکھ لیجیے گا بعد  
میں !!!!! مساکى شرارتى آواز کانوں  
سے ٹکراتى ہے جس پہ سب کے قہقہوں  
کیساتھ ہو ٹنگ بھی کانوں سے ٹکراتى  
اسکو ہوش کی دنیا میں

لاتی ہے اور بالوں میں ہاتھ پھیر کے  
آگے بڑھتا ہے جسکے نیہام کا دل دوسو پہ  
سپیڈ لے ہوتا ہے اسکا ایک ایک قدم  
نیہام کے دل کی تار کو چھڑتا اسکو کپکپانے  
پہ مجبور کر دیتا ہے۔ قمر شاہ جس کے دل  
میں تھوڑی بہت سوالات تھے اپنے

جگری یار کی بے خودی یہ وہ سوالات خود

مٹ جاتے ہیں اب وہ مطمئن تھا وقت

کے ساتھ سب ٹھیک ہو جائیں گا وہ

مسکراتے ہوئے سٹیج کی جانب جاتا ہے

اب یہ تو وقت جانتا تھا کہ وقت کیسا تھا

سب " " " " ٹھیک ہونا تھا کہ سب ختم

شہسوار جیسے ہی نیہام کیساتھ بیٹھتا ہے  
اسکا مضبوط کندھا نیہام کے کندھے سے  
مس ہوتا ہے جس سے اسکے بدن میں  
ایک کرنٹ سادوڑتا ہیں جبکہ باقی سب  
کی ہوٹنگ گہری ہوتی ہیں۔

مسا اور رائٹہ رسم کے لیے پہلے آگے  
بڑھتی ہے وہ دونوں مل کے ہلدی اور



پھر تھوڑا سا اونٹیل انکے بالوں میں لگاتی  
ہیں۔

بھائی نے اونٹل سر پہ کیوں لگا رہے ہیں  
جبکہ میرے خیال سے اسکی ضرورت کہی  
اور پڑھتی ہیں !!! فرحان معنی خیزی  
سے قمر کے کان میں بولتا ہے آواز اتنی  
تھی کے شہسوار بھی سن لے۔۔۔

شہسوار اسکو خون خر نظروں سے گھورتا

ہے ابھی وہ مردانے میں بھی اپنے

الفاظوں سے سب کو خسا سرخ کر چکا تھا

ابھی یہاں بھی چین نہیں آ رہا تھا۔

تو کیا کہتا ہے لگے ہاتھ تمہیں بتا دو کے

!!!! کب کہاں استعمال کرنا ہے

شہسوار دانت پیستے ہوئے اسے جواب

دیتا ہے جبکہ قمر اور دوسرا نام جو بھی تھا

اس میں شامل کر دینا اس دوران

مسکراہٹ ضبط کرنے کے چکروں میں

ہوتا ہیں

اپنا توروز کا کھیل ہے سردار کب کہا کیا  
استعمال کرنا ہے اور کتنا کتنا ہے سب پتا  
ہے چاہوں تو کلاسز کے سکتے ہے!!!!  
فرحان بے باکی اور فخریہ انداز میں بولتا  
ہے جس پہ اب تو تعارف سے قمر شاہ  
بھی اسکو دیکھتا ہے جس کا انداز فخریہ تھا  
اب کوئی کچھ نہیں کہتا کیونکہ سب کو  
اسکے بات اور انداز ناگوار گزرتا ہیں۔

گاوں کی عورتوں سے لے کر گھر کے  
خواتین رشتے دار سب ہلدی کی رسم  
پوری کرتے ہیں۔ چلے بھائی یہ دودھ  
پیے لیکن اس سے پہلے ہمیں پیسے  
دیں !!! منسا ایک ہاتھ میں گلاس پکڑ  
کے شہسوار کو مخاطب کرتی ہیں

کا مطلب اب دودھ پینے کے پیسے کب  
سے ہونے لگے !!! وہ خساحیرت زدہ  
انداز میں سنجیدگی سے بولتا ہے اسکے  
انداز یہ سب خواتین کا قہقہہ گھونجتا ہے  
جیسے منڈا اور رائتمہ منہ کے زاویے بناتی  
ہے اور اسکو رسم کے حوالے سے آگاہ

کرتی ہیں۔

کیا کہتی ہو بیگم صرف دودھ پینے کے پیسے  
دے دو حالانکہ کل مجھے بنا پیسوں کو  
سب ملے گا !!! شہسوار بے باک  
سرگوشی کرتے ہوئے

کہتا ہے نیہام اسکے بات یہ کانوں سے  
دھواں نکلتا ہوا محسوس ہوتا ہیں ہاتھ پسینے

سے شرابور ہو جاتے ہے۔ اسکے کانپتا  
محسوس کر کے شہسوار نا محسوس انداز  
میں ہاتھ اسکے کمر کے گرد کرتا اسے  
سہلاتا ہے۔

ریکس ابھی تو کچھ کیا نہیں ہے اتنا کمانپ  
کیوں رہی ہو وہ با ظاہر سنجیدگی سے بولتا  
ہے لیکن ہاتھوں کی گستاخی آگے بڑھتی



نیہام کو کرنے کھانا گے ہم مجبور کرتی

ہیں۔۔۔۔۔

چلے بھائی جان شرافت کیسا تھد دولا کھ

کیش نکلوائے !!! راتمہ شہسوار سے

مخاطب ہوتے ہوئے کہتی ہے جو نجانے

کیا سرگوشیاں کر رہا تھا وہ تو منڈا اور رائے  
بعد میں پوچھنے والی تھی۔ شہسوار کا نیہام  
کے ساتھ بات کرنا کسی سے مخفی نہیں تھا  
انکو آپس میں بات کرتا دیکھ کے قمر باقیدہ  
منسا سے کر رہا تھا کہ پیسے لوں لینے کے  
رائے زبانی کلامی لڑائی کو ایک نتیجہ پر  
پہنچتے نہ دیکھ کے بلا آخر اپنے بھائی کو پکارتی

ہے دوسرا وہ فرحان کی نظروں سے چھپنا  
چاہتی تھی۔

پھر چند منٹوں کے بعد وہ پیسے کے کر خود  
شرابی کیساتھ رسم کر کے انکو بھیجتے ہیں  
جسکے نیہام کو مہندی لگنی شروع ہو جاتی  
ہیں۔

اسی طرح شور شرابے اور چھیڑ چھاڑ  
کیساتھ مہندی کی رات ختم ہو جاتی ہے  
سب اتنے تھکے تھے کہ کیسی کو ہوش ہی  
نہیں تھا سب جلدی سونے کے چکروں  
میں اپنے اپنے کمروں میں گھس جاتے  
ہیں کیونکہ صبح جلدی اٹھنا تھا لیکن  
لڑکیوں سے نیہام کو گھرا ہوتا ہے اور اب

انکی باتیں تو پوری رات نہ ختم ہونے والی  
تھی۔

-----

--

شاہ حویلی کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا ہر  
جانب شہسوار شاہ کی شادی کے چرچے  
تھے آج برات تھی جو حویلی کے رسم و  
رواج اور پردے کو مدِ نظر رکھتے ہوئے

حویلی میں ہی زنان خانے میں منعقد  
ہوئی تھی۔۔۔

ارے رائے۔۔ بیٹا جاؤ ذرا فرحان کو بلا کر  
لے آؤ۔۔ اُسکی چچی نے مصروف انداز  
میں کہا تھا رائے نے اُنھیں دیکھا تھا وہ  
کبھی اُس بد تمیز کے کمرے میں نہیں  
جانے والی تھی۔۔

چاچی جان آپ رشیدہ آپا کو بول دیں۔۔

اُس نے اُنگلیاں باہم پھساتے کہا تھا۔

وہ مہمانوں میں مصروف میرا بیٹا۔۔ تم

چلی جاؤ ویسے بھی بھائی ہے تمہارا۔۔ وہ

اُسکا گال تھپتھپاتی پھولوں کے گجرے

لیے لاؤنج کی جانب بڑھ گئی تھیں رائمہ

نے ایک نظر اُنھیں دیکھتے اوپر دیکھا تھا

جہاں فرحان کا کمرہ تھا اور پھر وہ مرے



مرے قدموں کے ساتھ اوپر بڑھ گئی  
تھی۔۔

ٹھک ٹھک۔۔ اُس نے کمرے کا دروازہ  
نوک کرتے اپنے قدم دروازے سے  
دور کر لیے تھے۔۔

فرحان نے دروازہ کھولتے حیرت سے  
اُسے دیکھا تھا آج تو مچھلی خود آئی تھی

جال میں پھنسنے۔۔ اُس نے اپنی گھنی

مونچھوں کو تاؤ دیتے سوچا تھا۔۔

وہ۔۔ وہ بھائی آپکو چچی جان بولا رہی ہیں

۔۔ راتمہ جلدی سے کہتی وہاں سے

غائب ہونے والی تھی کہ فرحان نے

اُسکی کلائی اپنی گرفت میں لیتے اُسے

اپنے کمرے میں کھینچا تھا اس اچانک افتاد

پر راتمہ کی چیخ بے ساختہ تھی وہ شل

ساکت بے یقینی سے اُسے دیکھ رہی تھی  
جو اُسکی جانب قدم بڑھاتا جا رہا تھا رات  
کی سانسوں حلق میں اٹکی تھیں وہ اُسکے  
بڑھتے قدموں پر اپنے پیر پیچھے کھینچتی  
دیوار کے ساتھ جا لگی تھی جس پر فرحان  
کے چہرے پر خباثت بھری مسکراہٹ  
آئی تھی۔۔

میرے بغیر اتنا دھورا محسوس کر رہی  
تھی کہ خود بُلانے آگئی۔۔ فرحان نے  
اُسکے گرد ہاتھ رکھتے اُسے محصور کیا تھا

--

بھائی چچی جان نے بھیجا تھا مجھے جانا ہے  
ہٹیں۔۔ رائمہ نے بہتی آنکھوں کے  
ساتھ اُسے دھکیلنے کی کوشش کی تھی

ایسے کیسے جانا ہے اِج تو آپ خود آئی ہیں  
اس خوشی کے موقع پر منہ میٹھا کیے بغیر  
کیسے جانے دوں۔۔ اُس نے مکر و انداز  
میں کہتے اُسکی گردن سے اُسکی خوشبو  
محسوس کی تھی رائتمہ بدک کر پیچھے ہوئی  
تھی مگر دیوار نے زیادہ فاصلہ قائم نہ  
کرنے دیا۔۔

فرحان۔۔۔ بھائی میں۔۔۔ میں بھائی کو بتا

دوں گی، مٹئیں

مجھے جانا ہے۔۔۔ رائے نے اپنا لہجہ مضبوط

بناتے کہا تھا

سنو زیادہ کچھ نہیں بس اپنی ایک رات

مجھے دے دو جتنی تم معصوم دکھتی ہو کسی

کو شک بھی نہیں ہو گا اُس نے ہنستے

ہوئے غلاظت سے لبریز آنکھیں اُسکے

سراپے پر گاڑھی تھیں۔۔۔

رائمہ نے آنکھوں میں بے یقینی اور

کرب لیے اُسے دیکھا تھا

دیکھو تمہارے اس دلکش وجود کو میں

حاصل کرنا چاہتا ہوں اس کے لیے بھلے

مجھے تم سے نکاح بھی کرنا پڑا میں کروں

گا جوانی کے پُر زور تقاضوں کا مسئلہ ہے

لیکن۔۔ اس نے لمحے کا توقف لیتے کمینی

مسکراہٹ کے ساتھ اُسکے کان میں

سرگوشی کی تھی۔۔۔

میں تمہیں رخصتی سے پہلے ہی استعمال

کرتے کسی ٹشو پیپر کی طرح کوڑے میں

پھینک کر طلاق دے دوں گا ایک کے

زیادہ گزرا نہیں میرا۔۔ اُس نے اُسکے

بال کان کے پیچھے اڑھسے تھے۔۔



پھر تو نیہام کے لئے بھی یہی سوچ رکھتے  
ہوں گے آپ ٹشو پیپر۔۔ ہم راتمہ نے  
اُسکی آنکھوں میں دیکھتے سرد انداز میں کہا  
تھا۔۔ مقابل کے تن بدن میں آگ لگی  
تھی وہ اس وار سے بلبلا اٹھا تھا۔۔  
خبردار میری بہن کا نام بھی لیا تو۔۔۔ وہ  
غصے سے دھاڑا تھا راتمہ اُسکی دھاڑ سے  
سہمی تھی مگر واضح ناہونے دیا۔۔

کیوں بات اپنی بہن پر ائی تو غیرت اُبال  
مار رہی ہے۔۔۔ راتمہ نے غرا کر کہا تھا  
اور اگلے ہی لمحے کمرہ زناٹے دار تھپڑ سے  
گونج اٹھا تھا۔۔۔ راتمہ کو اپنا سر گھومتا  
محسوس ہوا تھا آنکھوں سے آنسوؤں  
لڑھکتے عارض کا حصہ بنے تھے۔۔

نکاح تو اب میں تم سے ہی کروں گا اور  
تمہاری اس زبان کو اپنے طریقے سے

خاموش کرواؤں گا۔۔ فرحان نے غرا کر  
کہا تھا۔۔۔

میں تھو کوں بھی نہ تم جیسے گھٹیا انسان پر  
نکاح تو بہت دور کی بات ہے۔۔ راتمہ  
نے آپ جناب کا لحاظ بالائے طاق رکھتے  
کہا تھا۔۔۔

اچھا۔۔۔ حویلی مہمانوں سے بھری ہے  
کسی کو معلوم بھی نہیں ہو گا تم کہاں گئی

ابھی یہیں تمہیں نوچتے تم پر تھوک کر

بتاتا ہوں تمہاری اوقات۔۔ فرحان

اُسکے لفظوں پر پاگل ہوتا غیض و غضب

سے اُس پر جھکا تھا۔۔ رائے نے ساتھ

ڈریسنگ ٹیبل پر پڑا اس اٹھاتے اُس کے

سر پر مارا تھا۔۔

ابہہ فرحان کی دلخراش چیخ گونجی تھی

رائمہ۔۔ فرحان چیتا اُسکی جانب بڑھا تھا

مگر رائمہ کے نازک ہاتھ کا تھپڑ اُسکے

گال کی زینت بنا تھا۔۔ رائمہ میں

نجانے اتنی ہمت کہاں سے آئی تھی

لیکن اپنی عزت بچانے کے لیے اُسے

مضبوط ہونا ہی تھا ورنہ آج خدا جانے کیا

ہو جاتا۔۔

فرحان حیران در حیران اُس سہمی ہر نی کو  
اپنے سامنے شیر نی بنے دیکھ رہا تھا سر سے  
خون بھل بھل بہہ رہا تھا۔

خبردار مجھے کمزور سمجھنے کی غلطی مت  
کرنا۔ رائے غصے سے کانپتی آواز کے  
ساتھ اُن گلی اٹھاتے دھاڑی تھی فرحان  
اپنے گال پر ہاتھ رکھے ہکا بکا بس اُسے  
دیکھ رہا تھا۔

میرے بھائی کو پتہ چلا نہ تو چیر کے رکھ  
دے گا۔ وہ چیخی تھی عزت کھونے کا  
ڈر رگ و پے میں خوف بھر گیا تھا۔  
شہسوار بھائی کو ہی نہیں بلکہ قمر بھائی کو  
بھی پتہ چلانا تو تمہارے جوانی کے پُر زور  
تقاضوں کو ایسے ٹھنڈا کریں گے کہ کہیں  
منہ دکھانے لائق نہیں رہو گے وہ کانپتے

بدن کے ساتھ بولتی رہی اور وہ سنتا رہا  
بولنے کے لئے زبان کنگ ہوئی تھی۔۔  
یہ بغیرتی کرنی ہے ناتو خاندان سے باہر  
منہ مارو۔۔ اور آئندہ۔ راتمہ نے غرا کر  
اُنکی اٹھاتے کہا تھا۔۔

آئندہ اگر میرے قریب بھی آیا  
میرے لیے کوئی بکواس کی تو تمہاری شہ



رگ پر پیر رکھتے گدھی سے زبان کھینچ  
کر گردن کے گرد لپیٹ دوں گی۔۔

وہ زخمی شیرنی کی طرح دھاڑی تھی۔۔  
بے خوف و خطر فرحان کے پاس کہنے کو  
کچھ بچا ہی نہیں تھا وہ شیرنی کی طرح غرا  
رہی تھی وہ تو اُسے ہمیشہ معصوم سمجھ کر  
ڈراتا رہا تھا اپنے شیطانی نفس کو پُر سکون

کرنے کے طریقے سوچتا رہتا تھا مگر آج  
وہ معلوم ہوا تھا کہ عزت پر بات آنے پر  
بلی بھی شیرنی بن جاتی ہے۔۔ رائمہ اُسے  
دھکا دیتی کمرے سے نکل گئی تھی وہ وہیں  
کھڑا رہا کتنے لمحے ساکن وجود کے ساتھ  
پھر جب بہتا خون آنکھوں کے پردے  
تک آیا تو وہ ہوش میں آیا تھا۔۔

اسی کمرے میں اسی بستر پر تجھے روندوں  
گارائتمہ شاہ جس بھائی پر اتنا غرور ہے نہ تو  
دیکھوں گا کہاں گیا تیرا مان !!! فرحان  
نے اپنے سر سے بہتا خون اُن گلی کی پوروں  
پر دیکھتے طیش سے سُرخ ہوتے چہرے  
کے ساتھ کہا تھا۔

---

لاؤنج میں سب مہمان جمع تھے مولوی  
صاحب نکاح کا فورم مکمل کر رہے تھے  
نیہام سُرخ دلہن کے جوڑے میں  
ملبوس زیوروں سے آراستہ اپسرا معلوم  
ہو رہی تھی شہسوار نے گولڈن شیر وانی  
پہنی تھی جس پر اُسے خاندانی دستار پہنائی  
گئی تھی وہ کسی ریاست کا شہزادہ معلوم ہو

رہا تھا۔۔ لاؤنج میں اس وقت خواتین اور

حویلی کے ہے مرد موجود تھے۔۔۔

شہسوار اور نیہام کے درمیان پھولوں

سے سجاپردہ لگایا گیا تھا۔۔۔

رائمہ کیا ہوا اتنا گھبرائی کیوں ہو۔۔ رائمہ

کے آتے منسانے پریشانی سے پوچھا تھا

نہیں نہیں۔۔۔ کچھ نہیں ہوا۔ راتمہ نے  
ماٹھے پر آیا پسینہ صاف کرتے لا پڑوا ہی  
سے کہا تھا مقصد منسا کو یقین دلانا تھا۔۔  
منسا اثبات میں سر ہلاتی سب کی جانب  
متوجہ ہوئی تھی

نیہام شاہ ولد قاسم شاہ آپکا نکاح شہسوار  
شاہ ولد آفتاب شاہ کے ساتھ 2 کروڑ  
حق محرطے کیا جاتا ہے آپکو قبول ہے

--؟؟ مولوی صاحب نے نکاح کا آغاز

کیا تھا نیہام کے جسم میں لرزش ہوئی تھی

ایک سکون تھا اپنی محبت کے محرم بننے کا

احساس پورے وجود میں سرایت کر گیا

تھا

قب۔۔ قبول۔ ہے (مجھے میری بچپن کی

محبت جوانی کی دہلیز پر قبول ہے)

قبول ہے۔۔ (مجھے میرا مغرور شاہ دل و

جان سے قبول ہے)

قبول ہے۔۔ (الحمد للہ)

اُسے اپنے نکاح میں قبول کرتے نہیام

نے شکر سے آنکھیں میچی تھیں۔۔۔

شہسوار شاہ ولد آفتاب شاہ آپکا نکاح نہیام

شاہ ولد قاسم شاہ سے 2 کروڑ حق محر

طے کیا جاتا ہے آپکو قبول ہے۔۔؟؟



اب وہ شہسوار کی جانب متوجہ ہوئے  
تھے جس نے نیہام کے پہلو میں کھڑے  
قمر شاہ کو دیکھا تھا جس کی آنکھوں میں  
خوشی چھپانے سے نہ چھپ رہی تھی پھر  
اس نے نیہام کو دیکھا تھا۔

قبول ہے۔

قبول ہے۔

قبول ہے۔

اور اُسے اپنی سرپرستی میں لیتے شہسوار  
نے اُسے نیہام شہسوار شاہ کے عہدے پر  
فائز کیا تھا۔۔۔ ہے جانب مبارک کاشور  
اُٹھا تھا۔۔۔ شہسوار اپنے بابا اور چچا کے  
گلے لگا تھا پھر قمر شاہ کے۔۔۔۔  
تیرا احسان رہا یا را۔۔۔ قمر نے نم لہجے میں  
کہا تھا۔۔۔۔۔

میں نے اُسے پورے دل سے اپنا یا ہے  
۔۔ اور ہمیشہ خوش رکھوں گا شہسوار نے

اُسکی نم آواز پر تڑپ کر کہا تھا۔۔  
سب خواتین نیہام سے مل رہی تھیں

۔۔۔

ارے آؤ اپنی دلہن کا چہرہ نہیں دیکھنا  
۔۔۔ بی جان کو اپنے بیٹے

پر ترس آیا تھا شہسوار مدھم مسکراہٹ  
کے ساتھ پھولوں کا پردہ پار کرتا اُسکی  
جانب بڑھا تھا جو آنکھوں میں محبت کے  
دیپ جلانے اُسکی تپش میں اپنے محبوب  
کی منتظر تھی

شہسوار نے آگے بڑھتے اُسکے ہاتھ  
تھامتے اُسے کھڑا کیا تھا پھر اس نے لال  
دوپٹہ اٹھایا تھا جس پر لکھا تھا

" شہسوار کی دلہن "

شہسوار اُسے دیکھتے ایک پل کے لئے

مبہوت ہوا تھا وہ بے انتہا خوبصورت لگ

رہی تھی نہیام نے جھکی نظروں کو اٹھاتے

اُسکی جانب دیکھا تھا اور پھر اُسے خود کو

تکتا پا کر نظریں پل میں جھکائی تھیں

شہسوار ان اٹھتی جھکتی پلکوں کے رقص

سے محضوظ ہوا تھا۔ اُس نے آج پہلی

مرتبہ اُسے بغور دیکھا تھا شہسوار نے  
مسکراتے ہوئے اُس کے ماتھے پر اپنی  
ملکیت کا پہلا بوسہ دیا تھا نہام کے رگ و  
پے میں سکون کی لہر دوڑی تھی۔۔  
مبارک ہو۔۔ شہسوار نے اُسکے کان میں  
سرگوشی کرتے اُس سے فاصلہ قائم کیا  
تھا۔۔ سب نے ہوٹنگ کی تھی آج نہام  
شاہ نے اپنی محبت کو پالیا تھا ایک عشق کی

داستان کا آغاز ہوا تھا جس کا اختتام وقت

کے ترازو میں تھا وہ جس کا چاہے پلڑا

بھاری کر دے۔۔۔

-----

-

اف شبنم بائی سوچو ذرا 20 لاکھ چھوٹی

رقم نہیں ہے۔۔۔ بدلے میں اُنھیں

صرف تارا کی ایک رات کی خدمت

چاہئے۔۔ سلیم نے خباثت سے بھرے

لہجے میں کہا تھا۔۔ شبِ نیم بائی نے پان

تھوکتے سوچا تھا۔۔

وہ کبھی جسم فروشی نہیں کرے گی سلیم

تُو جانتا ہے۔۔ اُنھوں نے واضح طور پر تارا

کا اصول بتایا تھا۔۔



ارے تو تم مناؤ نا اُسے دیکھو سیٹھا اگر  
خوش ہو گیا تو 20 کی جگہ اور بھی پیسے  
دے گا بڑی آسانی ہے۔۔ سلیم نے شبّٰہم  
بائی کے وجود کے گرد لالچ کا حصار  
باندھتے اُسے محصور کیا تھا۔۔ شبّٰہم بائی  
کی آنکھوں پر پیسے اور لالچ کی پٹی کستی جا  
رہی تھی۔۔۔ وہ پان نگلتی اٹھتے تاراکے  
کمرے کی جانب بڑھی تھیں۔۔۔

ہم ہم ہم ہم۔۔۔ تارا گنگناتی پاؤں میں  
گھنگرو ڈالتے اُسکی آواز چیک کر رہی تھی  
جب شبِ نیم بائی اندر داخل ہوئی۔۔

تارا۔۔۔ اج رات تیار ہو جانا۔۔ اُس نے  
آتے تارا کی انکھوں میں دیکھتے کہا تھا۔۔  
کیوں۔۔۔؟؟ اُس نے نا سمجھی سے پوچھا  
تھا وہ ہنوز گھنگرو پر جھکی تھی۔۔۔

شاہ حویلی میں شادی ہے تو فرحان شاہ  
نے ڈیرے پر کوئی چھوٹی سی محفل سجائی  
ہے اور تمہیں بلایا ہے 20 لاکھ دے  
رہے ہیں۔۔۔ شبنم بائی کی آواز لفظ اور لہجہ  
لاچ میں ڈوبا تھا تارا کا گھنگرو پر چلتا ہا تھا  
رکا تھا اُس نے سے اٹھائے شیشے میں سے  
ہی اُسے دیکھا تھا اور پھر اٹھتی قدم قدم  
چلتی اُس تک آئی تھی گھنگرو کا ساز

کمرے کی خاموش فضاء میں ارتعاش پیدا  
کر رہا تھا۔۔

تم نے تارا کو کیا سمجھا ہے اُمّا۔۔ اُس نے  
سخت لہجے میں استفسار کیا تھا۔۔

میں طوائف ہوں۔۔۔ کن۔ جری نہیں  
۔۔ وہ غرائی تھی۔۔

جسے میرا مجرہ دیکھنا ہے یہاں اُس دن ا  
دیکھے اور جائے۔۔ اُسکا انداز قطعی تھا۔۔

تارا بس شاہ جی کو خوش کرنا ہے اگر تو نہ  
گئی تو وہ ناراض ہو جائیں گے۔۔ اُس نے  
اُسے قاتل کرنا چاہا تھا مگر تارا طیش سے  
اُسکی جانب مڑی تھی۔۔

شاہ جی کو جا کر کہو تارا سیدوں کی خاک کی  
بھی خاک کہاں اُنکا مقام اور کہاں میری  
ذات مگر جب بات میرے ظرف پر آئی  
تو مجھ سے زیادہ بے رحم تم کسی کو نہیں پاؤ

گی اٹا۔۔ اُسکے لہجے میں ایسا کچھ تھا کہ شبِ بنم

بائی کانپ اٹھی تھی۔۔۔

مجھ سے پنِ گامت لیا کر واٹا۔۔ تم مجھے

نہیں بلکہ میں تم سب کو پالتی ہوں جس

دن اپنا ہاتھ تم سے کھینچا لگ سمجھ جائے

گی تمہیں۔۔ تارِ آنے گھنگر وایک جھٹکے

سے کھینچے کر اُتارے تھے۔۔ اور واثر ورم

کی جانب بڑھتے دروازہ دھاڑ سے بند کیا

تھا۔۔ شبنم بائی کے ہاتھ پیر پھول چکے  
تھے فرحان شاہ کیا کر سکتا ہے وہ اچھی  
طرح جانتی تھی اب وہ کیا کرے کچھ  
سمجھ نہیں آرہی تھی وہ ایک نظر زمین پر  
پڑے گھنگرو پر ڈالتے کمرے سے نکلتی  
چلی گئی تھی۔۔۔

---

ماشاء اللہ چشم بدور۔۔۔ کتنا حُسن آیا ہے

۔۔۔ بی جان تو اپنی بہو کی بلائیں لیتے نہ

تھک رہی تھیں۔۔۔ وہ سب ابھی اُسے

شہسوار شاہ کے کمرے میں لائے تھے

۔۔۔ نیہام اپنی انگلیاں چبھاتی اپنے

اضطراب کو کم کرنے کی کوشش کر رہی

تھی۔۔۔



کیا ہوا میری جان۔۔ اُسے کانپتا دیکھ کر  
رقیہ بیگم نے پوچھا تھا جو کہ اُسکی والدہ  
تھیں۔۔

ماں۔ آپ یہیں رک جائیں۔۔ وہ کانپتی  
آواز میں کہتی سب کو ہنسنے پر مجبور کر گئی  
تھی۔۔

ہاں ہاں ممانی جان رک جائیں۔۔ تاکہ  
شہسوار بھائی خود منہ سے باہر جانے کا

کہیں آخر کار اتنی خوبصورت بیوی کے  
ہوتے وہ کیوں اپنی سہاگ رات خراب  
کریں گے۔۔ منسانے بے باکی سے کہتے  
سب کے چہرے سُرخ کیے تھے۔۔  
کرتے ہیں تمہارے ہاتھ بھی پیلے۔۔ بی  
جان نے شرارت سے کہا تھا۔  
میں ابھی چھوٹی ہوں اُس نے ناک  
پھولاتے کہا تھا۔۔

چھوٹی تم اپنے چھوٹے پیدا کرنے جتنی  
سیانی ہو گئی ہو۔۔ رقیہ بیگم نے بھی ہنستے  
اُسکے کان کھینچے تھے جس پر وہ کان کی لو  
تک سُرخ ہوتے دوپٹے سے چہرہ چھپا  
گئی تھی سب کے قہقہے ایک بار پھر گونجنے  
تھے۔۔۔

میری جان پریشان کیوں ہو بتاؤ۔۔۔۔  
نیہام کو ابھی بھی روہان سے بیٹھا دیکھ کر بی

جان نے اُسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔۔ جس

پر اُسکے رکے انسوؤں بہے تھے۔۔

لڑکیوں چلو باہر جاؤ تم سب بی جان نے

اُنھیں کمرے سے بھیجتے نہیام کا ہاتھ تھا ما

تھا۔۔

کیوں رو رہی ہو بتاؤ۔۔ اُنھوں نے پیار

سے پوچھا تھا۔۔

وہ۔۔ وہ۔۔ میں۔۔ کیسے۔۔ مجھے ڈر لگ رہا

ہے۔۔ اُسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اپنا

ڈر کیسے بتائے۔۔

رقیہ نے تمہیں پہلی رات کے تقاضے

نہیں بتائے اُسکی بات کا مطلب اخذ

کرتے اُنھوں نے دونوں ماں بیٹی کو دیکھا

تھانیہام نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

مجھے شرم آتی ہے بھا بھی میں کیسے بتاتی۔

اُنھوں نے منمناتے ہوئے کہا تھا جس پر

بی جان افسوس میں سر ہلا کر رہ گئی تھیں

---

دیکھو میرا بیٹا میاں بیوی کا رشتا بہت

انمول ہوتا ہے اسکی ڈور جتنی مضبوط

ہوتی ہے اتنی ہی کچی بھی ہوتی ہے وہ

اُسکے چہرے پر ہاتھ رکھے بے انتہا محبت  
سے سمجھا رہی تھیں۔۔

یہ برابری کا رشتا ہے کچھ شوہر کی مانو کچھ  
اپنی منواؤ۔۔ مگر کبھی تمیز کے دائرے کو

کر اس مت کرو۔۔ شوہر ہمیشہ عورت

سے درجے میں بلند ہوتا ہے تبھی خدا

نے اُسے عورت کا محافظ بنایا ہے

سرپرست۔۔ ہم انھوں نے اُسکی

تصدیق چاہی تھی نیہام نے بے ساختہ سر

اثبات میں ہلایا تھا۔۔

اور رہی ڈر کی بات تو۔۔ دیکھو میرا بچہ

آج تم اُسکی تسکین کا باعث بنو گی کل وہ

تمہارے سکون کا باعث بنے گا اس میں

ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔۔ انھوں نے

اُسکا دوپٹہ ٹھیک کرتے کہا تھا نیہام نے

فقط سر جھکایا تھا۔۔



باقی میں جانتی ہوں اپنے بیٹے کو وہ  
سمجھال لے گا ہر مرد کو اندازہ ہو جاتا ہے  
اپنی بیوی کی نزاکت کا۔۔ وہ اُنکے لفظوں  
پر سُرخ گلال ہوئی تھی۔۔  
اب ہم چلتے ہیں شہسوار انتظار کر رہا ہو گا  
اپنے شوہر کا حق پورے دل سے ادا کرو  
وہ کہتی اُسکا ماتھا چومتے کمرے سے نکلتی

چلی گئی تھیں پیچھے نہام پھر سے اپنی  
سوچوں کے گرد محصور ہوئی تھی۔۔۔



رات کے گیارہ بج رہے تھے جب  
شہسوار اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا  
دروازہ لوک کرتے اُسکی نظریں بیڈ پر  
اپنی نئی نویلی دلہن کی جانب اٹھی تھیں  
وہ اُسے نظروں کے حصار میں لیے اپنی

شیر وانی اتارتا اُسکی جانب بڑھا تھا اُسے  
اپنی جانب بڑھتا دیکھ نہام کی ہتھیلیاں  
پسینے میں بھگی تھیں۔۔

شہسوار اُسکے قریب بیڈ پر بیٹھا تھا نہام نا  
محسوس انداز میں پیچھے کی جانب کھسکی  
تھی۔۔

اُہمم۔۔ شہسوار نے اپنا گلا کھنکھا رہا تھا اور  
اس کی جانب دیکھا تھا نظریں ہٹنے سے

انکاری ہوئی تھیں۔۔ شہسوار کی نظروں

کامرکز اُسکے پنک بلش اور شمر سے سجے

عارض بنے تھے پھولے پھولے دل میں

اُنھیں چھونے کی تمنا جاگی تھی۔۔

یہ تمہاری منہ دکھائی۔۔ شہسوار کو سمجھ

نہیں آئی تھی کہ کس طرح بات کا آغاز

کرے کبھی اُسکے بارے میں جو سوچا نہ

تھا وہ حقیقت بنتے اُسکے کمرے اُسکے پہلو

میں اُسکی زوجہ کی حیثیت سے موجود  
تھی۔۔

نیہام نے مبہوت ہوئے اُس ہیرے کے  
ہار کو دیکھا تھا جو اپنی قیمت آپ بتا رہا تھا  
مگر اُس میں ایک خاص بات یہ تھی کہ وہ  
اُسکی محبت نے اُسکا محرم بنتے اُسے تحفے  
میں دیا تھا۔۔

بہت خوبصورت ہے۔۔ اُس نے دھیمی

مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا اور شہسوار

کی طرف دیکھا تھا جو اُسے ہی دیکھ رہا تھا

---

دیکھو نیہام۔۔ میں نے کبھی تمہیں اپنی

بیوی کی حثیت سے سوچا ہی نہیں مگر۔۔

اُس نے سنجیدگی سے کہنا شروع کیا تھا

نیہام کارواں رواں سماعت بنا تھا وہیں

اُس کا یہ کہنا اُس سے کھلا بھی تھا۔۔

میں نے تمہیں پورے دل سے اپنے

نکاح میں قبول کیا ہے۔۔ اور اس بات کا

یقین دلاتا ہوں کہ ہمیشہ تمہارا ساتھ

نبھاؤں گا۔۔ اُس نے اُسکی آنکھوں میں

دیکھتے نرمی سے کہا تھا۔۔

ہاں ابھی محبت نہیں مگر کوشش کروں گا  
کہ تمہیں کبھی کوئی اذیت نہ دوں۔۔

اُس نے اُسکا ہاتھ تھاما تھا۔۔ دونوں کا دل  
ایک ہی لے پر دھڑکا تھا۔۔

یہ احساس دونوں کے لیے نیا تھا بچپن  
ایک گھر میں گزارنے کے باوجود اُن  
میں ذرا برابر بے تکلفی نہ تھی۔۔



نیہام نے پلکوں کی جھالراٹھاتے اُسے  
دیکھا تھا مگر اُسکی نظروں کی تپش پر اُسکی  
نظروں میں نہ دیکھ سکی۔۔

امم۔۔ تم چینیج کر لو جب تک تم نہیں  
چاہو گی تب تک ہم اس رشتے کو آگے  
نہیں بڑھائیں گے۔۔

وہ نرم مسکراہٹ کے ساتھ کہتے بیڈ  
سے کھڑا ہوا تھا جب نیہام نے اُسکا ہاتھ

تھاماتھا شہسوار نے گردن موڑے اُسے  
دیکھاتھا اُسکی آنکھوں میں شہسوار کے  
لیے محبت کا سمندر آباد تھا جو اُسکے  
جزبات کی لے میں بہنا چاہتا تھا۔۔  
میں نے اپنے پورے دل سے اس رشتے  
کو قبول کیا ہے۔۔ میں جانتی شوہر کے  
حقوق۔۔ اُس نے بمشکل شرم سے دوہرا

ہوتے اپنی بات مکمل کرتے اُسکا ہاتھ

چھوڑا تھا۔۔

شہسوار نے بغور اُسے دیکھا تھا اور پھر اپنا

مضبوط ہاتھ اُسکے سامنے پھیلا یا تھا۔۔

نیہام نے اُسکی نظروں کے حصار میں قید

ہوئے اپنا نازک ہاتھ اُسکے ہاتھ میں دیا

تھا۔۔ شہسوار نے اُسے سہارا دیتے اٹھایا

تھا اور ڈریسنگ ٹیبل کے آگے کھڑا

کرتے خود اُسکے پیچھے کھڑا ہوا تھا۔

پوری کوشش کروں گا کہ تمہیں خوش

رکھوں۔۔ اُس نے اُسکی جیولری اتارنا

شروع کیا تھا نہیام تیز سانسوں کے ساتھ

نظریں جھکائے کھڑی تھی شہسوار نے

اُسکے پیٹ کے گرد اپنے ہاتھ باندھتے

اُسکی پشت اپنے سینے سے لگائی تھی۔۔

نیہام نے اُسکے لمس پر تڑپ کر اپنے لہنگے  
کو مٹھی میں بھینچا تھا۔۔۔

شہسوار نے کب سے اپنے دل میں محلتے  
جذبات پر اُسکے عارض پر اپنے دکتے لب  
رکھے تھے۔۔۔ اب نیہام نے اپنی آنکھیں  
سختی سے میچی تھیں۔۔۔

شہسوار نے ایک نظر اُسے دیکھتے اُسکی  
صُراحی دار گردن پر اپنے ہونٹ مسلے

تھے نیہام نے تڑپ کر رخ موڑے اُسکے

چوڑے سینے میں سمائی تھی شہسوار کے

ہونٹوں کے کنارے پر مسکراہٹ آئی

تھی اُس نے نیہام کے ہاتھ اپنے سینے

سے ہٹاتے گردن میں ڈالے تھے اور

اُسکی کمر کے گرد اپنی گرفت مضبوط

کرتے اُسے خود میں پیوست کیا تھا نیہام

نے اپنا ماتھا اُسکے کندھے سے ٹکایا تھا۔۔

شہسوار نے اُسکے بھاری کامدار دوپٹے کو  
پنوں کی قید سے آزاد کرتے اُسے دوپٹے  
سے رہائی دی تھی۔۔ اب وہ اُسکے سامنے  
دوپٹے سے ندار وجود لیے کھڑی تھی  
شہسوار نے اُسکا چہرہ اپنے سینے سے نکالا  
تھا۔۔

جب خود کو تن من دھن سے مجھے  
سونپ چکی ہو تو یہ دوری کیوں۔۔ اُسے

خود سے فاصلے پر ہوتا دیکھ کر اُس نے

گھمبیر آواز میں کہا تھا۔

ہاتھ اُسکی کمر پر گردش کر رہا تھا۔

شاہ۔۔ شاہ جی۔۔ اُس نے اُسکے ہاتھ کی

بڑھتی گستاخی پر بکھری سانسوں کے

ساتھ اُسے پکارا تھا۔

جی۔۔ اُس نے بھی اسی انداز میں کہا تھا

نیہام نے اُسکی آنکھوں میں دیکھا تھا۔



شہسوار نے مسکرا کر اُسکے لال لپسٹک  
سے سجے ہوئیوں کو اپنے آتش لبوں سے  
ملایا تھا۔ ایک سنسناہٹ دونوں کے  
بدن میں دوڑی تھی۔ شہسوار اُسکے  
لبوں کا جام پیتے مدہوش ہو رہا تھا اس نے  
بے خودی میں اُسکے گرد اپنی گرفت  
خطرناک حد تک بڑھائی تھی نہام کو اپنی  
سانسیں بند ہوتی محسوس ہوئی تھی مگر

اُس نے مزاحمت نہیں کی تھی وہ تو اُسکی  
آرزو تھا اُسکا ساتھ اُسکی دل کی مراد تھا  
اور خدا نے اُسے اُسکی محبت سے نوازا دیا  
تھا۔۔ شہسوار نے اُسکی رکتی سانسوں کو  
محسوس کرتے اُسے آزادی بخشی تھی اور  
اُسکے ماتھے سے اپنا ماتھا ٹیکاتے گہرے  
سانس لیے تھے دونوں کی سانسیں پھولی  
تھیں

اجازت ہے آگے بڑھوں یا یہیں رک  
جاؤں اُسے اپنے حصار میں ساکت دیکھتے  
اُس نے آخری مرتبہ اُسکی رضامندی  
چاہی تھی نہام نے بنا کچھ کہے اُسکی  
گردن کے گرد اپنی گرفت مضبوط کی  
تھی اُسکی اجازت دینے کا انداز دیکھتے وہ  
سرشار ہوا تھا اور اُسکی سفید دودھیا  
گردن پر جھکا تھا جیسے اُسکے لب اُسکی

گردن کو چھوئے تھے نیہام نے کھینچ کر

سانس لیتے آنکھیں موندی تھیں۔۔

شہسوار کے لبوں کی پرواز بڑھتی جا رہی

تھی وہ اُسکی گردن کی جلد کو چومتا اپنے

ہاتھوں سے اُسکے وجود پر اپنا حق جتا رہا تھا

وہ اُسے گود میں لیے بیڈ کی جانب بڑھا تھا

اُسے لیٹاتے وہ اُس پر سایہ فگن ہوا تھا

شہسوار نے اسکارخ ایک جھٹکے سے موڑا

تھا اب اُسکی ٹاٹھٹ بلاؤز میں چھپی کمر اُسکی  
نظروں کے سامنے ٹھی شہسوار نے  
جھک کر اُسکے بلاؤز کی ڈوریاں دانتوں  
سے توڑی تھیں اور جھکتے اُسکی صراحی دار  
لمبی گردن کو بیک سے مدہوشی کے عالم  
میں چوما تھا اُسکی دودھیا سفید کمر کو دیکھتے  
وہ اُسکی قربت میں ہر چیز فراموش کر بیٹھا

تھا شہسوار نے اُسکے پیٹ کے گرد ہاتھ  
باندھتے اُسکا رخ اپنی جانب موڑا تھا

شہسوار شاہ اس کے دودھیا سفید وجود کو  
دیکھتے اس پر چمکتے اس کے نیلے پر جھکا  
تھا۔۔ نیہام نے آنکھیں بند کیے اس کے  
حوالے خود کو کیا ہوا تھا۔۔ شہسوار شاہ  
اس کی بند آنکھیں دیکھتے اس کے بوبر کو

سختی سے دانتوں سے کھنچتے اس کی  
آنکھوں کو دیکھنے لگا تھا۔ اس کی کھولیں  
آنکھیں دیکھتے شہسوار شاہ کے ہونٹوں پر  
مسکراہٹ بکھیری تھی۔ شہسوار شاہ  
نے ہاتھ نیچے لے جاتے اس کی گہرائیوں  
کو سہلایا تھا۔ نیہام کے وجود میں  
سپارک ہوا تھا۔ کہاں کسی نے کبھی اس  
طرح سے چھوا تھا۔ شہسوار شاہ اس کی

گہرائیوں کو سہلاتے اس کی دھڑکنوں پر

اپنے ہونٹوں سے کام لے رہا تھا۔۔ وہ

اس کی ایک دھڑکن کو سک کرتے

دوسری کو ایک ہاتھ سے دبا رہا

تھا۔۔ جس سے نیہام شاہ کی سسکیاں

کمرے میں گونج رہی تھیں۔۔

شہسوار شاہ اس کی گہرائیوں کو سہلاتے

اس کی گہرائیوں اپنی انگلیاں اس کی



گہرائیوں میں کرتے اسے چینختے پر مجبور

کر گیا تھا۔ آرام سے سب سو رہے

ہے۔۔ وہ اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے

بولا تھا۔۔ نیہام شاہ کو اس کی انگلیاں اپنی

گہرائیوں میں محسوس ہو رہی

تھی۔۔ میری جان فکر نہ کرو زیادہ دیر

درد نہیں ہو گا۔ ابھی تمہیں سکون ہو

جائے گا۔ وہ پھر سے اس کی دھڑکنوں

پر جھکا تھا۔۔ آہ۔۔ اف۔۔ ام۔۔ نیہام  
کی لذت بھری سسکیاں کمرے میں  
گوئے لگی تھی۔۔ وہ اس کا سر پکڑے  
اپنی دھڑکنوں کے درمیان دبائے لگی  
تھی۔۔ شہسوار شاہ اس کی گہرائیوں میں  
اپنی انگلیاں اندر باہر کرنا شروع ہوا  
تھا۔۔ ش۔۔ شاہ۔۔ جی۔۔ وہ کمر اٹھا گئی  
تھی۔۔

نیہام یہ نہیں کرو۔۔ ورنہ زیادہ درد ہو  
گا۔۔ وہ اسے کمر اٹھانے سے ٹوک گیا  
تھا۔۔ وہ اپنی انگلیوں سے بے حد نرمی  
سے اس کی گہرائیوں میں جگہ بنا رہا  
تھا۔۔ وہ اس کی گہرائیوں میں جگہ بناتے  
اس کی ٹانگ پکڑتے اپنے کندھے پر رکھ  
گیا۔۔ نیہام کی گہرائیوں اب شہسوار شاہ  
کی آنکھوں کے بالکل سامنے

تھی۔۔ نیہام شرمائی تھی۔۔ اس نے  
اپنے لب کچلے تھے۔۔ لیکن شہسوار شاہ  
اسے انکھ مارتے اپنا وجود اس کی گہرائیوں  
میں اتارا گیا تھا۔۔ اس سے پہلے نیہام  
چینختی وہ اس کے لبوں پر جھک گیا  
تھا۔۔ نیہام کی آنکھوں سے کچھ آنسو بہہ  
تھے۔۔ لیکن اسے اس کی محبت مل رہی  
تھی۔۔ بس یہی کافی تھا۔۔ شہسوار شاہ

اس کے لبوں پر جھکا ہلکا ہلکا خود کو میو  
کرنے لگا۔۔ نیہام کی سسکیاں اس کے  
ہونٹوں میں ہی دب رہی تھی۔۔  
شہسوار شاہ دونوں ہاتھوں تلے اس کے  
ابھار دبائے ان کی سختی ختم کر رہا تھا۔۔ وہ  
اس کی ابھری ساخت کو اپنے انگوٹھوں  
سے رب کرتا تو وہ پوری طرح سے اس  
کے نیچے کانپ جاتی۔۔ شہسوار شاہ اس

کے ہونٹوں کو آزادی دیتے اس کی  
دھڑکنوں کو سک کر نالگا۔۔۔ وہ اس کی  
دھڑکنوں کو اوپر سے نیچے نیچے سے اوپر  
تک لیک کرتا اور پھر اس کے گرد زبان  
گھوم رہا تھا۔۔۔ ساتھ ہی ساتھ وہ اس کے  
وجود میں سٹروک دے رہا تھا۔۔۔ نیہام  
اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ گئی  
تھی۔۔۔ وہ اس کے اتنے تیزی سے

سٹروک کرنے پر پوری طرح ہلتی  
تھی۔۔ بیڈ تک اس کی شدت پر کانپ رہا  
تھا۔۔ اس کے سٹروک دینے پر اس کے  
اچھلتے ابھار ایک نیا منظر پیش کرتے تو  
شہسوار شاہ انہیں بھی ہاتھوں سے دبانے  
لگتا۔۔ اف۔۔ شاہ۔۔ جی۔۔ اس کے  
لبوں سے بے اختیار نکلا تھا۔۔

شہسوار شاہ روکا تھا۔۔ کہ نیہام نے

آنکھیں کھولے اسے دیکھا

تھا۔۔ ش۔۔ شاہ جی۔۔۔۔ کیا ہوا۔۔ وہ

حیران ہوتے پوچھنے لگی۔۔ اسے بھی

شاید لذت اور سکون ملا تھا۔۔ تمہیں

پین ہو رہی ہے۔۔ اس نے ہنسی دبائے

پوچھا تھا۔۔ نیہام شاہ نے نفی میں سر

ہلایا۔۔ اس کا مطلب میں ہار شلی میو کر



سکتا ہوں۔۔ شہسوار شاہ کے سوال پر وہ

نظر تک نہ اٹھا سکی تھی۔۔ لیکن اس کی

جھکی نظریں شہسوار شاہ کو بہت کچھ بتا گئی

تھی۔۔ وہ نظریں جھکائے ہوئی

تھی۔۔ شہسوار شاہ تیزی سے اس کے

وجود میں گھولتا اس کی دھڑکنوں کی سختی

اپنی انگلیوں کے درمیان دبا

گیا۔۔ ش۔۔ شاہ جی۔۔ شہسوار شاہ اپنے

اندر کی گرمی اس میں ایک دم ہی انڈیل  
گیا تھا۔۔ وہ اپنی سختی پوری اندر تک اس  
کی گہرائیوں میں کر گیا۔۔ جو کہ نیہام شاہ  
کو اپنے پینڈس میں جاتا محسوس ہوا  
تھا۔۔ اس کی حالت دیکھتے شہسوار شاہ  
اس پر ترس کھا گیا تھا۔۔ شہسوار نے  
اُسے اپنا بناتے اُسکے بکھرے وجود کو خود  
میں سمیٹا تھا

شہسوار شاہ اُسکی رانوں کو کشادہ کرتے  
اپنی سلاخ اُسکی وجائنا کے گرد پھیرتا  
جھٹکے سے پھر سے اُس میں داخل ہوا تھا  
۔۔ وہ اپنی پوری قوت سے جاندار  
سٹروک دیتا اُس میں گھل رہا تھا نہیام  
سسکتی اُسے تھا مے اُسکی شدت اپنی  
نازک گہرائیوں پر برداشت کر رہی تھی

شہسوار نے اُسکی ٹانگوں کو اپنے کندھے  
پر رکھتے اپنا ڈک اُس کی وجائنا کے اوپری  
لبوں پر پھیرا تھا

اُمم۔۔۔ اُسکی حرکت پر نیہام کے لبوں  
سے بے اختیار آہیں بلند ہوئی تھیں  
شہسوار نے اسے چند لمحے آزادی بخشے  
اُسکے لبوں کو چوما تھا اور خود اُسکے پہلو میں

لیٹا تھا نہیہام شرم سے دوہری ہوتی اسکے

سینے میں چھپی تھی۔۔۔

اُف تم کتنی سوفٹ ہو یار۔۔ اُسکی ٹانگ

کو اپنی ٹانگ پر رکھتے اُسکی دھڑکنوں کو

ہونٹوں میں پیوست کرتے چوستا بو جھل

آواز میں بولا تھا وہ اُسکی تھائیز پر ہاتھ

پھیرتے اُسکی ہپ کو دباتا اپنی سلاخ

اُسکے پیٹ پر رگڑ رہا تھا۔۔۔

شاہ۔ جی۔۔ نیہام اُسکے ہاتھوں کی بے  
باکی پر پگھلتی اُس میں پناہ لے گئی تھی  
شہسوار اُسکے بال گردن سے ہٹاتا اُسکی  
جلد لبوں میں بھرے سک کرتا اُسے  
چوستا چلا جا رہا تھا وہ اُس میں سفر کرنے کو  
بے تاب ہوا تھا وہ اُسے اٹھاتا اپنے اوپر لیٹا  
گیا تھا۔۔

خود کو موو کرو نیہام۔۔ وہ اُسے ہپ سے  
اٹھاتے اپنا کڑا کھڑا ڈک اُسکی وجائنا میں  
داخل کیا۔۔

ش۔۔ شاہ جی۔۔ میں۔۔ کیسے۔۔ وہ  
اُسکے سینے پر ہاتھ رکھتے اسکے اوپر بیٹھی  
شرم سے گلنار ہوتی بولی تھی۔۔

اپنی وجہ سنا مجھ پر ایڈ جسٹ کرو اور اپنی  
ہپ کو ہلاؤ۔۔ وہ اُسکی چپ کو سائیڈ سے  
مٹھیوں میں دبو چے بھاری آواز میں بولا  
تھا۔۔

نیہام کم آن یار مجھ سے صبر نہیں ہو رہا  
۔۔ اُسے سٹل شرماتے خاموش بیٹھے دیکھ



وہ تھوڑا غصے سے بولا تھا نہیہام اُسے غصے  
میں دیکھ اُسکے سینے پر ہاتھوں کا دباؤ دیتی  
موو ہوائی تھی۔۔۔

ابہ اُمم۔۔۔ اُسکے حرکت کرتے ہی  
شہسوار کی معنی خیز آوازیں بلند ہوئی  
تھیں وہ بے تاب ہوتا اُسکی کمر کو پکڑتے  
اُسکی ہپ کو ہاتھ پھیرتا اُسے زوردار جھٹکا

دیتے خود میں پیوست کر رہا تھا وہ اُسے  
اپنے ڈک پر مکمل آخری حد تک بٹھاتا  
اپنے وجود کو ہلاتے جاندار سٹروک دے  
رہا تھا

اہہ۔ ش شاہ جی آہستہ۔۔۔۔ وہ درد سے  
سسکتی اُسکے سینے میں سمائی تھی

شہسوار شاہ اسے اٹھائے صوفے کی  
جانب بڑھا تھا اس دوران اُسکی وجائنا  
میں موجود اسکا اکڑا ڈک کسی جونک کی  
طرح اُسکی گہرایوں میں حرکت کرنے کو  
بے تاب ہوا تھا

اہہ۔۔۔ شہسوار نے اسے صوفے کے  
کنارے پر لیٹاتے اپنی جانب کھینچا تھا

جس باعث اُسکی وجائنا میں موجود اُسکا

سخت ڈک زوردار جھٹکا کھاتے نیہام کی

چیخ نکلو اگیا تھا

شاہ۔۔۔ آرام۔۔۔ سے۔۔۔ وہ اسکو پیٹ

سے پیچھے دھکیلتے بولی تھی۔۔۔

بیچھے کہاں آج تو تمہاری گہرائیوں کے  
آخری پردے کو بھی اٹھا کر رہوں گا وہ  
یک دم اُسے کروٹ دلاتے صوفے پر  
گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔

جس کی وجہ سے اب نیہام کی کمر اُسکی  
جانب تھی

شہسوار نے اُسکے بالوں کو پکڑتے اُسکی  
ہپ پر اپنی سلاخ کو رب کیا تھا ساتھ ہی  
دوسرے ہاتھ سے اُسی طرح اپنی  
انگلیاں اُسکی ہپ کی گہرایوں میں داخل  
کرتا اُسے بوکھلانے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔

اُمم۔۔۔ نیہام نے میٹھی مدہوش  
سسکیاں بھرتے اپنے پیٹ کو نیچے جھکایا

تھا جس پر اب اُسکی کمر کے کروزد لکش

نظارہ پیش کر رہے تھے

شہسوار نے پاس پڑے ٹیبل سے دودھ کا

گلاس اٹھاتے دودھ اُسکی کمر کے گھڑے

پر ڈالتے جھک کر اُسے چوستے ہوئے چنا

تھا۔۔۔

ویسے ساری طاقت کا سامان رکھا ہے بی

جان نے تاکہ میں ٹوٹ کر تم پر برسوں

-- وہ ڈھیر سارے ڈرائے فروٹس کی

شیشیاں دیکھتے بی باکی سے بولتا اسکے

وجہاں میں اگلی جانب سے انگلیاں شامل

کرتے ہاتھ اگے پیچھے حرکت دیتے بولا

تھا۔۔



نیہام نے تڑپ کر جو نہی مڑنا چاہا تو  
شہسوار اُسکے دونوں ہاتھوں کو اُسکی کمر پر  
پن کرتا اُسکی کمر کو زور دیتے اُسکے پیٹ کو  
صوفے سے لگا گیا تھا۔

شہسوار نے جھکتے اپنی سلاخ اُسکی کمر پر  
رب کرنا شروع کی ٹھی۔۔۔

نیہام اس انداز میں صوفے پر لیٹی تھی کہ  
اسکے گٹھنے صوفے کی سطح پر تھے اور  
دھڑکنیں اور پیٹ صوفے میں دھنسے  
پڑے تھے۔

شہسوار نے دودھ کا گلاس اوپر کرتے  
تھوڑے فاصلے سے اُسکی ہپ پر گرایا تھا  
اور ہونٹوں کی مدد سے اُسے پیا تھا ساتھ

ہی ساتھ اپنا ڈک اُسکی کھلی دعوت دیتی  
و جاننا پر مسل رہا تھا اُس نے اس کی کمر کو  
تھا متے اُسے سیدھا کرتے دودھ اُسکی  
دھڑکنوں پر گرایا تھا اور اُسکے بوبز کی نیپلز  
کو ہونٹوں اور دانتوں میں دبا گیا تھا۔۔۔

نیہام نے اپنے منہ پر زور سے ہاتھ رکھتے  
اسکے پُر زور عمل پر اپنی چیخیں دبائی تھیں

--

شہسوار نے اُسکی ٹانگوں کو اسکے کندھوں  
سے مکمل لگاتے شدت سے بھرپور  
سٹروک دیا تھا نیہام کی آنکھیں سرور  
کے عالم میں بند ہوئی تھیں اُسکی اُبھری

رگوں والی پتی سلاخ کو عوامی و جائنا میں  
اندر باہر ہوتی محسوس کر اُسے اپنا دل باہر  
آتا محسوس ہوا تھا وہ اُسکی دھڑکنوں پر  
جھکتا بے درد سٹروک دیتے اُسے خود  
میں ضم کر گیا تھا

رات قطرہ قطرہ بستی جارہی تھی اور  
عشق کا ایک پہلو مکمل ہوا تھا

میں نے کسے بلایا تھا سلیم۔۔ فرحان اپنے  
سامنے موجود لڑکیوں کو دیکھتے غصے سے  
دھاڑا تھا۔۔ سلیم جی جان سے لرزہ تھا

--

شاہ سائیں۔۔ وہ۔۔ وہ تارا کی طبیعت  
ٹھیک نہیں تھی ورنہ وہی آنے والی تھی

-- اُس نے تھوک نگلتے جھوٹ کہتے اپنی

جان خلا سی کروانی چاہی تھی

ایسی کون سی موت پڑی تھی ہاں۔۔۔ وہ

اپنے حواس کھوتا گرجدار آواز میں چیخا تھا

-- سلیم ڈرتے دو قدم پیچھے ہوا تھا۔۔

اُسے سمجھ نہ آیا کون سا بہانہ بنائے۔۔

بک۔۔۔ وہ پھر سے دھاڑا تھا۔۔

شاہ سائیں۔۔ وہ عورتوں والا مسئلہ تھا۔۔

تبھی۔۔ اُسے جو سمجھ میں آیا اُس نے

بول دیا تھا۔۔

فرحان اُسے غصے میں گالیاں بکتا شراب

کی بوتل پوری قوت سے زمین پر مارتا

ڈیرے پر موجود اپنے کمرے کی جانب

بڑھا تھا۔۔



ان میں سے ایک کو بھیج اندر۔۔ وہ جاتے

جاتے رکا تھا

اے۔۔ چل۔۔ وہ بد تمیزی سے کہتا اُس

لڑکی کو بازو سے پکڑتے کمرے میں

داخل ہوتا لوک کر گیا تھا۔۔ ڈیرے پر

موجود اُسکے دوستوں نے باقیائی

لڑکیوں کی جانب اپنے قدم بڑھائے

تھے۔۔۔۔

چل کپڑے اُتار جلدی۔۔ کمرے میں  
آتے فرحان شاہ اپنی شرٹ کے بعد اپنی  
پینٹ اُتارتے بولا تھا۔۔

میرے اتارنے میں کیا مزاشاہ سائیں جو  
آپکے اُتارتے میں آئے گا۔۔ وہ لڑکی بے  
باکی سے بولتی بیڈ پر ٹانگیں کھولتے لیٹ

گئی تھی اُسکی بات پر فرحان کی لبوں پر  
خباثت بھری مسکراہٹ آئی تھی واس  
انداز میں لیٹی تھی جس باعث اُسکے  
آدھے ادھورے کپڑے بے ترتیب  
ہوئے تھے۔۔

اہہ۔۔ اُف۔۔ وہ اُسکی گہرائیوں کو دیکھتے  
آپنے سلاخ اپنے ہاتھوں سے زور زور

سے آگے پیچھے ہلاتا بھاری آوازیں نکال  
رہا تھا وہ لڑکی اُسی مدہوش ہوتا دیکھ رخ  
پلٹتے اُلٹی لیٹتے آہستہ سے اپنی انرا تارتی  
اپنی ہپ کو ٹورک کر رہی تھی اُسکی ہلتی  
ہپ کو دیکھ فرحان اُس پر بھوکے کتے کی  
مانند جھپٹا تھا وہ اُسکی ہپ کو کھولتا اُس میں  
اپنا چہرہ ڈالتے اُسے سک کر ناشروع کر  
گیا تھا۔۔

اہہ۔۔۔ وہ بیڈ شیٹ مٹھیوں میں دبوچے  
میٹھی سسکیاں بھر رہی تھی فرحان اپنی  
زبان اُسکی ہپ کے سوراخ کے گرد  
پھیرتے دانتوں سے کاٹ گیا تھا وہ اُسے  
جھٹکے سے سیدھا کرتا بیڈ کے کنارے پر  
کرتے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا رہتا

اور اُسکی ٹانگوں کو کھولتے اُسکی وجائنا کے  
اوپری لبوں پر زُبان پھیر گیا تھا

اُمم فک میں نے خود کو آپکے لئے  
سمجھال کر رکھا ہے شاہ سائیں مجھ اتنا  
لوٹیں کے میرے بدن پر موجود آپکے  
نشان آپکی مردانگی کی تصدیق کریں  
۔۔۔ وہ اُسکے بالوں کو پکڑتے اسکا چہرہ

اپنی وجائنا میں مزید دھنسا ہیں تھی  
فرحان نے لعاب اُسکی وجائنا میں ڈالتے  
جھک کر چوسا تھا اُسکی انر تھا نیز کے  
اوپری لبوں کو اپنے ہونٹوں میں بھرتے  
کبھی چوستا تو کبھی کاٹا وہ اپنی انگلیاں اُسکی  
وجائنا میں ڈالتے زور زور سے جلا رہا تھا  
اسے ڈسچارج ہوتے دیکھ وہ جھکتے ہوئے  
اسک وجائنا کو منہ میں بھر گیا تھا اُس نے

اپنی نم انگلیاں نکالتے اُسکے منہ میں  
دلاتے ہلائی تھی

دراز سے چاکلیٹ لاؤ اور میرے ڈک پر  
ڈالتے سک کرو۔۔۔ واسے بازو سے  
پکڑتے کھینچ کر اٹھاتا خود بیڈ پر بیٹھا تھا اسکا  
ہاتھ مسلسل اپنی سلاخ کو ہلارہا تھا۔۔



جلدی لا۔۔ وہ بے چینی سے چیخا تھا وہ  
لڑکی اٹھتی اپنی برا اُتارتے پھینک چکی  
تھی اسکا وجود بے انتہا بڑا تھا بڑے بڑے  
بوز بڑی ہپ جو اُسکے چلنے پر الگ ہی  
لے میں ہل رہی تھی وہ چاکلیٹ کے  
ساتھ شراب لاتے اُسکے سامنے گھٹنوں  
کے بل بیٹھتی اُسکی ٹانگیں کھولتے اُسکی  
بالز کو منہ میں بھر گئی تھی۔۔

اہہ۔ تیز چوس سالی رن۔۔۔ ڈی۔۔۔ وہ  
اُسکے بالوں کو نوچتا گے ہوتے اپنی سلاخ  
اُسکے منہ میں حلق تک داخل کر گیا تھا۔  
وہ لڑکی اُسکی سلاخ لچوستے اُسکی بالز کو  
چومتی ہاتھ سی اُسکی بالز کے نچلے حصے اور  
ہپ میں اپنی انگلیاں داخل کر رہی تھی  
وہ اُف کی سلاخ اپنے بڑے بڑے بو بز

میں کلوتنج کے درمیان رکھتی دباتے ہلا  
تھی فرحان لزت کی انتہاؤں کو چیتا چلا جا  
رہا تھا وہ اپنے نیلز پر اُسکی سلاخ کا اگلا حصہ  
پھیرتی اپنے ساتھ اُسے بھی مدہوش کر  
گئی تھی و اُسکی سلاخ پاس پڑے شراب  
کے گلاس میں ڈبوتی منہ سٹی حلق تک  
داخل کرتے چوس رہی تھی۔۔۔

وہ آخری دفعہ اس کے ڈک کو چومتی  
کھڑے ہوتے اسی بیڈ پر پیچھے کی جانب  
دھکادے گئی تھی فرحان جو نشے میں ٹن  
تھا بے ساختہ پیچھے گرا تھا وہ اس کے اوپر  
بیٹھتی اپنائی کھلی پھیلی وجا بنا جو اُسے مجبور  
کر رہی تھی کہ کوئی بس اُس میں سما  
جائے واسکی سلاخ پر آگے پیچھے مسل  
رہی تھی

وہ اُس پر جھکتی اُسکے سینے کو ہونٹوں میں  
پیوست کیے چومتی سک کرتے اُسکی  
گردن تک لا تعداد نشان چھوڑ گئی تھی  
فرحان گردن پیچھے پھینکے اُسکی وجائنا کے  
اوپری لبوں سے لٹکتے ماس کو انگلیوں میں  
بھرتے کھینچ رہا تھا وہ اُسکے چوڑے سینے  
پر شراب پھینکتی جھک کر لبوں سیو

چوستے پی گئی تھی اُسکے پیٹ پر گرے  
قطروں کو وہ اپنے بڑے بڑے بو بز پر  
ملتی اُسکے منہ میں ڈال گئی تھی وہ اسکے  
بو بز کو ہاتھوں میں تھامتے اُسکے نیلز کو  
چوستے اسکے اٹھتے انگلیاں اُسکی وجہ سنا میں  
داخل کر گیا تھا۔

اہہ۔۔۔ فک زور سے اُمم۔۔۔ وہ اپنے بال  
نوچتی اُسکے ڈک پر اچھلی تھی فرحان مزید  
برداشت نہیں کر سکا تھا وہ اُسے بیڈ پر پٹختا  
اُسے ڈوگی اسٹائل دیتے اُسکی ہپ میں  
اپنائی سلاخ داخل کر گیا تھا وہ جھٹکا اتنا  
جاندار تھا کہ وہ چیخ اٹھی تھی وہ اُسکے  
بالوں کو پکڑتے زور سے سٹروک دیتے  
خود کو اُس میں مار رہا تھا وہ اُسکی کمر کو

دانتوں سے کھاتا اُسے سیدھے کرتے  
69 کے اینگل میں اس کی ٹانگیں مکمل  
اُس کے کندھے سے لگاتا پاگل پن کی انتہا  
پر جھٹکے دے رہا تھا اُسکی رگوں سے پتی  
لاوا بنی سلاخ اُسکی ناف تک اندر باہر ہو  
رہی تھی۔۔۔



اہہ۔ اہہ۔ اہہ۔۔۔ وہ اُسکی وجائنا میں  
ڈسچارج ہوتے بھاری آواز میں لزت کی  
انتہا پر چیخا تھا وہ اُسے جگڑے چند زوردار  
سٹروک دیتا اُسکی وجائنا میں مکمل فارغ  
ہوا تھا جیسے ہی اُسکا تپتالا وانکلا تو وہ اسے  
خود پر جھکاتی اُسکے ہونٹوں کو منہ میں  
بھرے چوس گئی تھی وہ بھی لزت کے  
آخری مرحلے کو طے کرتا آخری

سٹروک دیتے اسکی زبان کو ہونٹوں میں

بھرے سک کرتا اس پر گرا تھا اور

آنکھیں موند گیا تھا وہ جواب

ہو رہی تھی اُسے ڈھیر release

ہوتے دیکھ اسکے نیچے اپنی وجہ سنا سکی

سلاح پر رگڑتی چبختے ہوئے خود کو فارغ

کر گئی تھی۔۔۔۔

---

صبح کا سورج طلوع ہوتا اپنے ساتھ نئی  
داستان کا آغاز لایا تھا۔ وہ دونوں ایک  
دوسرے کے حصار میں پُر سکون نیند سو

رہے تھے۔۔ رات سچی سچ کے پھول  
بھی ان دونوں کے ملن پر شرما گئے تھے  
۔۔ نیہام کی آنکھ کھلی تو صبح کے 6 بج  
رہے تھے اُس نے گردن موڑے اُسے  
دیکھا تھا جو اُسے اپنے مضبوط باہوں میں  
کسے سوراہا تھا کیا آج سے پہلے کوئی صبح اتنی  
حسین تھی نیہام اُسکی جانب کروٹ لیتی  
اُسکے ایک ایک نقش کو جیسے حفظ کر رہی

تھی۔۔ اُس نے آگے بڑھتے اُسکا ماتھا چوما

تھا شہسوار نے آنکھیں کھولتے اُسے

دیکھا تھا نہیام جو سمجھ رہی تھی کہ وہ سو رہا

ہے اُسے جاگتا دیکھ بری طرح سُرخ

ہوئی تھی شہسوار نے محضوظ ہوتے

اُسکے تاثرات دیکھے تھے۔۔

وہ بنا کچھ کہے اٹھی تھی مگر شہسوار نے

اُسکے پیٹ پر ہاتھ رکھتے اُسے اپنے اوپر

گرایا تھا نہیہام کے گھنے لمبے بالوں میں  
پھنسی غلاب کی پتیاں دونوں پر سایہ فگن  
ہوئی تھی۔۔

ہمم۔۔ کہاں جانے کی تیاری ہے۔۔  
شہسوار نے ایک ہاتھ اپنے سر کے نیچے  
رکتے پوچھا تھا نہیہام نے اُسکی آنکھوں  
میں دیکھا تھا جہاں نیند اور خمار کی سرخی

تھی وہ گلال سی ہوتی نظریں جھکائی تھی

--

تم سردار شہسوار شاہ کی بیوی ہو یہ

نظریں صرف میری قربت میں جھکایا

کرو۔۔ اور سب کے سامنے اُسی رتبے

کے ساتھ جاؤ جواب سے تمہارا ہے۔۔

اُس نے نیہام کی ٹھوڑی پکڑتے چہرہ اوپر

اٹھایا تھا نہیہام نے اثبات میں سر ہلایا تھا

--

ہاں اب بتاؤ کہاں جارہی تھی وہ پھر اُسی  
ٹاپک پر آیا تھا۔

وہ۔ وہ واشر و م شاور لینے۔۔ اُس نے  
شرم سے دوہرے ہوتے دھیمی آواز  
میں کہا تھا۔



پرا بھی تو وہ پروسیس کیا ہی نہیں میں نے  
-- شہسوار نے بے باکی سے آنکھ و نگ  
کرتے کہا تھا۔۔ نیہام کی آنکھیں پھیلی  
تھیں۔۔

رات کو۔۔ کیا تو۔۔ ہاں تو ابھی بھی کی  
بات کرو نہ رات گئی بات گئی۔۔ شہسوار  
اُسکی بات کا ٹٹا بولا تھا نیہام نے کان کی لو

تک سُرخ ہوتے اُسکے سینے میں چہرہ

چھپایا تھا۔۔

امم ہم۔۔ مسز شہسوار ایسے کام نہیں

چلے گا۔۔ شہسوار رخ پلٹتا اُسے اپنے نیچے

کرتا بولا تھا۔۔

شاہ۔۔ شاہ جی۔۔

اُس نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھا تھا

شہسوار کا قہقہہ کمرے کی زینت بنا تھا اُس

نے نہیں سوچا تھا وہ شادی کی صبح ایسی

ہنسے گا۔۔۔۔

شاہ کی شانی۔۔ عشق کیا ہے تو جتنا بھی

پڑے گا شرم و حیا سے میرا پیٹ نہیں

بھرے گا۔۔ شہسوار نے اُسکے لبوں پر

گرم سانسیں چھوڑتے کہا تھا۔۔

نیہام نے آنکھوں میں جگنو لیے اپنے  
محبوب کو دیکھا تھا۔۔

عشق ہے آپ سے مگر کبھی کبھی جتنا پڑتا  
ہے

آپ عزیز ہیں ہیں کتنے بتانا پڑتا ہے  
آپ جو مسکرا کر دیکھ لیں اک بار  
تو مجھے بھی پلٹ کر شرمانا پڑتا ہے

نیہام نے اپنے جذبات کا اظہار اتنی  
خوبصورتی سے کیا تھا تھا کہ شہسوار ایک  
ٹک اُسے دیکھے گیا۔۔

تم کتنی محبت کرتی مجھ سے۔۔ شہسوار  
نے اُس پر مزید جھکتے اپنا جسم بے باکی  
سے اُسکے بدن سے رب کیا تھا۔۔ نیہام  
کے عارضِ تنپ کرانگار ہوئے تھے۔۔

آپ میری تہجد کی دعا ہیں۔۔ اس دل  
نے جب بھی ہمسفر کا نام لیا تو آپ کی شبی  
انکھوں کے پردے پر لہرائی۔۔

جب محبت کا اول درجہ نہیں معلوم تھا  
تب آپ سے عشق کا آخری درجہ طے  
کیا ہے۔۔ وہ اُسکی آنکھوں میں دیکھتی  
اپنی بے قراری بیان کر رہی تھی۔۔  
شہسوار اُسے سن گیا۔۔

بچپن سے جوانی تک جب بھی کسی نے  
میرا تعارف کروایا تو آپکی منگ کہہ کر  
کروایا۔۔ میرا دل جب نوزائیدہ بچہ تھا  
طب سے آپ سے محبت ہے۔۔

بے انتہا بے لوس ہے۔۔

وہ اُسکی گردن میں باہیں جمائل کرتے  
اپنی جادوئی آواز میں کہتی اُسے اپنے سہر  
میں جگڑھ رہی تھی

شہسوار نے جھکتے اُسکے لبوں کو اپنی  
گرفت میں لیتے اپنی پوری شدت سے  
سک کر ناشروع کیا تھا۔

نیہام اُسکے چوڑے شانے کو تھامتی اُسکی  
جنونی شدت اپنے ہونٹوں پر برداشت  
کر رہی تھی۔

منہ کھولو۔۔ شہسوار نے دہکتی پھولی  
سانسوں کے ساتھ اُسکا جبر اکھولتے اپنی



زبان اُسکی زبان سے الجھائی تھی۔۔

نیہام کا چہرہ اُسکی شدت پر سرخ ہوا تھا

شہسوار اُسکے لب سرور کے عالم میں

چومتا اپنا دایاں ہاتھ اُسکی دھڑکنوں پر

رکھتے اُنھیں شدت سے مسل گیا تھا

نیہام نے تڑپ کر اُسکا ہاتھ تھاما تھا

شہسوار اُسکے لب چھوڑتا اُسکی گردن پر

جھکتا وہاں اپنی شدت کے نشان ثبت کر

رہا تھا شہسوار نے اُسکی گردن کی جلد کو  
لبوں میں پیوست کرتے باقاعدہ اُسے  
چوسنا شروع کیا تھا۔۔ نیہام کی بس ہوئی  
تھی وہ چہرہ اوپر کرتی سسکی تھی ہاتھ خود  
بخود شہسوار کے بالوں میں اُلجھے تھے جو  
اُسے مزید بے قابو کر گئے تھے۔۔

شہسوار نے پیچھے ہوتے نیہام کے بدن  
سے شرٹ جُدا کی تھی وہ صرف شہسوار

کی شرٹ میں موجود تھی اُس کے سامنے

اپنا عریاں وجود دیکھتے اُس نے شرم سے

آنکھیں میچی تھیں شہسوار اُسکی

دھڑکنوں پر جھکتا انھیں دانتوں تلے

دباتے اُسے مدہوش کر رہا تھا۔

شاہ شاہ۔۔ جی وہ بلند آواز میں سسکتی

اُسے پکارتی جا رہی تھی مگر شہسوار مکمل

بہکتا اپنے تن سے کپڑے علیحدہ کرتا

اُسکے جبرے سے لے کر دھڑکنوں اور

پیٹ پر اپنی زبان پھیرتا اُس کی گہرائوں

میں ایک جھٹکے سے شامل ہوا تھا۔

نیہام نے سک کر اُسکی کمر پر اپنے ناخن

گاڑھے تھے اُس میں سفر کرتے شہسوار

بے خود ہوا تھا وہ اُسکی تھائیز اپنے ہاتھ

سے سہلاتا ایک مرتبہ پھر شدت سے

اُس میں غرق ہوا تھا۔

اہہ۔۔۔ اُمم۔۔۔ نیہام اُسکے سینے پر ہاتھ  
رکھتے اُسکی طوفانی شدت کو برداشت  
کرتی مدہوش کن سسکیاں بھر رہی تھی  
۔۔ مسلسل حرکت سے شہسوار کی  
سانسیں پھولی تھیں وہ اپنا سخت بدن  
اُسکی نزاکت پر رگھڑھتا اُسے بے بس کر  
رہا تھا۔۔

شاہ۔۔ج۔۔جی بس۔۔بس ک  
۔۔کریں۔۔وہ اُسکی شدتوں سے تھکتی  
تکیے پر سر چٹکتی بولی تھی۔۔  
تھوڑی دیر رک جاؤ۔۔شہسوار مزید  
زور سے سٹروک دیتا خود کو آخری حد  
تک اُس میں گھول گیا۔۔

شاہ۔ جی نیہام اب بے آواز رودی تھی  
آسان نہیں تھا اُس نازک جاں کے لئے  
اُسکی پہاڑ جیسی شدتیں برداشت کرنا۔  
یار تھوڑی دیر رک جاؤ نیہام وہ لذت کی  
انتہاؤں پر تھا تبھی غرا کر بولتا اُسے  
خاموش کروا گیا تھا۔ بیڈ اُسکی حرکت  
سے ہل رہا تھا۔ شہسوار یک دم پُر  
سکون ہوتا اپنی تمام تر گرمی اُسکے وجود

میں اتار تا اُس پر لیٹا تھا۔۔ نیہام سسکیوں  
سے رورہی تھی۔۔

کیا ہو گیا ہے نیہام تم تو ایسے رورہی ہو  
جیسے میں نے ظلم کر دیا ہو۔۔ اگر میری  
قربت نہیں برداشت کر سکتی تو آئندہ  
تمہارے قریب نہیں آؤں گا وہ سنجیدگی  
سے کہتا اُس کا دل خوف سے دھڑکا گیا تھا



شاہ۔ جی میں۔۔ میں نے ایسا تو نہیں کہا  
۔۔ میں بس تھک گئی تھی درد بھی ہو رہا  
تھا اُس نے فوراً اپنی صفائی پیش کی تھی  
شہسوار نے مسکرا کر اُسکے لبوں کو چوما تھا

---

میری ذرا ناراضگی برداشت نہیں تم سے  
۔۔ وہ ہنس کر کہتا اُسے منہ پھولانے پر  
مجبور کر گیا تھا۔۔

آپ۔۔ آپ بہت گندے ہیں۔۔ میں  
آپ سے بات نہیں کروں گی۔۔ وہ تپ  
کر کہتی اُسکے سینے پر مکا جڑ گئی تھی۔۔  
سوچ لو پکا نہیں بلاؤ گی۔ شہسوار نے اُسے  
چھیڑا تھا۔۔

اب جب کی وہ جان گیا تھا کہ اُس عورت  
کی جان بستی ہے اُس میں تو ایک احساس  
خاص نے اُسے اپنی لپیٹ میں لیا تھا۔۔

نیہام نے روہان سے ہوتے اُسے دیکھا تھا  
دونوں صورتوں میں نقصان اُسکا ہی تھا

--

ہاہاہاہا۔۔ اچھا چلو اٹھو تیار ہو جاؤ نیچے  
چلیں سب انتظار کر رہے ہوں گے۔۔  
اُس نے اُسکے لب چومتے کہا تھا۔۔

شاہ جی میں کیسے سب کا سا منا کروں گی  
سب کیا سوچیں گے۔۔ نیہام نے ہونٹ  
لٹکائے کہا تھا۔۔

جیسے میں کروں گا۔۔ شہسوار نے آرام  
دہ انداز میں کہا تھا۔۔

آپ کو تو فرق نہیں پڑنا سب مجھے  
چھیڑیں گے میں کیا منہ دکھاؤں گی وہ

سوں سوں کرتے اُسکی سینے کے بالوں  
سے کھیل رہی تھی۔۔

یہی منہ دیکھا دینا خدا نے بہت پیارا بنایا  
ہے اور ہاں دور سے ہی سے ہی دکھانا  
مجھے میری ملکیت پر کسی کا سایہ بھی منظور  
نہیں۔۔ شہسوار نے پہلے شرارت سے  
کہا تھا پھر آخر میں تنبیہ انداز میں کہتا  
واشر و م کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔ نیہام

نے شرمیلہ مسکراہٹ کے ساتھ اپنا  
وجود دیکھا تھا جہاں ہر جگہ شہسوار کی  
شدتوں کے نشان پورے آب و تاب  
سے چمک رہے تھے

اللہ جی یہ تو بہت رومینٹک ہیں۔۔ نیہام  
اُسکی قربت یاد کرتی سرخ ہوتے کہہ  
رہی تھی اُس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ

بذاہر اتنا اکڑ و سنجیدہ اور غصے میں دکھنے  
والا شخص اس قدر رو مینٹک ہو گا۔

---

وہ دونوں شاور لیتے ایک ساتھ نیچے ا  
تھے۔۔ شہسوار سفید شلوار قمیض پر سیاہ  
مردانہ شال کندھوں پر لیے ہوئے تھا  
جبکہ نیہام مہرون پیروں کو چھوتی فراک

میں ملبوس ہم رنگ شال اچھی طرح  
لیے اُس کی تقلید میں چلتی آرہی تھی  
ماشاء اللہ۔۔ سب اُنھیں دیکھتے بے  
ساختہ بولے تھے دونوں پر ایک  
دوسرے کی قربت کا رنگ واضح دیکھا جا  
سکتا تھا۔۔



کتنے حسین لگ رہے ہیں ساتھ ماشاء اللہ  
بی جان دونوں کی بلائیں لیتی رشک سے  
بولی تھیں۔۔

سلام بی جان شہسوار نے آگے بڑھتے  
اُنکا ماتھا چوما تھا۔۔

بی جان دونوں کا صدقہ دیتی دونوں کو  
چوم رہی تھیں نیہام شرمائی الجھائی بے  
انتہا خوبصورت لگ رہی تھی اس کی

گردن اور گہرائیوں پر جامنی نشان  
موجود تھے جنہیں اُس نے دوپٹے سے  
چھپایا تھا۔۔

قمر شاہ نے آگے آتے بہن کے سر پر ہاتھ  
رکھا تھا اور پھر شہسوار کے گلے لگا تھا  
بھائی۔۔ رائمہ آگے آتی شہسوار کے گلے  
لگی تھی جس نے اُسکا سر چومتے اپنے  
حصار میں لیا تھا۔۔۔۔

ماشاء اللہ بھائی چشم بدور۔۔ فرحان  
سیڑھیوں سے اترتا اونچی آواز میں کہتا  
شہسوار کے گلے لگا تھا۔۔ جس نے  
خوشدلی سے اُس کے گرد اپنا حصار قائم  
کیا تھا اُسکی کبھی فرحان سے زیادہ بات  
چیت ہوئی ہی نہ تھی وجہ اُسکی نازیبہ  
حرکات تھیں۔۔

---

اور سناؤ رائمہ۔۔ فرحان شہسوار سے ملتا  
آگے آتے رائمہ کی کمر پر تھکی دیتا بولا تھا  
۔۔۔ رائمہ بدک کر اُس سے دور ہوئی  
تھی سب نے ناگواری سے فرحان کو  
دیکھا تھا۔۔

وہ ٹھیک ہے۔۔ شہسوار کا خون باؤ لنگ  
پوائنٹ پر تھا مگر وہ ضبط سے مسکرا کر

رائمہ کو بازو سے پکڑتے اپنی جانب کر  
گیا تھا۔۔ سب نے شہسوار کو ضبط کرتے  
دیکھ شکر کا سانس لیا تھا۔۔ فرحان  
کندھے اچکاتا صوفے پر بیٹھا تھا رائمہ نے  
اپنے بھائی کو دیکھا تھا کل فرحان نے  
اُسے اکیلے پاتے اُسکے ساتھ جو کیا وہ اب  
تک بھول نہیں پارہی تھی اور آج یہی  
فرحان تھا جو شہسوار کو دیکھتے خاموش

ہوتا پیچھے ہو گیا تھا یہ مان تھا ایک بھائی پر  
بہن کا کہ اُسکا بھائی اُسے ساری دنیا سے  
بچاتے اپنے حصار میں چھپا لے گا۔۔۔ وہ  
سٹک ہوئی شہسوار کو دیکھ رہی تھی جس  
نے اُسکی جانب دیکھتے مسکرا کر اُسکے سر پر  
لب رکھے تھے۔۔۔ راتمہ بھی نم  
مسکراہٹ کے ساتھ سر جھکا گئی تھی۔۔۔

مجھے آپ سب سے بات کرنی ہے۔۔  
فرحان نے صوفے پر بیٹھتے کہا تھا اور  
پھر رائے کو دیکھا تھا رائے اُس کی نظروں  
کا مطلب سمجھ چکی تھی کہ وہ کیا بات  
کرنے والا ہے اُس کے چہرے پر خوف  
کے سائے لہرائے تھے کہ کہیں سب  
اُسکے دباؤ میں آتے اُسکی بات نہ مان لیں  
مگر پھر اُس نے اُس شخص کو دیکھا تھا جس

کے پہلو میں وہ بیٹھی تھی اور اپنے بھائی کو  
دیکھتے آہستہ آہستہ اُسکا ڈر زائل ہونے لگا  
تھا۔۔

ہمم بولو قاسم شاہ نے سنجیدگی سے کہتے  
چائے کا گھونٹ بھرا تھا

دیکھیں بابا سب خاندان کی لڑکیاں  
خاندان میں ہی ہیں جیسے منسا قمر بھائی کی



منگ ہے اور نیہام شہسوار بھائی کی بیوی

-- فرحان نے تمہید باندھتے کہا تھا۔

مدعے پر او فرحان تمہید مت باندھو۔

اُسے بلا وجہ بات گھسیٹتے دیکھ کر قاسم

شاہ نے ٹوکا تھا۔

فرحان نے ایک نظر وہاں موجود سب پر

ڈالی تھی اور پھر رائے کو دیکھتے اپنی بات

مکمل کی تھی۔

میں رائتمہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔

اُس کے کہتے سب کو سانپ سونگھ گیا تھا

۔۔ شہسوار نے صوفے سے ٹیک

چھوڑی تھی رائتمہ تو یوں تھی

میں رائتمہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔

اُس کے کہتے سب کو سانپ سونگھ گیا تھا

۔۔ شہسوار نے صوفے سے ٹیک

چھوڑی تھی رائتمہ تو یوں تھی کہ کاٹو تو لہو

نہیں اُس نے دہلتے دل کے ساتھ

شہسوار کو دیکھا تھا۔

جس نے اب کی دفعہ اپنے چہرے پر

چھائے غیض و غضب کو چھپانے کی ہر

گز کو شش نہیں کی تھی۔

ایسا ممکن نہیں فرحان۔ اس سے قبل

شہسوار اُسے سالم نظروں سے ہی نکلتا

قاسم شاہ نے سنجیدگی اور قطعی انداز میں  
بیٹے کو منع کیا تھا۔۔

کیوں بابا میں۔۔ پسند کرتا۔۔

اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرتا  
شہسوار نے سامنے پڑے ٹیبل پر ٹھوکر  
لگاتے اُسے چکنا چور کیا تھا سب نے  
دہلتے ہوئے اُسے دیکھا تھا جواب بھی

صوفے کے ہتھے پر بازو ٹکائے خاموش  
انگارا آنکھوں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔  
تم جانتے ہو کس کے بارے میں بات کر  
رہے ہو وہ آگے ہوتا اپنے ہاتھ باہم  
پھساد بھی مگر روح کو جمادینے والی  
آواز میں بولا تھا۔

سردار شہسوار شاہ کی بہن کے بارے  
میں تو اپنی اس لولو (زبان) اتنا چلاؤ جتنا

مناسب ہو اُس نے ایک ایک لفظ چباتے  
ہوئے کہا تھا فرحان نے سلگتی نظریں  
اُس پر گاڑھی تھیں۔۔۔

کیوں سردار صاحب کی بہن میں ایسے  
کون سے ہیرے موتی جڑے ہیں جو اُس  
میری شادی نہیں ہو سکتی۔۔ فرحان بھی  
اُسی انداز میں کہتے اُسے آگ لگائی تھی  
۔۔ اُنھیں ایک دوسرے کے مقابل

دیکھتے عورتوں پر کپکپی طاری ہوئی تھی

---

شاہ بات کو ختم کرو فرحان بس۔۔ اُنھیں

ایک دوسرے کو کھا جانے والی نظروں

تکتا پا کر آفتاب شاہ اور قاسم شاہ نے

اُنھیں بازو رکھنا چاہا تھا۔۔

فرق ہے اوقات کا فرق سردار شہسوار

شاہ جو کتہ بھی لیتا ہے تو نسل دیکھ کر لیتا

ہے وہ اپنی بہن تجھ سے شرابی کو دے گا  
واہ رے واہ فرحان شاہ تیری خوش فہمی  
کو سلام شہسوار نے تالی بجاتے تمسخر  
اڑاتے فرحان میں آتش فشاں پہاڑ گرایا  
تھا۔۔

تم کتہ ہی دیکھتے تھے شیر سے پہلی مرتبہ  
پالا پڑا ہے تمہارا اور کیوں میری بہن  
تمہیں نہیں دی جو تم اپنی کی دفعہ آسمان



کی بلندی چھان رہے ہو۔۔ فرحان نے  
بھی فرصت سے اُس کے تن بدن میں  
آگ لگائی تھی۔۔

ہاہاہاہا۔۔ شہسوار کا قہقہہ حویلی کے لاؤنج  
میں گونجتا سب کو لرز نے پر مجبور کر گیا  
تھا۔۔۔

کردار۔۔ میرے جیسا تیرا کردار ہے تو لا  
۔۔ میرے جیسی حیا ہے تو لا شہسوار

صوفے سے اٹھتا اُس کے قریب ہوا تھا  
فرحان بھی کھڑا ہوتا اُس کے قریب ہوا  
تھا ایسے کہ دونوں کی دھونگی کی مانند چلتی  
سانسیں ایک دوسرے کے چہرے پر  
بکھر رہی تھیں۔۔

شاہ بات مت بڑھاو۔۔ آفتاب شاہ نے  
دونوں کو کندھے سے پکڑتے پیچھے کیا تھا

اگر راتمہ سے میری شادی نہ ہوئی تو  
نیہام۔ ہاہاہا شہسوار اُسکی بات سنتے بیچ  
میں ہی زور دار ہنسا تھا۔

کیا طلاق دلوائے گا اُسکی بات تھی کہ  
پھگلا سیسہ نیہام نے بھرائی آنکھوں سے  
اُسے دیکھا تھا۔ سب عورتیں اپنے دل  
پر ہاتھ رکھ گئی تھیں وہ دونوں ہی غصے  
کے تیز تھے سب جانتے تھے۔۔۔

جس کے دم پر اچھل رہا ہے اُس سے تو  
پوچھ وہ بغیر رہ سکتی ہے۔۔ شہسوار نے  
رخ موڑے نیہام کو دیکھا تھا جس کا چہرہ  
اُسکی بات پر سُرخ ہوا تھا۔۔

میں نہیں بلکہ تیری بہن میرے عشق  
میں گرفتار ہے۔۔ شہسوار نے دل جلی  
مسکراہٹ کے ساتھ فرحان کے چہرے  
پر پھونک ماری تھی۔۔ فرحان نے لہو

رنگ آنکھوں سے اپنی مٹھی بھینچی تھی

---

تمہیں کس چیز پر اتنا غرور ہے شہسوار  
شاہ تم ہو کون آخر فرحان ایک قدم اور  
آگے آتے غرا کر بولا تھا اب دونوں میں  
قدم بھر کا فاصلہ تھا۔۔۔  
تو نہیں جانتا مجھے ہاں شہسوار نے استہزاء  
سے مسکرا کر کہا تھا۔۔۔

سردار سید شہسوار شاہ ہوں یہاں کے  
لوگوں کا اور تیرا بھی جسم و جاں کا مالک  
یہاں کے لوگ پوجتے ہیں مجھے اُس نے  
ریکس انداز میں اُسے سرتاپیر آگ لگائی  
تھی۔۔

میں لوگوں کو فرش سے اٹھا کر عرش پر  
بیٹھاتا ہوں تُو نے کیسے سوچ لیا اپنی جان  
سے پیاری بہن کو عرش سے فرش پر

بیٹھاؤں گا۔۔ شہسوار نے بھی اب کی  
دفعہ غرا کر کہا تھا۔۔

شہسوار شاہ۔۔ فرحان چیتا اُسکا گریبان  
پکڑنے ہی والا تھا کہ قمر نے آگے آتے  
فرحان کو کھینچتے ہوئے پیچھے کیا تھا وہ  
فرحان کے نیچے آنے سے پہلے ہی باہر گیا  
تھا فون سننے بات لمبی ہونے پر اُسے  
وقت لگ گیا اور اب آتے اُنھیں ایک

دوسرے کے مدِ مقابل دیکھ وہ حیرت کا

شکار ہوا تھا۔۔۔

یہ۔۔ کیا کر رہا ہے شرم ہے کہ وہ بڑا ہے

تجھ سے قمر نے اُسے دھکیلتے ہوئے کہا تھا

--

یہ ہوتا کون ہے جو میرے کردار پر بات

کرے ہاں۔۔ فرحان ابھی بھی غصے سے

پاگل ہوتا شہسوار کی جانب بڑھا تھا



عمورتیں ایک طرف کھڑی کانپتی انسوؤں  
بہار ہی تھیں۔۔

فرحان شاہ تو خاک ہے خاک ہی رہے گا  
تیری اتنی اوقات نہیں کہ تجھے شہسوار  
شاہ کی بہن سوہنی جائے سالے۔۔  
شہسوار نے بھی غصے سے دھاڑ کر حویلی  
کی درودیوار ہلا ڈالی تھی۔۔

شاہ۔۔ بس تم لے کر جاؤ اسے۔۔

آفتاب شاہ نے دھاڑ کر پہلے شہسوار کو  
دھکا دیا تھا پھر قمر سے فرحان کو باہر لے  
کر جانے کا کہا تھا۔۔

چل۔۔ قمر اُسے گھسیٹتا باہر لے گیا تھا۔۔  
کیا کرتے ہو شاہ وہ بے وقوف ہے تم تو  
عقل سے کام لو۔۔ قاسم شاہ نے اُسکے

کندھے پر ہاتھ رکھتے اُسے شانت کیا تھا

--

سب کو بیچ کھائے گا یہ بے وقوف اس کی

ہمت کیسے ہوئی میری بہن کے بارے

میں بات کرنے کی۔۔ شہسوار نے ضبط

سے دبی دبی آواز میں بولا تھا۔۔ کون

جانتا تھا کہ کچھ دیر پہلے جو ماحول اس قدر

خوش گوار تھا وہ اتنا بگڑ جائے گا۔۔

شاہ اس طرح تو ہماری بیٹی بھی تمہاری

بیوی ہے ہم نے تو نہ سوچا تھا کچھ۔۔

فرحان کی والدہ نے تیلی لگائی تھی وہ ایسی

ہی تھیں جلتی میں تیل چھڑکنے والی سب

... نے اُنھیں افسوس سے دیکھا تھا

مجھ سے شادی سید کسراں کی ہر لڑکی کا

خواب ہے اگر چاہتی ہیں تو علیحدگی کروا

دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔ شہسوار

اپنی شال جھٹکتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا  
نیہام نے بے یقینی سے اُسکی پشت کو دیکھا  
تھا انسوؤں نکلتے عارض کا حصہ بنے تھے

--

-----

تارا مجھے حیرت ہے تجھ پر کہ یہاں سے  
بھاگ جانے کے بعد تو واپس کیوں آئی  
-- تارا کے ساتھ بیٹھی اُسکی دوست نے

اُس نے پوچھا تھا وہ اُسکے بالوں کو گرم  
پانی میں غلاب کی پتیاں ڈال کر دھور ہی  
تھی۔۔۔

کہاں جاتی نیلم۔۔۔ یہاں کم از کم میری  
عزت تو محفوظ ہے دنیا میں تو ہر کوئی جسم  
کا بھوکا صرف اپنی پیاس بجھانا چاہتا ہے  
۔۔۔ (سوائے اُس ایک کے) تار آنے

افسردگی سے کہتے آخر الفاظ دل میں کہے

تھے۔۔۔

تیرا کبھی دل نہیں کیا کہ تیری شادی ہو

بچے ہوں۔۔ نیلم نے اُسکے بالوں پر

پھول ڈالتے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا

تھا۔۔ تار نے اُسکی آنکھوں میں دیکھا تھا

جہاں اُداسی ہی اُداسی تھی۔۔

تیرا دل نہیں کرتا کیا۔۔ تار اُنے اُسکی  
نظروں کے حصار میں لیے پلٹ کر پوچھا  
تھا۔۔۔

ہا ہا ہا۔۔ دل کا کیا ہے یہ تو روزِ نئے  
مردوں کے بستر کی زینت بنتے دھڑکنے والی  
بھول چکا ہے حسرت کیا ہی کرے گا۔۔  
اُس نے آرزو کی سے مسکراتے کہا تھا



ہم جیسی ہر کسی کی رکھیل تو بن سکتی ہیں  
پر بیوی نہیں اُس نے بے بسی سے کہا تھا  
تارا اُسے دیکھے گئی تھی۔۔۔ کیا اُسکی  
قسمت میں بھی یہی محرومی تھی یا قسمت  
اُس اور مہربان ہوتے اُسے سائباں  
سونے گی۔۔۔

---

نیہام شہسوار کے جانے کے بعد کمرے  
میں موجود جلے پیرہنی کی طرح چکر کاٹ  
رہی تھی اُسکی بات اُسکے روم روم میں  
خوف بھر گئی تھی۔۔ وہ روتی جاتی اور  
چکر کاٹتی جاتی جب کمرے میں بی جان  
داخل ہوئی تھیں۔۔

نیہام میرا بچہ کیا ہوا کیوں رو رہی ہو۔۔ وہ  
آگے آتی فکر مندی سے پوچھنے لگی تھیں

--

بی جان۔۔ نیہام اُنھیں دیکھتی اُن کے  
گلے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔  
میرا بچہ ہوا کیا بتاؤ۔۔ اُنھوں نے اُسکی  
کمر سہلاتے پوچھا تھا۔۔

آپ۔۔ آپ۔۔ نے دیکھا تھا۔۔ شاہ

ج۔۔ جی نے کیا کہا کہ وہ۔۔۔ نیہام بات

مکمل کرنے سے پہلے ہی رودی تھی۔۔

بیٹا تم تو جانتی ہو اُس کا غصہ اُس نے غصے

میں کہا تھا۔۔ وہ اُس کے انسوؤں صاف کرتی

بولی تھیں۔۔۔

غصے میں بھی کیوں کیا اُنھیں نہیں پتہ تھا

کہ اُن۔۔ اُنکی بات مجھے ٹکڑوں میں

بانٹ گئی ہے۔۔ وہ ہچکیوں سے روتی بولی  
تھی۔۔

بی جان وہ۔۔ وہ مجھے چھوڑ تو نہیں دیں  
گے نا۔۔ اُس نے اُنکا ہاتھ تھامتے پوچھا  
تھا لہجے میں اُسے کھودینے کا ڈر واضح تھا

--

وہ کیوں چھوڑے گا تمہیں بیٹا۔۔ تم  
جانتی ہو ہمارے خاندان میں ایسا رواج

نہیں۔۔ اُنھوں نے پیار سے اُسے سمجھایا

تھا وہ گواہ تھیں نیہام کی شہسوار سے

محبت کی نیہام نے ہمیشہ اُنہی کو اپنی ماں

اور دوست مانتے اپنے دل کا حال بتایا تھا

بی جان کے کہنے پر ہی شہسوار اور نیہام کی

شادی کی گئی تھی کیونکہ وہ نیہام کو پیل پیل

ترپتا نہیں دیکھ سکتی تھیں وہ اُنھیں اپنی

رائہ کی طرح ہی عزیز تھی۔۔ تبھی آج

بھی وہ اُس کی تکلیف محسوس کرتی اُس  
کے پاس چلی آئی تھیں نیہام روتی اُن کی  
آغوش میں سمٹ گئی تھی۔۔۔

---

۔  
"لہدے عشق"

از قلم نائلہ جاوید

قسط نمبر 7

رات کے دونج رہے تھے۔۔ اور شہسوار

شاہ تھا کہ ابھی تک حویلی نہیں آیا

تھا۔۔ نیہام کب سے اس کا انتظار کر رہی

تھی۔۔ وہ تھا کہ آنے کا نام ہی نہیں لے

رہا تھا۔۔ نیہام کے چہرہ پر ہلکی ہلکی سی نیند

واضح تھی۔۔ لیکن وہ شہسوار کے لیے

بھی پریشان تھی۔۔ وہ لاونج میں صوفے



پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔ اور نظریں داخلی

دروازے پہ ٹکی ہوئی تھیں۔۔

اس نے آنکھیں بند کرتے بامشکل

کھولیں تھیں۔۔ کہ اسے داخلی

دروازے سے شہسوار شاہ آتا دیکھائی

دیا۔۔

آ۔۔ آپ۔۔ آگئے۔۔ "وہ اس کے"

مقابل آئی تھی۔۔

شہسوار شاہ نے اس کا چہرہ دیکھا۔۔ "تم

سوئی کیوں نہیں.. " شہسوار شاہ اپنی

رسٹ واپس کو دیکھتے اس کی طرف سوالیہ

نظروں سے دیکھا۔۔

آپ کا انتظار کر رہی تھی... "وہ اس کی "

طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔

شہسوار شاہ نے اسے ایبر واپس چکاتے ہوئے

دیکھا۔۔ نیہام کے۔ چہرے پر ناراضگی کا

عنصر شامل تھا "کھانا کھائے

گے۔۔۔" نہیام نے سنجیدگی سے اس کی

طرف دیکھا۔۔۔ "ہاں لگاؤ۔۔۔" شہسوار

شاہ سنجیدگی سے بولا۔۔۔

نہیام اثبات میں سر ہلاتی کچن کی جانب

بڑھ گئی تھی شہسوار نے اُسکی پشت کو

دیکھا تھا اور وہیں لاؤنج میں صوفے پر

بیٹھا تھا کچھ دیر بعد نیہام کھانا ٹرے میں  
لیے آئی تھی

اُس نے نے کھانا لگایا تھا شہسوار نے  
موبائل سائڈ پر رکھتے پھر اُسے دیکھا تھا  
جو کھانا اُسکے سامنے رکھتے جا رہی تھی  
شہسوار نے اُسے بازو سے پکڑتے اپنی  
جانب کھینچا تھا جس سے وہ ڈس بیلنس  
ہوتی اُسکی گود میں بیٹھی تھی اور آنکھیں

پھاڑے اُسے دیکھ رہی تھی اپنے کمرے  
سے نکلتی بی جان یہ منظر دیکھتے مسکرا دی  
تھیں وہ کچن میں پانی لینے نکلی تھیں  
۔۔ نہیام شہسوار شاہ کو دیکھ رہی  
تھی۔۔ شہسوار شاہ نے اس کی کمر میں  
ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کیا۔۔ جس  
پہ بوکھلا کر نہیام نے اس کے سینے پہ ہاتھ  
رکھا۔۔

شاہ جی کوئی اجائے گا... وہ باہر کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی۔۔ سب سوئے

ہے... وہ مسکراتے ہوئے بولا۔۔"

نیہام نے اب کی دفعہ جواب دینے کے

بجائے ہاتھ اُسکے سینے سے ہٹاتے اپنی

انگلیاں یوں ہی مروڑنا شروع کیا

تھا.. شہسوار شاہ نے اُسکا ہاتھ تھامے

دوبارہ اپنی گردن میں ڈالے اُسے کمر

سے مزید اپنے نزدیک کیا تھا شاہ جی نہام  
کا چہرہ حد درجہ سُرخ ہوا تھا ناراض ہو کیا  
۔۔ شہسوار نے اُسکی مہک انہیل کرتے  
پوچھا تھا نہام نے بھرائی آنکھوں سے  
اُسے دیکھتے اپنا رخ موڑا تھا۔۔ شہسوار  
نے اپنے لب دانتوں تلے دبائے تھے  
۔۔ ہم وہ فقط ہنکار بھرتا اس کے ہونٹوں  
پہ جھک گیا۔۔ نہام نے آنکھیں بند

کیں تھیں۔۔۔ وہ اس سے محبت کرتی

تھی۔۔۔ وہ کیسے اسے دور جھٹک سکتی

تھی۔۔۔ وہ اس کی تشنگی اپنے لبوں پہ

برداشت کر رہی تھی۔۔۔

شہسوار شاہ اس کے ہونٹوں سے اپنی

پیاس بجھا رہا تھا۔۔۔

انہیں مسکرا کر دیکھتی بی جان یہ دیکھتے

بری طرح سے بوکھلائی تھیں وہ اپنے



کانوں کو ہاتھ لگاتی اُٹے قدموں کمرے  
میں داخل ہوئی تھیں۔۔

نیہام نے اُسکی بڑھتی شدت پر اُسکا کالر  
تھامتے اُسے ہوش دلانا چاہا تھا جو اُسکے  
ہونٹوں کو چباتا پیچھے ہٹنا بھول چکا تھا۔  
شہسوار نے اُسکے مزاحمت کرتے ہاتھوں  
کو تھامتے اُسکی کمر پر پن کیا تھا اور مزید  
بے صبری سے اُسکے لبوں کو گلے تک

اپنی زبان سے سک کر نا شروع کیا تھا  
دونوں کے لبوں کی نمی گھلتی اُن کے  
جزبات بھڑکا گئی تھی شہسوار نے قابو  
ہوتا اُسکی ٹانگیں اپنے ارد گرد کرتا اُسکی  
کمر کے نچلے حصے پر زور دیتا اُسے اپنے  
ہاتھوں سے مو کر رہا تھا نیہام اُسکی کھلے  
لاؤنج میں اتنی بے باکی پر لرزی تھی

امم۔۔ شہسوار کو اپنی زبان کا دشمن بنے

دیکھ نیہام نے اپنا سردائیں بائیں کرتے

اپنے لب چھوڑوانے کی کوشش کی تھی

شہسوار اُسکی رکتی سانسوں پر اُس کے

لبوں کو دانتوں سے کاٹا رہائی بخش گیا تھا

--

نیہام نے اُسکے سینے پر سر رکھتے اپنی

سانسیں بحال کی تھی اُس نے شکوہ کناں

نظروں سے اُسے دیکھا تھا جو اُسکی  
دھڑکنوں کو مدہوشی سے دیکھ رہا تھا  
شہسوار اُسکی آنکھوں میں شکوہ پڑھتا اُسکی  
آنکھیں چوم گیا تھا۔

روم میں چلو تمہاری ناراضگی ختم کرتا  
ہوں شہسوار نے اُسکی انرتھائیز پر اپنے  
وجود کا زور دیتے اُسکی کان کی لودانتوں  
تلے دبائی تھی۔۔ نیہام نے سسکی

بھرتے اپنے آپ کو اُسکے حوالے کیا تھا

اب ظالم اتنے رومینٹک انداز میں

منائے گا تو وہ کیسے ناراض رہے۔۔۔

شہسوار اُسے اُسی پوزیشن میں اٹھاتا

کمرے کی جانب بڑھا تھا۔۔ اس دوران

وہ ہنوز اُسکے لبوں سے چمٹا رہا تھا۔۔

کمرے میں آتے اُسکے ضبط کی طنابیں

جواب دے گئی تھیں وہ دروازہ لوک

کرتا اُسے لیے بیڈ پر گرا تھا نہیہام نے  
بمشکل اُسکا چٹائی وجود اپنے اوپر برداشت  
کیا تھا۔۔ وہ اُسکی گردن کو لبوں میں  
پیوست کرتا وہاں سُرخ نشان چھوڑ گیا  
تھا نہیہام کی سانسیں تیز ہوئی تھیں اس  
نے اُسکے بالوں کو پکڑتے اُسکا چہرہ مزید  
اپنی گردن میں دھنسا یا تھا شہسوار اوپر  
ہوتا اپنے اور اُسکے بدن سے کپڑے اتارتا

بیڈ پر لیٹا تھا نہیہام نے نا سمجھی سے اُسے  
دیکھا تھا۔۔۔

کم اون بے بی۔۔ میں نے تو سارا ٹھیکہ  
i am نہیں لیا نہ او اور اپنی پیاس بجھالو  
all yours

شہسوار اُسے سرخ مخمور نظروں سے  
اپنی جانب تکتا پا کر بے باک اشارہ کرتا  
اُسے اگلا پروسیس کرنے کے لئے کہہ رہا

تھا۔۔ نیہام نے شرم سے گلنار ہوتے نفی

میں سر ہلایا تھا۔۔

نیہام اگر تم نہیں کرو گی تو میں بھی ایسے

ہی سو جاؤں گا اب بتاؤ تھوڑی دیر شرم

سائڈ پر رکھتے دونوں کو لذت دینا چاہتی

ہو یارات بے چینی میں گزارنی ہے

شہسوار اُسکی انر تھا نیز کو اپنی انگلیوں سے



سہلاتا اُسے مدہوش سسکی بھرنے پر

مجبور کر گیا تھا

چلو بے بی رات گزر رہی ہے۔۔ شہسوار

مسکرا کر کہتا اُسے دیکھ رہا تھا۔۔ نیہام اپنی

شرم و حیا ایک سائڈ پر رکھتی اُس کے

اوپرائی تھی شہسوار نے مخمور نظروں

نے اُسے دیکھتے اپنے لب پر دانتوں کا دباؤ

بڑھایا تھا۔۔ نیہام اُسکی گردن پر جھکتی

اپنے لب رکھتی وہاں اپنے لمس کا سُرخ

دھبہ بنا گئی تھی شہسوار نے بھاری آواز

نکالتے اُسے کمر سے دبوچے اپنے اوپر

ٹھیک سے بٹھایا تھا نیہام اُسکی گردن اور

پھر شانوں پر جھکتی اُسے سک کر رہی

تھی شہسوار کی مدہوش اہیں کمرے میں

گو نجی تھیں وہ اس کو تھا متے مسلسل اُسکا

جسم موو کر رہا تھا۔۔۔۔۔

شہسوار نے ہاتھ بڑھاتے اُسکے بدن پر  
موجود اُس آخری لال پردے کو بھی جدا  
کیا تھا۔۔۔ نیہام اُسکے سینے کو چومتی اُسکی  
گردن پر پھر سے جھکی تھی شہسوار کی  
بس ہوئی تھی وہ اُس میں سمانے کے لئے  
بے تاب ہوا تھا شہسوار اُسے اوپر اٹھاتا  
اپنے وجود اُسکی نزاکت پر مسلتا ایک زور  
دار جھٹکے سے اُس میں سفر کر گیا تھا اس

میٹھے سے درد میں بھی نیہام کو راحت  
محسوس ہوئی تھی شہسوار اس پوزیشن  
میں جھنجھلاتا کروٹ بدلتے اُسے اپنے  
نیچے کرتے اُسکی ٹانگوں کو کھولتے مزید  
شدت سے اُس میں داخل ہوا تھا۔۔۔  
اہہ اُمم۔۔ نیہام لرزتی اُسکی قربت میں  
میٹھی مدہوش کن سسکیاں بھر رہی تھی

شہسوار اُسے ٹانگوں سے اپنی جانب کھینچتا

اُسکی تھائیز پر ہاتھ رکھتا اپنی حرکت میں

خطرناک حد تک تیزی لا چکا تھا

نیہام نے آنکھیں پھیلانے اُسے دیکھا تھا

وہ اس قدر جنونی ہوا مسلسل اپنا آپ اُس

میں گھولتا جا رہا تھا۔

شہسوار بیڈ سے اترتا اُسے اپنی گود میں

اٹھائے کمرے میں رکھے ٹیبل کی جانب

بڑھا تھا اُسے اس پر لٹاتے اُسکی ٹانگوں کو

اپنے کندھے پر رکھے وہ اپنی پوری

شدت سے اُس میں آخری حد تک رچ

بس گیا تھا

شہسوار سے اُسکی رقص کرتی دھڑکنوں

کو جھکتے اپنے لبوں میں پیوست کیا تھا وہ

اُسکی اُبھری ساخت پر اپنی زبان پھیرتا

اُسے مچلنے پر مجبور کر گیا تھا نہیہام اوپچی آواز

میں سسکتی اُسکا چہرہ تھا مے اُسکے لبوں کو  
اپنے لبوں سے جوڑ گئی تھی شہسوار بھی  
اپنی زبان اُس کے حلق تک ڈالتا زوردار  
سٹروک سے اُسکی گہرایوں میں گھلتا چلا  
گیا تھا

---

فرحان شاہ اپنے کمرے میں بیٹھا غصے میں  
مسلسل شراب پی رہا تھا اُسکا بس نہیں

چل رہا تھا کہ شہسوار شاہ کا قتل کر دے

---

تو دیکھ شہسوار تیرے اس غرور تیری  
اس انا کو کیسے میں اسی خاک میں ملاتا جس  
کا حصہ تُو نے مجھے کہا ہے۔۔ فرحان  
شراب کا آخری گھونٹ بھرتے گلاس  
دیوار پر مارتا غصے سے دھاڑا تھا آنکھیں  
تھی کہ جیسے ابھی خون بہہ جائے گا۔۔ وہ



دوسرا گلاس بھرتا اُسے بھی اپنے اندر  
انڈیلتا اپنے دماغ میں قیامت خیز بساط بچھا  
چکا تھا جس سے کتنی زندگیاں برباد ہوئی  
تھی وقت جانے جو اس کہانی کا لکھاری  
ہے۔

---

قمر شاہ اس وقت اپنے والدین کے  
کمرے میں موجود تھا

دیکھا تھا نہ شہسوار کا رویہ وہ کیسے میرے  
بچے پر تانے اور طنز کر رہا تھا۔۔ قمر کی ماں  
غصے سے بولی تھیں۔۔

بس کر دو بیگم اتنا کوئی دودھ کا دھلا نہیں  
ہے تمہارا بچہ وہ نہیں جانتا کیا اپنی  
کر تو توں کو جو رائمہ بیٹی کا رشتا مانگ لیا کم  
از کم ذلیل مجھ سے تو بات کر لیتا۔۔ قاسم  
شاہ غصے سے پھولی سانسوں کے ساتھ

غرائے تھے۔۔ قمر شاہ نے اپنی بیسِر ڈ

مسلی تھی۔۔

ہاں ہاں سارے عیب تو اسی میں ہیں باقی

تو ابھی ابھی حج کر کے آئیں ہیں۔۔ وہ بھی

اُسی انداز میں کہتی اپنا دامن جھاڑ گئی

تھیں۔۔

اوہ پلیرز ماں بابا اب آپ مت لڑیں۔۔

قمر نے دونوں کو دیکھتے اق کر کہا تھا بات

کوئی بھی ہو وہ دونوں خود لڑنا شروع کر  
دیتے تھے۔۔

دیکھو قمر رائے اور فرحان کی شادی نا  
ممکنات میں سے ہے اگر ہم نے مزید  
کوئی بات کی تو تم جانتے ہو شہسوار کو کس  
ذہنیت کا مالک ہے وہ۔۔ اُنھوں نے  
سنجیدگی سے اُسکے گٹھنے پر ہاتھ رکھتے بولنا  
شروع کیا تھا

آج تمہاری ماں کے کہنے پر وہ کیسے بولا تھا  
کہ علیحدگی چاہتے ہیں تو اُسے کوئی مسئلہ  
نہیں اگر ہم نے فرحان کی بات کو شے  
دی تو ممکن ہے کہ نیہام کا گھر خراب ہو  
اور شہسوار کے لیے اُسکی محبت نہ تم سے  
چھپی ہے نہ مجھ سے۔۔۔ وہ نے تاثر انداز  
میں کہتے اُن دونوں کی جانب دیکھ رہے

تھے قمر کچھ سوچتا اثبات میں سر ہلاتا اٹھا  
تھا۔۔

میں نے سوچا ہے تمھاری بھی شادی کر  
دینی چاہیے زیادہ دیر ٹالنا اچھی بات نہیں  
۔۔ قمر کو دروازے کی جانب بڑھتا دیکھ  
قاسم شاہ نے ہانک لگائی تھی قمر نے ہاں  
میں سر ہلاتے اپنی رضا مندی دی تھی  
اور کمرے سے نکلتا چلا گیا تھا

-----

السلام علیکم ریڈرز کیسے ہیں آپ سب جی

تو قسط حاضر ہے اپنا رسپانس ضرور دیجیے

گافی امان اللہ۔۔۔

لحدے عشق

تحریر۔۔۔ نیہاشاہ

قسط نمبر 8۔۔

شہسوار شاہ اس وقت کالی شلووار قمیض پر  
بادامی رنگ کی مردانہ شال لیے حسن کا  
شاہکار معلوم ہو رہا تھا۔۔ نیہام صوفے پر  
بیٹھی مسلسل جان وارتی نظروں سے  
اُسے دیکھ رہی تھی جو آج اپنے حسن سے  
چاروں شانے چت کر رہا تھا۔۔  
آج پنچائت ہے تو میں لیٹ ہو سکتا ہوں  
کھانا کھا لینا تم۔۔ شہسوار اپنے کفلنکس



لگاتا خود پر پر فیوم چڑھکتا سنجیدگی سے بولا  
تھا۔۔

جی۔۔ ٹھیک ہے۔۔ نیہام کہتی اُٹھ کر  
اُسکی پشت سے لگی تھی۔۔ شہسوار نے  
اپنی گھنی مونچھوں کو تاؤ دیتے اُسے دیکھا  
تھا۔۔

آپ بہت خوبصورت لگ رہے ہیں۔۔  
اپنی نظر اتارنے دیں اور کسی عورت کی

جانب مت دیکھتے گا۔۔ نیہام منہ

پھولائے بولی تھی ساتھ ہی سر پر دوپٹہ

لیتی اُس پر آیت الکرسی پڑھ کر پھونک

رہی تھی۔۔

میں نے تو تمہیں کبھی نہیں دیکھا تھا کسی

اور کو خاک دیکھو گا۔۔ شہسوار اپنی

تیری پر آخری نظر ڈالتا بے دھیانی میں

بولا تھا ورنہ نیہام کے چہرے کی بجھی

جوت دیکھ کر اُسے احساس ہوتا کہ وہ  
انجانے میں ہی اُس کا دل کتنا دکھا چکا تھا

--

نیہام بنا جواب دیے ضبط سے مسکراتی  
اُسکی شال درست کرتی اُسکے ساتھ ہی  
کمرے سے نکلتی چلی گئی تھی۔۔۔  
السلام۔۔ ڈائنگ روم میں آتے دونوں  
نے یک زبان سلام کیا تھا۔۔

وعلیکم السلام۔۔ میرا شیر۔۔ بی جان  
صدقے واری جاتی بولی تمھیں۔۔  
تمھیں کیا ہوا ہے۔۔ نیہام کے بیٹھتے  
اُسکی والدہ نے اُسکا افسردہ چہرہ دیکھتے  
پوچھا تھا۔۔

کچھ نہیں ماں۔۔ وہ مسکراتی شہسوار کے  
لیے ناشتہ نکال رہی تھی۔۔

بر خردار پنچائت ہے۔۔ یاد ہے نہ۔۔

آفتاب شاہ ناشتہ کرتے سنجیدگی سے

بولے تھے۔۔

جی شاہ جی۔۔ یاد ہے۔۔ شہسوار مودب

انداز میں بولا تھا۔۔

یہ وہی شیخوں والا معاملہ ہے نہ۔۔ قاسم

شاہ نے تصدیق چاہی تھی۔۔

ہاں آپے سے باہر ہو رہے ہیں اُنھیں پٹا  
ڈالنا ضروری ہے۔۔ جواب شہسوار کی  
جانب سے آیا تھا جس پر تمام مرد  
حضرات نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔  
تم ناشتہ کر کے مردانے میں آ جاؤ۔۔ پھر  
کچھ معاملات پر گفتگو کرتے نکلتے ہیں  
۔۔ آفتاب شاہ کہتے اپنی کرسی سے  
کھڑے ہوئے تھے جن کے احترام میں

سب اپنی اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے

تھے۔۔

بیٹا میں سوچ رہی تھی تھوڑا وقت نکالو

نیہام کو کہیں لے کر جاؤ نئی نئی شادی

ہوئی ہے تمھاری۔۔ بی جان نے شہسوار

کے خوبصورت چہرے پر نظریں جمائے

کہا تھا۔۔

اُنکی بات پر نیہام نے پہلے اُنھیں دیکھا تھا  
پھر شہسوار کو جیسے اُسکے جواب کا انتظار

ہو۔۔

جی بی جان میں تو خود کہہ رہا ہوں مجھے  
میری بیوی کے ساتھ وقت دیں تبھی  
وارث پر نظرِ ثانی کر سکوں گا۔۔ لیکن  
آپکے شوہر محترم چھوڑتے ہی نہیں۔۔  
شہسوار کو تو جیسے موقع مل گیا تھا وہ بھر



پورے بے باکی کا مظاہرہ کرتا سب کے  
چہرے سرخ کر گیا تھا نہیہام تو چھپنے کی  
کوئی جگہ تلاش کر رہی تھی۔۔  
خبیث۔۔ قمر شاہ نے اُسکی بات پر زیر  
لب اُسے لقب سے نوازا تھا جو شہسوار  
دیکھتے محضوظ انداز میں مسکرا دیا تھا۔۔  
ہاں ٹھیک۔۔ ہے تم لوگ چلے جانا۔۔ بی  
جان کو سمجھ نہ آیا اس کے بعد کیا ہی کہیں

شہسوار کی رات کی حرکت بے ساختہ

آنکھوں کے سامنے لہرائی تھی اُنکا چہرہ

خطرناک حد تک سرخ ہوا تھا۔

خیر بی جان۔۔ تا یا جان یہاں نہیں ہیں تو

پھر آپکو کیوں اتنا شرم رہی ہیں۔۔ ادیان

شاہ کی بھی بغیر ت رگ پھڑکی تھی۔۔

اُسکی بات پر سب مسکرا دیے تھے۔۔

چُپ بے شرم۔۔ وہ ہمیشہ کی طرح بولی  
تمہیں۔۔

ویسے مجھے بھی لگتا ہے تمہیں جانا چاہیے  
کہیں گھومنے کیوں کہ گھر میں رہنے والی  
تمہاری حرکتیں نہیں۔۔ بی جان نے  
اب کی دفعہ اُسے گھر کا تھا شہسوار سمیت  
سب نے نا سمجھی سے اُنھیں دیکھا تھا۔۔

نیہام بیٹا۔۔ یہ لیٹ اتوا سکی غلطی ہے  
تم انتظار مت کیا کرو رات کی طرح۔۔  
بی جان اپنی بات سے اُن دونوں کو بہت  
کچھ سمجھا چکی تھیں۔۔ اب چہرہ سرخ  
ہونے کی باری شہسوار کی تھی نیہام تو  
باقاعدہ منہ کھولے اُنھیں دیکھ رہی تھی  
شہسوار نے کھانسی کرتے اُنھیں دیکھا تھا  
جو کانٹا پلٹ میں گھوماتے شر مندہ کرنے

والی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔۔ بھئی  
اگر اُنکی جگہ کوئی مرد یا آفتاب شاہ اُنکی  
حرکت دیکھ لیتے تو اچھی درگت بنی تھی  
اُسکی۔۔

سب اُن دونوں کے تاثرات اور بی جان  
کونا سمجھی سے دیکھ رہے تھے۔۔

کیا بات ہے بی جان ہمیں بھی بتائیں  
کیوں میرے سردار بھائی کو گھر سے

نکال رہی ہیں۔۔ ادیان شاہ پرانی اگ  
میں کودتے ڈرامائی انداز میں بولا تھا  
شہسوار نے کھا جانے والی نظروں سے  
اُسے دیکھا تھا

ہ۔۔ ہمیں پنچائت کے لئے دیر ہو رہی  
ہے چھوٹے شاہ اٹھو ٹھوس لیا جتنا ٹھوسنا  
تھا۔۔ شہسوار بی جان کو پھر سے لب وا  
کرتے دیکھ ہڑ بڑا کر اٹھا تھا سب ہی اُسکی

عجلت پر حیران ہوئے تھے ساتھ ہی اب  
تو بی جان کی بات سننے کا تجسس بھی بڑھا  
تھا۔۔ نیہام تو سر نہیں اٹھا پار ہی تھی جسم  
کا سارا خون سمٹ کر چہرے پر آیا تھا  
بھائی آپ جائیں میں بی جان کی بات سن  
۔۔ اہہ ادیان جو ابھی اپنی بات مکمل کرتا  
شہسوار نے اُسکا کان کھینچتے باقاعدہ

کھسیٹتے ہوئے اُسے لیے ڈائمنگ روم  
سے نکلا تھا پیچھے سب کا قہقہہ گونجتا تھا۔  
میں میں۔۔۔ کھا۔ کھا چکی ہوں۔۔۔  
نیہام کے اٹھتے سب نے اُسے دیکھا تھا  
جس پر وہ ہکلا کر بولتی وہاں سے دوسو کی  
سپیڈ میں بھاگی تھی اب تو اب کو معاملہ  
واقعی میں گھمبیر لگا تھا۔ نیہام کا چہرہ حد  
سے زیادہ سرخ تھا جبکہ بی جان کے لبوں



پر بھی دبی دبی مسکراہٹ تھی۔۔ سب  
کندھے اچکاتے اپنے اپنے ناشتے سے  
انصاف کرنے لگے تھے۔۔

---

فرحان شاہ اس وقت شراب کے نشے  
میں دھت شبنم بائی کے کوٹھے پر بیٹھا تھا  
وہ بمشکل ہی اپنے سہارے پر بیٹھا تھا۔۔

شبِ بنم بائی اُسکے پیروں میں بیٹھی اُسکے  
پاؤں دبار ہی تھیں پیسوں اور شخصیت کا  
زعم تھا جو اُسکی خدمت کروا رہا تھا۔  
شاہ صاحب۔۔ کوئی کام تھا تو حکم کرتے  
آپ نے آنے کی زحمت کیوں کی  
۔۔ شبِ بنم بائی اپنے لہجے میں شرینی گھولتی  
بولی تھیں کیونکہ فرحان شاہ اُنکے کوٹھے  
پر صرف اُس دن اتا تھا جب تارا کا مجرہ

ہوتا تھا ورنہ تو اروز اُسکے حکم پر یہاں

سے لڑکیاں اُسکے ڈیرے پر پہنچ جاتی

تھیں۔۔ فرحان نے اُسکی بات پر اُسے

پیر سے ٹھوکر لگائی تھی شبنم بائی پیچھے

گری تھی۔۔

فرحان غصے سے کھڑا ہوا تھا اُسکی آنکھیں

لہورنگ تھیں۔۔

حضور۔۔ معافی کون سے بات ہمارے

سائیں کو بری لگی۔۔ شبنم بائی سوکھے

پتے کی مانند کانپتی بولی تھیں کیونکہ اُسکا

کوئی بھروسہ نہیں تھا کہ وہ ابھی اُسکے

بدن میں گولیاں اتارتا سے اصل جہنم

کر دیتا۔۔

میرے ساتھ دھوکہ دھری کی تُو نے

لاچی عورت۔۔ کن \*\*\*\*\* فرحان

اُسے گالیاں بکتا غرایا تھا شراب کی بوتل  
جو ہاتھ میں موجود تھی وہ اب زمین کا  
حصہ بنی تھی۔۔

سائیں۔۔ شاہ صاحب بخش دو۔۔ شبنم  
بائی روتی اُسکے پیروں میں گری تھی۔۔  
کہاں ہے وہ پار ساعورت ہاں۔۔ فرحان  
اُسکے بالوں کو جھٹکا دیتا دھاڑا تھا۔۔

خیر شاہ سائیں۔۔ اس تماشا کے مقصد۔۔

تارا شبنم بائی کی چچیں سنتی بھاگتی آئی تھی

اور فرحان شاہ کے ہاتھ سے اُسکے بال

چھوڑوائے تھے۔۔

ہا ہا ہا۔۔ اُسے دیکھتے فرحان کا خباثت

بھراقمقہ گونجاتھا۔۔

جانب محترم تارا جی۔۔ فرحان تمسخر سے  
بولا تھا۔۔ تارا نے بمشکل ضبط کرتے اپنی  
مٹھی بھینچی تھی۔۔

حکم شاہ سائیں۔۔ وہ اُسکی آنکھوں میں  
اپنی انگارا آنکھوں کو گاڑھتی بظاہر  
مودب انداز میں بولی تھی۔۔

تجھے میں نے ڈیرے پر بلایا تھا تو ائی کیوں  
نہیں۔۔ فرحان اب اپنا لہجہ مدھم کرتا

اُسکے قریب بیٹھتا پوچھ رہا تھا تار انا محسوس

انداز میں پیچھے ہوئی تھی۔۔

اپنے ماننے والوں کو دانہ نہیں ڈالتے شاہ

جی مجرہ دیکھنا ہے یہاںائیں جم جم

دیکھیں۔۔ تار انا نے اپنے دوپٹے سے

اپنے آدھے چہرے کو کور کرتے کہا تھا



جب میں نے کہا تھا کہ ڈیرے پر انا ہے تو  
کیوں نہیں آئی۔۔ فرحان اپنے لفظوں پر  
زور دیتا طیش سے بولا تھا۔۔

میں نے کہا شاہ جی آپ نے تارا کو کیا  
سمجھا ہے۔۔ ہاں۔۔ میں اُن لڑکیوں کی  
طرح نہیں جو چند پیسوں کے لئے آپ  
جیسوں کے نیچے بچھ جائیں۔۔ تارا بھی

بے خوف و خطر غرائی تھی فرحان شاہ

نے دانت پر دانت جمائے تھے۔۔

تارا۔۔ فرحان شاہ کو حد درجہ غصے میں

دیکھ نیلم اور شبّیم بائی نے اسے پکارا تھا

--

ٹھہر جاؤ او۔۔ تارا ہاتھ اٹھے دھاڑی

تھی۔۔

تارا بازار و عورت نہیں جو ڈیروں پر  
جائے اور نوابوں کی محفل سجائے۔۔ تارا  
ہر لحاظ بالائے طاق رکھتے بولی تھی  
فرحان شاہ کی نظروں کے سامنے راتمہ  
ائی تھی وہ بھی تو ایسے ہی شیرنی کی طرح  
دھاڑ رہی تھی فرحان کو نئے سرے سے  
غصہ عود کر آیا تھا۔۔

اچھا ااااا۔۔ تو پھر کیا ہے تُو۔۔ فرحان  
نے اچھا کو استہزایہ انداز میں لمبا کرتے  
پوچھا تھا۔۔

طوائف ہوں طوائف۔۔ جو صرف گاتی  
ہے ناچتی ہے۔ اپنا آپ نہیں بیچتی۔۔  
تارا اُسکی آنکھوں میں دیکھتے ایک ایک  
لفظ چبا کر بولی تھی۔۔ فرحان نے سمجھنے  
والے انداز میں سر ہلایا تھا۔۔ اور اُسکے

نزدیک ہوا تھا تار اپنی جگہ سے ایک انچ  
نہ ہلی تھی۔۔

تو سن طوائف۔۔ اگر تو میرے ڈیرے

پر نہیں گائے گی۔۔ تو کہیں بھی نہیں

گائے گی۔۔ سمجھی۔۔ کہیں۔۔۔ بھی

۔۔۔ نہیں۔۔ گائے گی۔۔ فرحان شاہ

شدید طیش کے عالم میں بولتا لفظ کو

دہراتے اپنے ہاتھ سے نفی کرتا بولا تھا

تار انے گردن اُٹھائے اُسے دیکھا تھا جو

اب کھڑا ہو چکا تھا۔۔

چل او۔۔ فرحان اپنے وفادار گارڈ کو

دیکھ دھاڑا تھا اس کی دھاڑ کو ٹھٹھے کے درو

بام ہلا گئی تھی۔۔ مگر تارا وہ ہنوز کسی

چٹان کی طرح بیٹھی رہی۔۔

تارا یہ کیا کیا تو نے فرحان شاہ سے دشمنی

لے لی۔۔ اب کیا ہو گا۔۔ فرحان شاہ

کے جاتے ہی سب لڑکیاں اُسکے اِرد گرد  
بیٹھتی بولی تھیں تارا نے شبِ نمِ بانی کے بال  
درست کرتے اُنھیں دیکھا تھا شبِ نمِ بانی  
کی آنکھوں میں بھی ڈر کی تحریر واضح تھی

--

کیا ہو گا۔۔ ویسے ہی محفل سجے گی اسی  
طرح مجرہ ہو گا اپنے مقررہ وقت پر۔۔  
دیکھتی ہوں کون روکتا ہے۔۔ تارا دیدہ

دلیری سے کہتی اُن سب پر لرزہ طاری  
کر گئی تھی اب توجو ہونا تھا وہ وقت ہی  
جانے کائنات بھی جیسے اس باب کے  
نئے سرے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔

---

قدسیہ اب جب منسا بیٹی ہماری ہی ہے تو  
نیک کام میں دلیری کیسی۔۔۔؟؟ آفتاب



شاہ نے سنجیدگی سے کہا تھا اس وقت وہ  
اکیلے زنان خانے میں تھے کیونکہ باقی  
سب پنچائیت کے لئے نکل چکے تھے اور  
وہ بھی نہیں چاہتے تھے کہ ابھی کسی کو  
بتائیں اس بارے میں۔۔

جی شاہ جی۔۔ میرے لیے اس سے بڑھ  
کر بات کیا ہو سکتی ہے کہ آپ میری بیٹی

کی رسم کر رہے ہیں۔۔ قدسیہ بیگم اپنے

بھائی کا ہاتھ چومتی بولی تھیں۔۔

تو بس پھر ٹھیک ہے نزدیک کی ہی کوئی

تاریخ رکھ لیتے ہیں کیوں قاسم۔۔

آفتاب شاہ خوشدلی سے کہتے اُنکی رائے

مانگ رہے تھے۔۔

جیسا آپکا حکم شاہ جی۔۔ وہ سر جھکائے  
مسکرا کر بولے تھے اس کے ساتھ ہی  
مبارک باد کا جیسے شور اُٹھا تھا۔۔

---

--

شہسوار شاہ سربراہی پنچائتی کر سی پر بیٹھا  
تھا اُسکے سامنے ہی دائیں بائیں دو  
چار پائیاں تھیں جن پر معزز لوگ بیٹھے

تھے اور سامنے زمین پر سفید چٹائی بچھائی

گئی تھی جس پر پنچائت سے جوڑے

لوگ بیٹھے تھے

پنچائت کا آغاز کریں۔۔ شہسوار کی

روبدار آواز گونجی تھی۔۔

سید بادشاہ میں معمولی کسان ہوں بڑے

شاہ جی کی عنایت پر یہ زمین مجھے ملی تھی

جو میرے خاندان کا قتل اثاثہ ہے۔۔ اسد

شیخ میری زمین پر قبضہ کیے بیٹھے ہیں۔۔  
آپ بتائیں اپنے چار بچوں اور بیوی کی  
کفالت مجھ پر ہے اور ذریعہ وہ واحد زمین  
ہے میں کہاں جاؤں سید بادشاہ۔۔  
فیضان اپنی بات کہتے ہاتھ جوڑے رو دیا  
تھا۔۔۔

شہسوار نے اپنی بیئر ڈپر ہاتھ پھیرتے  
اپنی نظروں کا رخ اسد شیخ کی جانب کیا

تھا جس کا مطلب تھا کہ اب وہ اپنا مدعا

بیان کرے۔۔۔

دیکھو شہسوار۔۔ اہم۔۔۔ سردار

شہسوار شاہ۔۔ شہسوار اُسکی بات نیچ میں

ہی کاٹا درشتگی سے بولا تھا۔۔ مقابل نے

اُسکے جلال پر تھوک نکلا تھا۔۔

جی سردار۔۔ وہ اُسکے اٹیٹیوڈ پر دانت پیتا

صبر کا کڑوا گھونٹ بھرتے بولا تھا۔۔

سب جانتے ہیں یہ میرا قرضدار ہے اس  
نے اپنی بیٹی کی شادی کے لیے مجھ سے  
ایک لاکھ لیا تھا اب سال ہونے کو آیا ہے  
یہ وہ پیسے واپس نہیں کر رہا مجبوراً مجھے یہ  
قدم اٹھانا پڑا۔ اسد شیخ ریلکس انداز میں  
بولا تھا۔

سید بادشاہ میں بیس ہزار انہیں دے چکا  
ہوں۔ فیضان فوراً بولا تھا۔

تو وہ سود تھا۔۔ اب ایسے کون پیسے دیتا

ہے۔۔ جواب دو بدو آیا تھا۔۔

ہمم زمین کتنی مالیت کی ہے۔۔؟؟

شہسوار نے اپنے ساتھ کھڑے مہم جی

سے پوچھا تھا۔۔

شاہ جی یہی کوئی 65 یا 70 لاکھ کی۔۔ وہ

حساب کرتے بولے تھے۔۔



پنجائت کا فیصلہ یہ ہے کہ اسد شیخ فل فور

فیضان طفیل کی زمین واپس کریں گے

-- اور اُنکے پیسے آپکو میں دوں گا باقی

فیضان طفیل سے پیسے لینا ہمارا سر درد

ہے۔۔ شہسوار کے کہتے ایک لاکھ کی

نقدی رقم اسد شیخ کو پکڑادی گئی تھی جس

پر وہ سالم نظروں سے شہسوار شاہ کو دیکھ

رہا تھا۔۔

فیضان طفیل اُسکا شکریہ ادا کرتا اُسکے

پیروں کی ہاتھ لگا رہا تھا۔۔ جس نے اُسے

نئی زندگی دی تھی۔۔

آپ نسل در نسل سخی ہیں۔۔ سخی بادشاہ

۔۔ وہ شہسوار کا ہاتھ چومتا بولا تھا۔۔

سب ہی پنچائت میں اُسکے فیصلے سے

خوش تھے۔۔ شہسوار اُسکا کندھا

تھپتھپاتے اپنی گاڑی کی جانب بڑھا تھا

--

-----

-----

دو دن گزر چکے تھے سب اپنے اپنے  
کاموں میں مصروف تھے قمر شاہ اور منسا  
شاہ کی شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں

--

ارے رائمہ تم ابھی تک تیار نہیں ہوئی

--بی جان اُسکے کمرے میں داخل

ہوتے بولی تھیں رائمہ جی کتابوں میں

گھسی تھی سر اٹھائے اُنھیں دیکھا تھا وہ

سب شادی کی شاپنگ کے لئے جارہے

تھے۔۔۔

نہیں ماما۔۔ میرا فائنل پیپر ہے آپکو پتہ تو

ہے۔۔ میں نہیں جاسکتی۔۔۔ رائمہ کہتی

پھر سے اپنے رجسٹر پر جھکتی لکھنا شروع  
کر چکی تھی۔۔

پر بیٹا سب جا رہے ہیں ایسے میں اکیلے  
کیسے رہو گی۔۔ بی جان پریشانی سے بولی  
تھیں۔۔۔

اوہ ماما یہ میرا اپنا گھر ہے اپنے گھر میں کیسا  
ڈر۔۔ راتمہ کو جیسے اُنکے منطق پر ہنسی آئی

تھی۔۔ بی جان کا دل نجانے کس احساس  
کے چلتے گھبرا رہا تھا۔۔

تم چل لو نہ شاپنگ کیسے کروں گی میں  
تمہاری۔۔ بی جان کسی طرح اُسے لے  
جانا چاہتی تھیں۔۔

مامانسا کا اور میرا سائز سیم ہے آپ لے  
ایسے گاہیلیز مجھے پڑھنے دیں۔۔ وہ کہتی  
پھر پڑھائی میں لگ گئی تھی۔۔ بی جان

گہرا سانس بھرتے ایک نظر اُسے دیکھتے  
کمرے سے نکل گئی تھیں اگر اُنھیں  
معلوم ہوتا کہ کیا قیامت آنے والی ہے تو  
وہ شاید کبھی نہ جاتی۔۔

کیا ہوا بھا بھیائی نہیں راتمہ۔۔ راتمہ کی  
رقیہ بیگم اُنھیں دیکھتے بولی تھیں۔۔  
نہیں وہ پڑھ رہی ہے پیپر ہیں نہ اُسکے  
پر سوں سے۔۔ تم چلو ہم چلتے ہیں اُن

کے کہتے سب اثبات میں سر ہلاتے باہر  
کی جانب بڑھ گئے تھے۔۔

ولی دین۔۔ بی جان باہر اتنی ملازم کو بولا  
رہی تھیں جو انکی پکار پر فوراً آیا تھا۔۔  
جی شانی۔۔ وہ سر جھکائے بولا تھا۔۔

یہ شہسوار اور قمر ادیان سب کہاں ہیں  
۔۔ وہ پورچ خالی دیکھتے بولی تھیں۔۔



وہ تو سائیں ڈیرے پر گئے ہیں وہ مودب

انداز میں بولا تھا۔

ہاں ٹھیک ہے۔۔ وہ کہتی گاڑی میں بیٹھی

تھی اور انکے بیٹھتے ہی ڈرائیور نے گاڑی

آگے بڑھائی تھی۔

---

فرحان شاہ آج دودن بعد حویلی آیا تھا۔

آنکھیں سرخ تھیں وہ ابھی ابھی ڈرگزر

لے کر آیا تھا۔۔

بختور۔۔ بختور۔۔ وہ لاؤنج میں اتا بننا

رکے چیخا تھا۔

جی سائیں۔۔ بختور ابھاگی اتی تھی وہ ایک

عمر رسیدہ خاتون تھی۔۔

یہ سب کہاں ہیں اتنی خاموشی کیوں ہے  
۔۔ فرحان کہتا صوفے پر بیٹھا تھا آنکھیں  
نشے سے بو جھل تھیں۔۔

سائیں سب شہر شاپنگ پر گئے ہیں۔۔  
اُسکے کہتے فرحان نے ایک ایبر و اُچکائی  
تھی۔۔

کیوں۔۔؟؟ وہ کوفت زدہ کہتا اپنا سر  
دائیں ہاتھ سے دبار ہا تھا۔۔

وہ قمر سائیں کی شادی کی تار تخر کھ دی  
ہے تو اسی سلسلے میں۔۔ وہ اُسے دیکھتے  
بولتی اپنی نظریں جھکا گئی تھی۔۔۔  
ہممم۔۔ مطلب سکون ہو گا شام تک شکر  
ہے۔۔ فرحان ہاتھ آسمان کی جانب اٹھاتا  
بولا تھا۔۔

یہ دودھ کس کے لئے لے کر جا رہی ہو  
۔۔؟؟ کچھ دیر بعد بختور اپن سے نکلتی

اوپر کی جانب بڑھی تھی جب فرحان نے  
پوچھا تھا۔۔۔

وہ سائیں رائے بی بی کے لئے وہ پڑھ رہی  
ہیں تو شانی نے کہا تھا۔۔ اور یہ بختور کی  
سب سے بڑی غلطی تھی۔۔ فرحان  
صوفے کی ٹیک چھوڑتے سیدھا ہوا تھا  
آنکھوں میں شیطانی چمک در آئی تھی۔۔  
جب انسان اپنے نفس کی تسکین کے

لیے کسی پاکیزہ کو بے پردہ کرنے کا

سوچے تو اُس وقت کائنات بھی رو پڑتی

ہے جیسے اب رو رہی تھی۔۔

وہ حویلی ہی ہے گئی نہیں۔۔ فرحان نے

خباثت آنکھوں میں بھرے کہا تھا بختورا

نے ایک نظر اُسے دیکھا تھا وہ سن رسیدہ

عورت اُسکے لہجے میں جو محسوس کر رہی

تھیں وہ اُنھیں خوف میں مبتلا کر گیا تھا

--

نہیں سائیں اُنکے پرسوں سے پیپر ہیں تو

پڑھ رہی۔۔ ابھی اُنھوں نے بات مکمل

نہ کی تھی کہ فرحان اُن کے ہاتھ سے

گلاس اُچکتا سیڑھیوں کی سمت بڑھ گیا تھا

۔۔۔ بخنور اُسے اوپر جاتا دیکھتی رہی اور

پھر اس نے اپنا موبائل نکالا تھا۔۔

اللہ شانی جی فون اٹھائیں۔۔۔ بختور اکب

سے اُنھیں فون ملا رہی تھی مگر وہ فون

نہیں اُٹھا رہی تھیں۔۔۔ تبھی اُس نے

ایک اور نمبر ملایا تھا۔۔

ہاں بختور آپا بولیں۔۔۔ شہسوار کی سنجیدہ

آواز اسپیکر سے اُبھری تھی۔۔

سردار۔۔۔ آپ حویلی آجائیں۔۔۔ بختورا

رائٹہ کے کمرے کے دروازے کو



دیکھتی بولی تھی جہاں فرحان داخل ہوتا  
دروازہ بند کر گیا تھا۔۔

خیریت۔۔ سب ٹھیک ہے شہسوار نے

حیرانگی سے پوچھا تھا گھر کی خاتون

ملازمین اُسے کبھی فون نہیں کرتی تھیں

ایسے میں اُنکا فون کر کے بلانا اُسے کھٹکا گیا

تھا۔۔

سردار۔۔ شانی جی اور سب شہر شاپنگ  
کے لئے گئے ہیں اور راتمہ بی بی حویلی  
اکیلی ہیں۔۔

کیوں وہ کیوں نہیں گئی۔۔ شہسوار نے  
اب کی دفعہ سنجیدگی سے پوچھا تھا۔  
وہ بی بی پڑھ رہی ہیں پیپر ہیں اُنکے  
پر سوں سے اور ابھی۔۔

آپا صاف صاف بتائیں کیا بات ہے۔۔  
شہسوار اب کی دفعہ سخت لہجے میں بولا تھا

--

سردار وہ فرحان سائیں اہیں حویلی اور  
وہ راتمہ بی بی کے کمرے میں گئے ہیں۔۔  
اُسکی بات سنتے شہسوار اپنی جگہ سے کھڑا  
ہوا تھا۔۔۔

آپا فور ارائمہ کے پاس جائیں میں آرہا  
ہوں ابھی کے ابھی شہسوار دبی دبی آواز  
میں دھاڑا تھا۔ اور ڈیرے سے بنا کسی  
کو بتائے نکلتا چلا گیا تھا۔

آپا۔ دودھ پیہیں رکھ دیں۔ اور جاتے  
ہوئے دروازہ بند کر دیجئے گا۔ رائمہ  
ہنوز کتاب پر جھکی بولی تھی۔ فرحان  
کے چہرے پر مکرو مسکراہٹ آئی تھی

-- رائمہ اس وقت دوپٹے سے ندارد

وجود لیے لائٹ پنک شلوار قمیض میں

ملبوس کتابوں پر جھکی تھی جس باعث

اُسکا سفید سینا اپنی جھلک دکھا رہا تھا۔

آپا۔ آپ۔۔ رائمہ جو خاموشی محسوس

کرتے بولی تھی سر اٹھائے فرحان شاہ کو

اپنے کمرے میں دیکھتے اُسکی اوپر کی

سائنس اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی تھی۔

کیوں اس حسین وقت میں تم مجھے یاد  
نہیں کر رہی تھی۔۔ وہ مکر و انداز میں کہتا  
اُسکی جانب بڑھا تھا۔۔

فرحان بھائی ا۔۔ آپ جا۔۔ جائیں۔۔

یہاں۔۔۔ سے راتمہ دوپٹہ خود اور

اوڑھتی کپکپاتے لبوں سے بولی تھی۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔ تم نے کہا میں چلا گیا

"how childish "

فرحان اُسکا مذاق اڑاتا اُسکی جانب مسلسل

بڑھ رہا تھا۔۔

آپا۔۔ آپا۔۔ رائمہ اپنی پوری قوت سے

چبھتی تھی۔۔۔۔

ہا ہا ہا چبھو۔۔ چبھو رائمہ شاہ اور اونچا چبھو۔۔

تمہاری یہ چبھیں ہی تو مجھے سکون دیں گی

میرے جلتے دل پر ٹھنڈی پھوار گرائیں

گی۔۔ فرحان ہنستا ہوا بول کر اُس کے

گرد ہاتھ رکھتا اُسے محصور کر گیا تھا۔۔

فرحان بھائی۔۔ خدا کا واسطہ جائیں یہاں

۔۔ سے میرے بھائی۔۔ کو پتہ۔۔

ابے بھائی کیا بھائی کے باپ کو بھی بتا

دے میرا کوئی کچھ نہیں اکھاڑ سکتا۔۔

فرحان دھاڑا تھا۔۔ راتمہ سوکھے پتے کی



مانند لرزا ٹھی تھی رنگت سفید ہوئی تھی

!!! نری سفید۔۔

دیکھیں بھائی میں میں آپکی بہن ہوں۔۔

جیسے نہیام ہے۔۔ پلیز آپ چلے جائیں

۔۔ رائتمہ کو جب لگا کہ اس وقت ہوش

سے کام لینا چاہیے تو وہ مدھم لہجے میں

بولی تھی۔۔

ہاں ہاں۔۔ بلکل۔۔ فرحان تمسخر اڑاتے  
ہنساتھا۔۔

آج تیرا غرور خاک کروں گا تیرا بھائی  
بہت اچھل رہا تھا نہ کہ میں خاک ہوں  
انج اُسی خاک میں اُسکی بہن دفن ہوگی  
۔۔ فرحان نے ہاتھ اُسکے دوپٹے کی

جانب بڑھائے تھے۔۔

فرحان بھائی۔۔ رائمہ روتی چیخی تھی۔۔

کچھ تورشتوں کی لاج رکھیں۔۔ مجھ

چھوٹی سی کو اپنی بیٹی مانتے اپنی گود میں

کھلایا ہے آپ نے اس رشتے کو پامال نہ

کریں کہ کل کو کوئی حوا کی بیٹی آدم کی

اولاد پر یقین نہ کر سکے۔۔ رائمہ اپنا دوپٹہ

کس کر پکڑتی بولی تھی اُسکے لفظوں پر

فرحان کی جیسے روح کا پنی تھی اُسے اپنے

رونگٹے کھڑے ہوتے محسوس ہوئے

تھے۔۔ مگر وہ حوس میں اتنا ڈوبا تھا کہ اپنا

سر جھٹک گیا۔۔

اے عالم بابا کی اولاد۔۔ دماغ نہ خراب  
کر چُپ چاپ اپنا آپ میرے حوالے کر  
دے گی تو درد کم دوں گا اور مزہ زیادہ  
لیکن اگر اکڑ دیکھائے گی تو درد سے مر  
جائے گی اب سوچ لے۔۔ راتمہ کو اُسکی

باتوں سے اپنے کان جلتے محسوس ہوئے  
تھے وہ اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ گئی تھی۔۔  
فرحان بھائی۔۔ نہیں۔۔ فرحان اُسکی  
سنی ان سنی کرتا اُسکے تن سے دوپٹہ کھینچ  
کر اتار چکا تھا۔۔ فرحان اُسکی صُراحی دار  
بے داغ گردن دیکھتا اپنی غلیظ نظریں  
اُس پر جما گیا تھا۔۔

رائمہ اپنے آپکو بچاتی بھاگنے لگی تھی۔۔

جب فرحان اُسے کمر سے تھامتا دیوار کے

ساتھ زمین سے کچھ اوپر اٹھائے اُسکی

گردن پر جھکا تھا۔۔

اہہ۔۔ رائمہ کی دلخراش چیخ کمرے میں

گو نجی تھی۔۔ فرحان اُسکی گردن پر جا بجا

اپنی درندگی کے نشان چھوڑتا اُسے بے

آب مچھلی کی طرح مچلنے پر مجبور کر گیا تھا

--

چھوڑو۔۔ خدا کا واسطہ تمہیں۔۔۔ رائے  
گھٹی گھٹی آواز میں چیختی اُسے واسطے دے  
رہی تھی اُسکے اندر کے شیطان کو روکنے  
کی کوششیں کر رہی تھی مگر وہ کان لپیٹے  
اُسکی گردن پر اپنی وحشت کی چھاپ  
چھوڑتا چلا گیا تھا۔۔

دروازہ کھولے سائیں۔۔ بختورادر وازہ

پیٹتی چیخ رہی تھی اندر سے اتنی آوازیں

اُسکے حواس معطل کر چکی تھیں۔۔

بختور اپنے بی جان کے کمرے میں بھاگی

تھی وہاں سے بمشکل رائتمہ کے کمرے

کی چابیاں ڈھونڈھتی وہ اپنے گھٹنوں کو

گھسیٹتی اوپر بھاگی تھیں۔۔



اہہ۔۔۔ راتمہ نے اُسے پیچھے نہ ہٹا دیکھ  
اُسکی ٹانگوں کے درمیان میں پوری قوت  
سے اپنا پیر مارا تھا جس پر فرحان درد سے  
بلبلاتاز مین پر گرا تھا۔۔۔ راتمہ چیختی  
دروازہ کی جانب بھاگی تھی۔۔۔  
اہہ چھوڑو۔۔۔ فرحان نے اُسکا پاؤں  
پکڑتے اُسے کھینچا تھا راتمہ بیڈ کے پاس  
اپنی ہیل والی جاتی اٹھاتے پوری قوت

سے اُسکے ہاتھ پر مارنا شروع کر چکی تھی  
۔۔ وہ ایسے ہی اُسے پہنتے چیک کر رہی  
تھی اور بعد میں اُسے رکھنا بھول چکی تھی  
پر اُسے کیا معلوم تھا کہ وہ اُسکے اتنا کام  
آئے گی۔۔ رائمہ چیختی مسلسل جوتی سے  
اُسکے ہاتھ پر ضربیں لگا رہی تھیں۔۔  
جس پر بالآخر فرحان اپنے زخمی خون سے  
لت پت ہاتھ کو پیچھے کھینچ چکا تھا رائمہ

اٹھتی روتی دروازے کی جانب بڑھی  
تھی جب کلک کی آواز سے وہ کھلتا چلا گیا  
تھا۔۔

بی بی جی۔۔ بختور اُسے دیکھتی روتے  
ہوئے چیخی تھی رائمہ کا گلا آگے سے  
پھٹ چکا تھا گردن اور گہرائیوں پر  
فرحان کے دانتوں کے نشان تھے جس  
میں سے خون رس رہا تھا۔۔۔۔۔

پوربج میں شہسوار شاہ کی گاڑی ایک  
جھٹکے سے رکی تھی وہ دروازہ کھولتا بنا  
اُسے بند کیے ہی اندر کی جانب بھاگا تھا  
جہاں اوپر سے اُسے چیخنے کی آوازیں آئی  
تھی۔۔ اُسکا دل جیسے سکڑ گیا تھا وہ ایک  
ساتھ دود و سیڑھیاں پھلانگتے اوپر بڑھ  
رہا تھا۔۔

رائمہ بخنورا کو دیکھتی وہاں رکی نہیں تھی

بلکہ چیختی روتی نیچے کی جانب بھاگی تھی

جہاں سیڑھیوں میں اُسے شہسوار

دکھائی دیا تھا۔۔

رائمہ۔۔ شہسوار کے لب آہستگی سے

ہلے تھے وہ اُس کا حلیہ دیکھتے جیسے پاگل ہوا

تھا۔۔

بھائی۔۔۔۔۔ رائمہ چیختی اُسکی جانب

بھاگی تھی اور اُسکے سینے سے لگی تھی

شہسوار نے اُسے اپنے سینے میں چھپایا تھا

اور اوپر دیکھا تھا جہاں فرحان فق رنگت

کے ساتھ اپنی ٹانگوں کو جگڑے کھڑا تھا

--

-----

---

السلام علیکم ریڈرز کیسے ہیں آپ سب جی

تو قسط حاضر ہے اپنا رسپانس ضرور دیجیے

گافی امان اللہ۔۔۔

لحدے عشق

تحریر۔۔ نیہاشاہ۔

قسط نمبر 9

شہسوار شاہ رائمہ کو اپنے حصار میں لیے

بے یقینی سے فرحان کو دیکھ رہا تھا وہ اتنا

گر سکتا ہے اُس نے کبھی سوچا نہ تھا۔

انکھوں میں نمی آئی تھی۔

بھائی۔۔ رائمہ روتی اُسکے حصار میں

مسلسل کانپ رہی تھی اُسکی حالت دیکھتے

شہسوار کی انکھوں میں لہو اُترا تھا وہ اپنی

شال اتارتے اُس پر اوڑھا گیا تھا۔



آپا۔ رائمہ بختورا کے قریب آتے اُس  
سے لیٹی تھی جو اُسے اپنی آغوش میں چھپا  
گئی تھیں۔۔

تمھیں بلکل حیا نہیں آئی فرحان۔۔

شہسوار فرحان کی جانب قدم بڑھاتا

افسوس سے بولا تھا۔۔

میں۔۔ میں۔۔ نے۔۔ فرحان کے پاس

الفاظ نہیں تھے وہ قدم پیچھے اٹھا رہا تھا

ما تھے پر لپینے کے قطرے نمودار ہوئے

تھے۔۔

یہ سب سوچنے سے پہلے تیری روح نہیں

کانپی تیرے ضمیر نے تجھے جھنجھوڑا نہیں

۔۔ شہسوار کی جیسے روح قبض ہوئی تھی

یہ سوچ کر کہ اگر وہ نہ اتا تو۔۔ اس سے

آگے سوچنا ہی سوہان روح تھا۔۔

میں۔۔۔ نے کچھ غ۔۔ غلط نہیں کیا بھائی  
۔۔ میں تو بس پوچھنے گیا تھا کچھ چاہیے تو

۔۔

بکو اس بند کر خبیث انسان۔۔ شہسوار کی  
دھاڑ حویلی کے در و دیوار لرزہ گئی تھی

۔۔

تُو نے میری بہن پر گندی نظر رکھی۔۔  
میری۔۔ اُسکی عزت خراب کرنے کی

کوشش کی۔۔ شہسوار کے لہجے سے لاوا

پھوٹ رہا تھا جیسے وہ لفظ و لہجے سے ہی جلا

کر بھسم کر دے گا۔۔

تجھے خدا کا خوف نہیں آیا کہ تیرا اُس سے

رشتا کیا ہے۔۔ شہسوار نے اپنے اور اس

کے درمیان ایک قدم کا فاصلہ طے

کرتے اُسے گریبان سے پکڑتے دھاڑ کر

کہا تھا فرحان کو اپنے کان پھٹتے محسوس  
ہوئے تھے۔۔

تو۔۔ کہا تھا نہ شادی کروادو جب گھی  
سیدھی اُن گلی سے نہ نکلے تو اُن گلی ٹیڑھی  
کرنی پڑتی ہے۔۔ فرحان اپنا گریبان  
چھوڑواتا غرایا تھا۔۔

سالے خبیث کم ظرف۔۔ شہسوار  
پوری قوت سے چیتادھڑادھڑا اُس پر

برسا تھا فرحان جو پہلے ہی نشے میں دھت  
تھا جو ابی کاروائی کرنے ہی والا تھا جب  
شہسوار کا بھاری ہاتھ اُسکے چہرے پر  
چھاپ چھوڑ گیا تھا۔۔

گندی۔۔ نالی کے۔۔ کیڑے۔۔ تُو نے  
میری بہن پر نظر رکھی۔۔ شہسوار

مسلسل چیختا اُسے مارتا چلا جا رہا تھا فرحان  
میں ہمت نہ تھی کہ وہ اپنا بچاؤ یہ جو ابی

کارروائی کرتا۔۔ شہسوار اُسے گالیاں دیتا

نیچے لایا تھا۔۔

اہہ۔۔ شہسوار نے اپنے بوٹوں کی بھاری

ضربیں اُسکے پہلو سینے اور چہرے پر لگائی

تھیں فرحان چیختا اپنے ہاتھ سے بچاؤ کر

رہا تھا جب شہسوار نے اُسکے ہاتھ تھامے

تھے۔۔

کڑاک۔۔ کی آواز سے فرحان کی چیخ  
گو نجی تھی اُسکے دونوں ہاتھ شہسوار پیچھے  
موڑتا توڑ گیا تھا۔۔

بھائی۔۔ راتمہ اُسے بنار کے اُسے مارتا  
دیکھ آگے بڑھی تھی۔۔  
خبردار آگے اتی تو اس خبیث کو آج میں  
واصل جہنم کروں گا۔۔ جس نے میری  
عزت پر گندی نگاہ ڈالی۔۔ شہسوار کی



گرج گونجی تھی۔۔ رائتمہ کانپتی وہیں

کھڑی پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔۔

تو تو کتہ کہلانے کے لائق بھی نہیں ہے

نمک حر۔۔ ام مسلسل چیخنے سے شہسوار

کا گلابیٹھ چکا تھا مگر وہ اُسے مارتا جا رہا تھا

۔۔ فرحان خون میں لت پت بے جان

ہوا تھا۔۔ شہسوار کی ضربیں مزید بڑھی

تھیں۔۔

تجھ جیسے یونک کو زندہ نہیں رہنا چاہیے  
تیری موت میرے ہی ہاتھوں لکھی تھی  
۔۔ شہسوار دھاڑ کر کہتا اپنی پسٹل نکال  
گیا تھا۔۔ حویلی میں جلتے آتش دانوں  
میں جیسے شیطانیت نمایاں ہوئی تھی۔۔  
بھائی۔۔ نہیں۔۔ رائے چمکتی آگے آئی  
تھی مگر اگلے ہی لمحے حویلی گولی کی آواز  
سے گونج اٹھی تھی ہر شے ساکن ہو گئی

تھی مجسمِ رائمہ جہاں تھی وہیں زمین پر  
بیٹھتی چلی گئی تھی بخنور اکا ہاتھ دل پر گیا  
تھا۔۔ شہسوار نے ایک نہیں بلکہ چار  
گولیاں اُسے ماری تھیں۔۔ ایک دل کے  
مقام پر دو پیٹ میں اور ایک ٹانگ پر  
فرحان ساکت ہو گیا تھا آنکھیں کھلی  
تھیں رنگتِ نچڑھ کر سفید ہوئی تھی۔۔  
قیامت آگئی تھی اور اپنے ساتھ بہت

بڑی تباہی لائی تھی۔۔۔ فرحان کی کھلی  
آنکھیں ساکت چھت پر گر ٹھ گئی تھیں  
۔۔ شہسوار کے قدم اُسے دیکھتے

لڑکھڑاتے۔۔ آنکھوں میں بے یقینی  
ہے بے یقینی در آئی تھی۔۔۔ اُس نے  
ایک نظر اپنے ہاتھ میں موجود پسٹل کو

دیکھا تھا اور دوسری نظر فرحان کے  
مردہ وجود کو چہرے کی رنگت متغیر ہوئی

تھی۔۔ وہ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے بھائی

جیسے کزن کو مار چکا تھا۔۔ شہسوار کی

نظروں کے سامنے اُسکے ساتھ گزرے

پل اتھے۔۔

بھائی۔۔ جو بھی کہہ لیں شہسوار بھائی)

اپنا گھوڑا صرف مجھے دیں گے۔۔ کیوں

بھائی۔۔ 16 سالہ فرحان شہسوار شاہ

کے ساتھ چپکا تھا۔۔ جس پر سب کا حقہ  
گو نجا تھا۔۔

ٹھیک ہے فرحان بھائی آپ گھوڑا لے لو  
مگر میرے بھائی کو تو چھوڑو 9 سالہ راتمہ  
شاہ ناک پھولا بولی تھی۔۔

اچھا تو آپ کیا میری گڑیا نہیں ہو۔۔  
فرحان نے بھی خفگی سے کہا تھا۔۔

میں اپنے بھائی کی گڑیا ہوں۔۔ راتمہ نے

اُسے دیکھتے کہا تھا جس پر فرحان ایبرو

اچکاتا اُسکے پیچھے بھاگا تھا۔۔

ارے ارے بس۔۔ شہسوار نے اُنھیں

بھاگتا دیکھ روکا تھا۔۔

آپ میری گڑیا ہو۔۔ لیکن فرحان میرا

بیٹا ہے۔۔ میرا بازو۔۔ شہسوار نے

فرحان کے ماتھے پر بکھرے بالوں کو

ہاتھ سے سنوارتے کہا تھا جس پر سب  
اُسکا فرحان کے لئے پیار دیکھتے مسکرا  
دیے تھے۔۔ فرحان بھی اُسکے ساتھ لپٹا  
تھا شہسوار نے اُسے اپنے حصار میں لیتے  
اپنی گرفت اُسکے گرد مضبوط کی تھی  
(۔۔)

شہسوار کی آنکھوں کے سامنے یہ سارے  
منظر گھومتے چلے جا رہے تھے۔۔ اُسکی



آنکھوں سے انسوؤں بہے تھے۔۔ وہ

لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ اُسکی

جانب بڑھا تھا اور زمین پر اُسکے پاس بیٹھا

تھا۔۔ شہسوار نے اپنا کپکپاتا ہاتھ اُسکے

چہرے کی جانب بڑھایا تھا۔۔ اور دیکھتے

ہی دیکھتے وہ اُس کے برف جیسے بے جان

وجود کو اپنے حصار میں لے گیا تھا انسوؤں

پلکوں کی باڑ توڑتے بیڑڈ میں جذب

ہوئے تھے وہ کبھی نہ رونے والا عالیشان

مرد پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا اُس نے تو

اُسے پالا تھا وہ کیسے اُسے اپنے ہی ہاتھوں

سے بے درد موت دے چکا تھا وہ اُسے

سمجھا سکتا تھا یا جتنا مارا تھا کافی تھا بڑوں

تک بات پہنچاتا وہ خود فیصلہ کر لیتے مگر

اوہ خدا یا وہ یہ کیا کر گیا تھا وہ اُسے مار چکا تھا

-- افیت ہی افیت تھی -- رائمہ تو سن

تھی اُسکی آنکھوں سے خاموش آنسوؤں  
بہتے چلے جا رہے تھے۔

---

شکر بی جان ساری شاپنگ ہو گئی اب جو  
رہتا ہے وہ یہ مرد لوگ خود لے آئیں گے  
۔۔ نیہام اُن کے ساتھ بیٹھی بولی تھی  
جس پر وہ اُسکا ماتھا چومتی ہنس دی تھی۔

کیا ہوا بی جان۔۔ اُنھیں اپنے دل پر ہاتھ

رکھے دیکھ نہیام نے پوچھا تھا۔۔

ہاں کچھ نہیں بس دل بہت گھبرا رہا ہے

نجانے کیوں۔۔ وہ پریشانی سے بولی

تھیں۔ جب اُسکی گاڑی حویلی میں داخل

ہوئی تھی۔۔

آپ کمرے میں جا کر ریسٹ کریں میں

آپکے لئے ادراک والی چائے لاتی ہوں

-- نیہام اُنھیں سہارا دے کر اتارتی اندر

کی جانب بڑھتے بولی تھی مگر سامنے کا

منظر دیکھتے سب کے قدم زنجیر ہوئے

تھے۔۔ آنکھیں پھٹنے کی حد تک کھلی

تھیں۔۔

ہوئے خدا۔۔ بی جان کائناتی آواز میں کہتی

دیوار تھام گئی تھیں۔۔ رقیہ بیگم اپنے

جوان بیٹے کی لاش دیکھتے اپنے ہوش

کھوتے زمین پر گری تھیں۔۔

امی۔۔ نیہام چیختی اُنکی جانب بڑھی تھی

۔۔ شہسوار نے اپنی بھگی آ نکھیں اُٹھائے

اُنھیں دیکھا تھا بی جان اپنا سینا مسل رہی

تھیں۔۔

ماں۔۔۔ اس سے قبل وہ زمین کا حصہ بنتی  
شہسوار تڑپ کر اُنکی جانب بڑھتا اُنھیں  
تھام گیا تھا۔۔

فر۔۔۔ ہا۔۔۔ فرحان۔۔۔ بی جان بے ربط  
الفاظ ادا کرتی اپنا سینا مسل رہی تھیں۔۔  
شہسوار کے ہاتھوں میں موجود پسٹل ہر  
راز افشاں کر گئی تھی۔۔

ماں۔۔ میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا

م۔۔ مجھ۔۔ سے ہو گیا۔۔ شہسوار نے

اُنھیں تھامتے کہا تھا نہام نے بے یقین

نظروں سے اُسے دیکھا تھا۔۔

منسا نے شل ہوتی ٹانگوں کے ساتھ

آفتاب شاہ کو فون کیا تھا اور پھر جوک در

جوک گاڑیوں کے ٹائر کے چرچرانے کی



آوازیں گو نجی قیامت کا نیا باب لے آئی  
تھیں۔۔۔۔

-----

السلام علیکم ریڈرز کیسے ہیں آپ سب جی  
تو قسط حاضر ہے اپنا رسپانس ضرور دیجیے  
گافی امان اللہ۔۔۔۔

لحدے عشق۔

تحریر۔۔۔۔ نیہاشاہ

# !!! قسط 10

حویلی کے پوربچ میں ٹائر کے چرچرانے  
کی آوازیں گونجی تھیں۔۔ قمر شاہ گاڑی  
سے نکلتا اندھا دھند اندر کی جانب بھاگا  
تھا کہ دس بیلنس ہوتا منہ کے بل گرا تھا  
ہتھیلی زخمی ہوئی تھی۔۔

شاہ۔۔ اُسے گرتا دیکھ قاسم شاہ اور

آفتاب نے پکارا دیان بھی اُسی سمت بھاگا

تھا۔۔ قمر شاہ اُٹھتا اندر داخل ہوا تھا اور

دل کے درد نے زنگ آلود زنجیر کی

طرح جگڑا تھا۔۔ رقیہ بیگم فرحان کو سینے

سے لپٹائے بین ڈال رہی تھیں شہسوار

وہیں سیڑھیوں کے ساتھ سر جھکائے

کھڑا تھا۔۔

بھائی۔۔ ادیان کا پتی آواز میں کہتا فرحان

کی جانب بڑھا تھا اُسے خون میں لت

پت بے جان دیکھ آنکھوں سے انسو

بہے تھے۔۔ قمر شاہ مرے مرے

قدموں کے ساتھ اُسکی جانب بڑھا تھا

نمکین پانی نے سامنے کا منظر دھندلا کیا

تھا۔۔ وہ اپنی آنکھیں آستین سے رگڑتا

اُسکے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔۔

اھ۔۔۔ وہ اسے اپنی آغوش میں لیتا رو  
دیا تھا وہ مضبوط مرد دھاڑیں مار کر رو دیا  
تھا۔ گاؤں کی سر زمین پر لرزہ طاری ہوا  
تھا آوازیں آسمان تلک گئی تھیں۔۔ قمر  
شاہ نے فرحان کو اپنے سے الگ کرتے  
اپنی سرخ آنکھیں کھولی تھیں۔۔۔۔  
کیسے ہوا۔۔ قمر کھڑا ہوتا راتمہ کے قریب  
گیا تھا جس نے اپنی سوجی بھیگی آنکھوں

سے اُسے دیکھا تھا اُسکی حالت ہر بات  
سے واضح پردہ اٹھا چکی تھی مگر وہ پھر بھی  
پوچھ رہا تھا۔۔

میں نے پوچھا کس نے کیا۔۔ اُسکی گرج  
حویلی کو لرزہ گئی تھی سب پر کپکپی طاری  
ہوئی تھی۔۔ قمر شاہ کی آنکھیں جیسے  
خون سے تھیں رگیں اُبھری دُکھ کا پتہ  
دے رہی تھیں۔۔

میں نے۔۔ اور یہاں خاموشی طاری

ہوئی تھی ہوائیں رک گئی تھیں

دھڑکنیں ساکن ہوئی تھیں ادیان نے

رخ پلٹے سرخ آنکھوں سے اُسے دیکھا

تھا جو کتنی آسانی سے کہہ گیا تھا (میں

نے!!)

قمر شاہ نے اُسے دیکھتے نفی میں سر ہلایا تھا

کہہ دے یہ جھوٹ ہے تُو نے نہیں کیا

میں۔۔ میں برداشت کر لوں گا۔۔ اور

اگر یہ سچ نکلا میرا جگر پھٹ جائے گا۔

اُس نے جیسے التجاء کی تھی۔۔

آپ۔۔ بھائی۔۔ کیسے۔۔ آپ نے کیوں

کیا ایسا۔۔ ادیان اُسکے مقابل آیا تھا

شہسوار نے سراٹھائے اُسے دیکھا تھا۔



انکھوں نے کہانی واضح کر دی تھی سچ

ثابت ہوا تھا۔

کیوں۔۔ آپ کے ہاتھ نہیں کانپے

میرے بھائی کو مارتے۔۔ ادیان چختا سکی

جانب بڑھا تھا۔

خبردار۔۔ بڑا ہے تم سے۔۔ قمر نے اُسے

گریبان سے پکڑتے پیچھے کیا تھا۔

ادیان کڑوے گھونٹ بھرتے رک گیا تھا

شہسوار کی آنکھوں میں تکلیف اُبھری  
تھی

شاہ۔۔ آفتاب شاہ نے شہسوار کو اپنی  
جانب متوجہ کیا تھا۔۔

کیسے۔۔ کیوں۔۔ کتنے ہی سوال تھے  
سب کی نظروں میں۔۔

میری بہن پر نظر رکھنے والے کی یہی سزا  
تھی۔۔ وہ اپنے خول میں واپس سمٹ آیا

تھا وہی شان بے نیازی۔۔ وہی سفاکیت  
تھوڑی دیر پہلے والے ملال کی چھوی تک  
نہ تھی۔۔

تُو نے گولی مار دی۔۔ اتنی بڑی سزا۔۔ قمر  
شاہ کا ضبط کا دامن چھوٹا تھا۔۔  
میرا بس چلتا ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا۔۔  
شہسوار نے اپنی انگارا آنکھوں سے اُسے  
دیکھا تھا۔۔

ہممم۔۔ تیرا بس نہیں چلا لیکن میرا چلے  
گا ٹکڑے تو ہوں گے تیرے بدن کے  
ہماری دوستی کے شاہ حویلی کی بنیادوں  
کے۔۔ قمر شاہ نے اپنی پسٹل اُس پر تانتے  
غرا کر کہا تھا۔۔ منظر روح کو دہلا دینے  
والا تھا۔۔ دوسا تھی جُدا ہوئے تھے۔۔  
زمین لرزی تھی آسمان کا نپا تھا۔۔

قمر نہیں۔۔ قاسم شاہ اُسے تھامتے پیچھے  
کرنے کی کوشش کر رہے تھے آفتاب  
شاہ بے دم سا ہوتے صوفے پر ڈھے  
گئے تھے۔۔

چھوڑیں بابا۔۔ اس خبیث کو نہیں  
چھوڑوں گا جس نے میرے پیٹھ میں خنجر  
پیوست کیا۔۔ قمر شاہ نم آواز کے ساتھ

دھاڑا تھا۔۔ یہ لمحات قیامت سے کم نہ  
تھے۔۔

نہیں شاہ۔۔ پیچھے ہٹو۔۔ ادیان پکڑو  
سمجھا لو اسے۔۔ قاسم شاہ نے اُسے قابو  
کرتے ادیان کو کہا تھا۔۔

انکا غرق ہو جانا ہی انصاف ہے بابا۔۔  
ادیان کے لفظوں سے شہسوار کو بے  
موت مار دیا تھا۔۔ وجود جیسے برزخ میں

جل گیا تھا وہ گیلی انکھوں سے اُسے دیکھتا  
گیا جو کراہیت سے اپنی نظریں پھیر گیا  
تھا۔۔ نہام روتی اپنی ماں کو سنبھالنے کی  
کوشش کر رہی تھی بی جان وہیں صوفے  
پر بیٹھی تھیں بے جان ہاتھ اب تک سینا  
مسل رہا تھا۔۔۔۔۔

میرا جوان بیٹا۔۔ مار دیا۔ یہ ظلم کرتے  
روح نہیں کا پی۔۔ رقیہ بیگم اپنے

چہرے پر تھپڑ مارتی پھٹتی آواز کے  
ساتھ چیخی تھیں حویلی اُنکے ماتمی بینوں  
سے ہول اٹھی تھی۔۔

شاہ جی۔۔ نہیں۔۔ قمر شاہ جو بے قابو  
ہوتا شہسوار کی جانب لپکا تھا آفتاب شاہ  
نے اُسکے سامنے ہاتھ جوڑے تھے وقت  
جیسے ٹھہر گیا تھا اذیت سی اذیت تھی۔۔



قاسم شاہ نے تڑپ کر اپنے باپ جیسے

بھائی کے ہاتھوں کو تھاما تھا۔۔۔

میرا قل سرمایہ ہے میرے سفید بالوں

کی طرف دیکھو اپنی دستار تمہارے

قدموں میں رکھتا ہوں۔۔ آفتاب شاہ

کہتے اپنی دستار اتارتے اُسکے قدموں میں

رکھ گئے تھے اس منظر کو دیکھتے جیسے

روح کے بھی رونگٹے کھڑے ہوئے

تھے۔۔

شاہ۔۔ جی۔ قمر نے فوراً انکی دستار اٹھاتے

اُن پردی تھی۔۔ انکھوں سے اشکوں کا

جھرنا بہا تھا۔۔

قمر شاہ مزید کچھ کہے باہر بڑھ گیا تھا تاکہ

جنازے کی تیاری کر سکے۔۔ شہسوار

وہیں پتھر بنا کھڑا رہا۔۔

کلمہء شہادت۔۔۔ اس ہولناک آواز  
کے ساتھ اُسکا جنازہ اُٹھا دیا گیا تھا۔۔ شاہ  
حویلی کی بنیادوں میں زلزلہ آیا تھا۔۔ اج  
خوشی اس حویلی کو اللہ کی امان میں دیتے  
رخصت ہو گئی تھی۔۔ شہسوار نے  
جنازے کو کندھانہ دیا تھا۔۔ نہ ہی قمر اور  
ادیان نے اُسے قریب آنے دیا تھا جنازہ  
اٹھتے ہی واویلے نے دل کو چیر دیا تھا۔۔

-----  
---  
شاہ حویلی میں قتل ہو گیا ہے۔۔ یہ بات

آگ کی طرح پھیلی تھی فرحان کو

دفنانے کے بعد سب چلے گئے تھے

سوائے آفتاب شاہ قاسم شاہ ادیان اور قمر

شاہ کے۔۔ قمر فرحان کی قبر کی مٹی کو

مُٹھی میں دبائے ہوئے تھا۔۔

کاش وہ اتنا ظلم نہ کرتا فرحان جیسا بھی تھا

اُسکے اُسکی اولاد کی طرح تھا۔۔ 22 سال

اُسکے ساتھ گزارے 3 سالوں سے وہ

غلط صحبت میں شامل ہو گیا تھا جب وہ

دوسرے شہر پڑھنے گیا تھا تب سے وہ

ان سب سے بہت دور رہتا تھا مگر قمر کے

لئے وہ ہمیشہ اُسکا بچہ تھا فرحان جتنا

مرضی نشہ کرتا تھا مگر کبھی بڑوں سے بد

تمیزی نہیں کی تھی یہی افسوس تھا قمر کو  
کہ کاش شہسوار اُنھیں بتا دیتا مارتانہ کاش

!!! --

-----

اچھا ہی ہوا مر گیا مردود نہ فاتحہ نہ درود  
-- شبنم بائی کو جب فرحان شاہ کے قتل  
کی خبر ملی تو اس نے نخوت سے کہا تھا۔

اما ایسے نہیں کہو۔۔ جو مر گیا اُسکے اگلے  
جہان کی آسانی کے لیے دعا کرو۔۔ تارا  
نے سنجیدگی سے کہا تھا بے شک اُسے  
کوئی دُکھ نہ ہوا تھا فرحان شاہ کے مرنے  
کا مگر انسانیت کا تقاضا تھا کہ دعائے  
مغفرت کر دیتی۔۔

اگر وہ زندہ رہتا۔۔ تو بھی کسی نہ کسی کے  
ہاتھوں قتل ہو جاتا اچھا ہے اپنے ہی تایا

کے بیٹے نے مار دیا۔۔۔ شبنم بائی ابھی بھی  
نون سٹاپ بول رہی تھیں۔۔۔ تارا اٹھتی  
اپنے کمرے میں آگئی تھی۔۔۔ اُسے کوئی  
دلچسپی نہیں تھی اُنکی باتوں میں۔۔۔



شام کے سائے گہرے ہوئے تھے شہر  
خاموشاں میں مزید خاموشی چھائی تھی



اُٹھو بیٹا۔۔ ہمیں چلنا چاہیے۔۔ قاسم شاہ

نے باری باری ادیان اور قمر کو اٹھایا تھا جو

اپنے انسوؤں صاف کرتے اٹھے تھے اور

ایک نظر اُس من و مٹی تلے سوئے اپنے

وجود کے حصے پر آگے کی منزل کی آسانی

کے لیے دعا کرتے وہاں سے نکلتے چلے

گئے تھے۔۔ رات کی سیاہی نے قبرستان

کے ساتھ ساتھ اُنکے نصیبوں کو بھی اپنی

!!!!!! لپیٹ میں لیا تھا۔۔۔۔۔

-----

شاہ یہ کیا کیا یار تو نے۔۔ دانیال شاہ اُسکے

فارم ہاؤس پر بیٹھا اپنا سر پکڑے بولا تھا

شہسوار صوفے پر بیٹھا سگریٹ لبوں میں

دبائے ہوئے تھا۔۔

کوئی راستہ نہیں تھا۔۔ سب اچانک ہوا

۔۔ شہسوار نے سنجیدگی سے کہتے گہرا

کش لیا تھا۔۔

اف۔۔ تو جانتا ہے اب کیا ہوگا۔۔

دانیال نے اُسکی عقل پر ماتم کیا تھا۔۔

قمر کسی صورت تجھے معاف نہیں کرے

گایہ تو بھی جانتا ہے اور میں بھی۔۔

دانیال نے اُسکے سینے پر تھکی دیتے سنگین

نتائج سے آگاہ کیا تھا۔۔

جانتا ہوں۔۔ شہسوار نے آنکھیں

موندی تھیں۔۔

-----

میں کسی طور اُسے معاف نہیں کروں گا

اُسے سزا مل کر رہے گی۔۔ قمر شاہ اپنی

ماں کو آغوش میں لیے سلگتے لہجے میں بولا  
تھا۔۔

مجھے میرے بچے کا بدلہ چاہئے۔۔ میں  
نے اُسے 9 ماہ اپنے پیٹ میں رکھا پیدا کیا  
پالا مجھے وہی درد جو میرا دل محسوس کر رہا  
ہے اُس کے لیے چاہیے۔۔ مجھے۔۔

میرے۔۔ بچے کا بدلہ چاہئے قمر۔۔ رقیہ

بیگم اُسکا گریبان پکڑتے سوجی انکھوں  
اور بیٹھے گلے کے ساتھ بولی تھیں۔۔  
لوں گا ضرور لوں گا۔۔ شہسوار شاہ کا قتل  
مجھ پر واجب ہے۔۔ قمر شاہ نے غرا کر کہا  
تھا اُسکے لہجے میں موجود طیش ہر حد سے  
گزر کر قیامت برپا کرنے کا ارادہ بتا رہی  
تھی۔۔

شاہ ایسا کیسے کر سکتے ہو۔۔ پولیس کو  
واپس بھیجو۔۔ قاسم شاہ پورچ میں  
پولیس کی گاڑیاں دیکھتے قمر کو غصے سے  
بولے تھے۔۔

آپ تو اپنے بیٹے کا خون بھول گئے پر میں  
اپنے بھائی کا قتل نہیں بھولا۔۔ اور نہ ہی  
اُسے سکھ کا سانس نصیب ہونے دوں گا  
۔۔ شکر ادا کریں پولیس کے حوالے کر

رہا ہوں ورنہ اپنے ہاتھوں سے عبرت  
ناک موت دیتا اُسے۔۔ قمر شاہ نے ایک  
ایک لفظ پر زور دیتے کہا تھا۔۔ آفتاب  
شاہ کندھے جھکائے کھڑے تھے۔۔  
کہنے کو کچھ بچا ہی نہ تھا۔۔

فارم ہاؤس کا ایڈریس ہے گھسیٹ کر لے  
کر جانا۔۔ قمر شاہ نے گرج دار آواز میں



کہا تھا اور پھر پولیس کی گاڑیاں نکلتی فارم  
ہاؤس کی جانب بڑھی تھیں۔۔۔

-----

شاہ یہ کیا ہے کیسی آواز ہے۔۔۔ دانیال  
شاہ نے شہسوار کو دیکھتے کہا تھا اور پھر اٹھ  
کر گلاس وال کی جانب بڑھتا پر دے ہٹا  
گیا تھا۔۔

پولیس۔۔ دانیال نے کہتے اُسے دیکھا تھا

جس کا قہقہہ اگلے ہی لمحے کمرے میں

گونجتا تھا۔۔

وہ مجھے نہیں مار سکتا تبھی پولیس بھجوا دی

۔۔ شہسوار صوفے سے کھڑا ہوتا بولا تھا

۔۔ گلاس وال سے دیکھنے پر معلوم ہوا تھا

کہ پولیس اندر داخل ہو چکی تھی۔۔

کہاں جا رہا ہے میں قمر سے بات کرتا  
ہوں۔۔۔ دانیال اُسے باہر جاتا دیکھ فوراً  
بولا تھا۔۔۔

فائدہ نہیں۔۔۔ شہسوار نے دھیمے لہجے میں  
کہا تھا۔۔۔

بھابھی کا کیا۔۔۔ دانیال کے لفظوں پر وہ  
ساکت ہوا تھا۔۔۔

معلوم نہیں۔۔۔ وہ کہتا باہر بڑھ گیا تھا۔۔۔

سید بادشاہ آپ کے اریسٹ کا حکم ہے۔۔

انسپیکٹر نے سر جھکائے کہا تھا شہسوار

جیسے خدار اور انصاف پسند انسان کو

گرفتار کرنا اُسکے لیے بے انتہا مشکل تھا

۔۔ اُس نے کتنے ہی لوگوں کی مدد کی تھی

ہمم لو۔۔ شہسوار نے اپنے ہاتھ اُسکی

جانب بڑھائے تھے تاکہ وہ ہتھ کڑی پہنا

سکے۔۔

شر مندہ نہ کریں سید بادشاہ۔۔ آپکو ہتھ

کڑی پہنا نامیرے لیے ڈوب مرنے کے

مترادف ہے۔۔ انسپیکٹر نے دو بدوکھا

تھا شہسوار آزر دگی سے مسکراتے آگے

بڑھتا پو لیس جیپ میں بیٹھ گیا تھا یہ منظر

دل کو دہلا گیا تھا کوئی اُسکے پاس نہ تھا کوئی  
بھی نہیں۔۔۔

---

ایک ماہ بعد۔۔۔

بھائی۔۔ نیہام نے قمر شاہ کے کمرے میں  
داخل ہوتے اُسے پکارا تھا جو بیڈ پر لیٹا اپنی  
آنکھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا۔۔

جی گڑیا۔۔ او۔۔ قمر سیدھا ہوتا اُسے اپنے

پاس بلاتا اپنے سینے سے لگائے اُسکا ماتھا

چوم گیا تھا۔۔

بھائی۔۔ نیہام نے بھیگی آواز میں اُسے

پکارا تھا۔۔

کیا ہوا نیہام طبیعت ٹھیک ہے بتاؤ مجھے

۔۔ قمر اُسے ایسے دیکھتے پریشان ہوا تھا۔۔

آپ سے کچھ مانگنے آئی ہو انکار مت کیجئے

گا۔۔ نیہام نے اُسکا ہاتھ تھامتے کہا تھا۔۔

بتاؤ میری جان کیا چاہئے۔۔ قمر نے نثار

ہوتے اپنی بہن کو کہا تھا۔۔

شاہ جی کو معاف کر دیں۔۔ اُسکے لفظوں

پر قمر کا چہرہ سرد و سپاٹ ہوا تھا۔۔

میرے لیے بھائی۔۔ نیہام نے روتے

ہوئے کہا تھا۔۔



محبت خون پر بھاری پڑ گئی کیا۔۔ قمر کے  
لہجے میں طنز نیہام کے اندر تک گڑھ گیا  
تھا۔۔

وہ کتنے ہی لمحے خاموش رہی اور جب بولی  
تو قمر شاہ کی سانسیں تھمی تھیں۔۔  
میرے بچے کے لئے معاف کر دیں بھائی  
۔ قمر شاہ کو فضا میں آکسیجن کی کمی محسوس

ہوئی تھی۔۔۔ نیہام کی آنکھوں سے زار و

قطار آنسوؤں بہے تھے۔۔

قمر شاہ بنا کچھ کہے اٹھتا و اثر و م میں چلا گیا

تھا نیہام اپنا سر ہاتھوں میں گرائے

پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی وہ اُس

سنگدل کے بچے کی ماں بننے والی تھی جو

اُس کی زندگی برباد کر چکا تھا کیا کھیل تھا

!!!! قسمت کا بھی۔۔

السلام علیکم ریڈرز کیسے ہیں آپ سب جی

تو قسط حاضر ہے اپنا رسپانس ضرور دیجیے

گافی امان اللہ

لحدے عشق

تحریر۔۔ نیہاشاہ

قسط نمبر 11

شہسوار شاہ سید کسراں کے ضلعی تھانے

میں تھا اب تک اُس سے ملنے کے لئے

کوئی نہ آیا تھا وہ بیٹھا سب سوچ رہا تھا

جب جیلر آیا تھا۔۔

سردار صاحب آپکی ضمانت ہو گئی ہے۔۔

آجائیں۔۔ اُسکی بات شہسوار نے چونکتے

ہوئے اُسے دیکھا تھا۔۔

ضمانت کس نے کی۔۔؟؟ لہجے میں بے

یقینی تھی۔۔

میں نے۔۔ قاسم شاہ کی آواز پر شہسوار  
نے اٹھتے ہوئے اُنھیں دیکھا تھا اور پھر  
سر جھکا گیا تھا۔۔

چلو۔۔ وہ کہتے باہر کی سمت بڑھ گئے تھے  
شہسوار بھی اُنہی کی تقلید میں بڑھا تھا  
ہے جانب چرچا تھا کہ شہسوار شاہ کی  
ضمانت ہو گئی ہے۔۔

فارم ہاؤس کے کمرے میں موجود قمر شاہ

پورے کمرے کا نقشہ بگاڑ چکا تھا وہ ہر چیز

تباہ کرتے بھی سکون نہ پارہا تھا۔

میں نہیں چھوڑوں گا اُسے۔۔ میرے

بھائی کا خون اتنا سستا نہیں تھا شہسوار شاہ

۔۔ وہ اپنی پوری قوت سے چیختا ڈریسنگ

ٹیبیل پر پڑی ہر چیز زمین بوس کر گیا تھا

آنکھوں میں کرب کے آنسو تھے۔۔

اہہ۔۔۔ وہ اپنے بال نوچتا چیختا جا رہا تھا  
فارم ہاؤس اُسکی دل دہلا دینے والی چیخوں  
پر جیسے دم سادھ گیا تھا خاموش دیواروں  
سے ہنسی کی آوازیں گونجتی اُسکی بے بسی  
کا مذاق اڑا رہی تھیں۔۔۔

-----

شہسوار شاہ قاسم شاہ کے ساتھ ہی حویلی  
میں داخل ہوا تھا زنان خانے میں اس

وقت ادیان اور قمر شاہ کے علاوہ سب

موجود تھے۔۔

میرا بچہ۔۔ بی جان اُسے دیکھتے تڑپ کر

اُسکی جانب بڑھی تھیں اور اُسکا ماتھا چوما

تھا۔۔ یہ منظر دیکھتے رقیہ بیگم جگر کٹ کر

رہ گیا تھا۔

کیا جواب دیں گے شاہ محشر میں اپنے بیٹے

کو۔۔ رقیہ بیگم قاسم شاہ کی جانب بڑھتی



افیت سے چور لہجے میں بولی تھیں  
شہسوار سمیت سب نے اُنھیں دیکھا تھا  
نیہام کی آنکھوں سے موتی بہتے بے مول  
ہوئے تھے وہ خود بھی تو ایک بے مول  
شے ہی تھی۔۔

میرا 25 سالہ جوان بیٹا میں نے اُسکا چہرہ  
کفن میں لپیٹا دیکھا ہے اور یہ ایک مہینہ  
بیٹا دور رہا تو کیسے اُسکا چہرہ چومتی جا رہی

ہیں میرا درد نظر نہ آیا آپکو۔ وہ روتی  
قاسم شاہ کا گریبان پکڑے بولی تھیں

--

مجھے معاف کر دیں چچی جان۔۔ چٹاخ  
۔۔ اور اس آواز کے ساتھ رقیہ بیگم کا  
زناٹے دار تھپڑا سکے گال کا حصہ بنا تھا  
باقی عورتوں نے اپنا دل تھاما تھا۔۔

میرا بیٹا مار کر معافی مانگتا ہے تیری معافی  
سے میرا فرحان واپس آ جائے گا بول۔ وہ  
ایک ساتھ اُسکے چہرے پر تھپڑ مارتی چیختی  
چلاتی رہیں شہسوار چپ چاپ کھڑا مار  
کھاتا رہا۔۔

اللہ۔۔ وہ تھک کر اپنے آپ کو پیٹتی زمین  
پر بیٹھتی چلی گئی تھیں اُنکے بیٹے کا قاتل  
اُنکی دنیا اجاڑ کر کھلے عام دندنا پھر رہا تھا

اپنی نظروں کے سامنے اُسے دیکھنا کتنا  
تکلیف دہ تھا کوئی پوچھتا اُنکی ممتا سے۔۔  
ماں۔۔ نیہام نے روتے ہوئے اُنھیں  
تھاما تھا اور دونوں ایک دوسرے کے  
گلے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رودی تھیں  
حویلی اُنکے بینوں سے زرنہ اٹھی تھی  
شہسوار ایک نظر اُن سب کو دیکھتا اوپر  
اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا اس کی

نظروں میں بے نیازی تھی اُسے جو ملال  
تھا بھی وہ بھی کہیں دور جا سویا تھا اُس  
کے نزدیک وہ اسی کا حقدار تھا جو انسان  
کسی کی بہن بیٹی کی عزت نہ جانے اُس کا  
غم بھی بھلا کیسا غم شہسوار کی نظروں  
سے ہر پشیمانی کی دُھند ہٹتی چلی گئی تھی  
۔۔ نیہام نے افسوس سے اُسے دیکھا تھا  
جو اُسکے بھائی کو مارنے کے بعد ذرا

شرمندہ نہ تھا۔۔ ساتھ ہی اُسکے بے تاثر  
انداز پر غصّہ عود کر آیا تھا۔۔ نیہام اپنی  
ماں کو سہارا دیتی اُنکے کمرے میں لے گئی  
تھی۔۔ پیچھے بی جان اور آفتاب شاہ بچے  
تھے جھکے سر اور ڈھلکے کندھوں کے  
ساتھ آفتاب شاہ عمر سے زیادہ بزرگ  
دکھ رہے تھے۔۔

شاہ جی۔۔ بی جان نے اُنکے کندھے پر

ہاتھ رکھتے اُنھیں پکارا مگر اُنکی بھیگی

آنکھوں کو دیکھتے اُنکے دل پر قیامت

گزری تھی آج پہلی بار آفتاب شاہ کی

آنکھیں نم تھیں۔۔

آپکو بھی شہسوار قصور وار لگتا ہے۔۔

اُنھوں نے روتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

نہیں جانتا ہوں اُسکی جگہ کوئی بھی ہوتا تو  
وہی کرتا جو اُس نے کیا مگر کیا کروں اپنے  
بھائی کی آنکھوں میں جب جوان اولاد کا  
کرب دیکھتا ہوں تو زمین میں جیسے دھنستا  
چلا جا رہا ہوں۔۔ اُسکا احسان رہا۔۔ بہت  
بڑا احسان۔۔ اُنھوں نے بھگی آواز میں  
کہتے حویلی کے در و بام پر لڑا طاری کیا  
تھا 57 سالہ آفتاب شاہ کو یہ در و دیوار



پہلی مرتبہ ٹوٹا بکھرتا دیکھ رہی تھیں ہر  
سو غم کے سائے گہرے ہوئے تھے کالی  
راتوں نے پیٹے میں لینا شروع کر دیا تھا

--

-----

تقریباً آدھی رات کے قریب نیہام  
کمرے میں داخل ہوئی تھی شہسوار بیڈ  
کراؤن سے ٹیک لگائے سگریٹ لبوں

میں دبائے ہوئے تھانہام اُسے بنا دیکھے

الماری کی جانب بڑھتی سوٹ کیس

نکالتے اپنے تمام کپڑے اُس میں رکھ

رہی تھی شہسوار اُٹھتے اُسکی جانب بڑھا

تھا اور اُس کی پشت اپنے سینے سے لگاتے

اپنا چہرہ اُسکی گردن میں چھپایا تھانہام

سٹک ہوئی تھی آنکھوں میں خون لہرایا

تھا۔ اُس نے ایک جھٹکے سے اپنا آپ

اُس سے چھوڑ دیا تھا۔

نیہام۔۔۔ شہسوار نے اُسے پکارتے اپنی

جانب کھینچنا چاہا تھا جب نیہام نے مڑتے

ہوئے اپنے نازک ہاتھ کا تھپڑا سکے گال

پر رسید کیا تھا شہسوار جہاں تھا وہی مجسم

ہوا تھا آنکھوں میں بے یقینی کے ساتھ

ساتھ غصے لہرایا تھا۔

کیا سمجھا ہے مجھے ہاں۔۔۔ نیہام اُسکے سینے  
پر زور سے مارتی چیخی تھی۔

اپنے بھائی کے قاتل کے ساتھ یہاں  
ایک کمرے میں رہتے اُسکی حوس  
برداشت کروں گی تو یہ بھول ہے آپکی  
۔۔۔ نیہام دُکھتے گلے کے ساتھ چیخی تھی

---

اس بد تمیزی کا مقصد۔ شہسوار نے

دانت پر دانت جمائے پوچھا تھا۔

ہا ہا ہا۔ مقصد۔ اتنی جلدی بھول گئے

ابھی تو میرے بھائی کا کفن بھی میلہ نہیں

ہوا ہو گا اور آپ ابھی سے بھول گئے۔

نیہام نے اُسکے سینے پر زوردار ضرب

دیتے کہا تھا۔

وہ اسی کا حقدار تھا اُس کا کفن کیا وہ خود اتنا  
میلہ تھا کہ دھونے سے بھی نہ دھلتا۔۔  
شہسوار بھی ہتھ سے اُکھڑا تھا اُن سب  
کی باتیں اور نظریں اُس کا دماغ خول رہی  
تھیں۔۔

شرم کریں زندہ کو تو بخشا نہیں کم از کم  
مرے ہوئے کو تو چین لینے دیں۔۔  
نیہام اپنے بھائی کے لئے اُسکے الفاظ سنتے

پاگل ہوئی تھی شہسوار نے استہزاء سے  
اُسے دیکھا تھا۔

اُسکے مقدر میں یہی تھا میں نہیں تو کوئی  
اور یہ کام کر دیتا مگر ہونا اُس نے قتل ہی  
تھا جیسی گندی غلیظ حرکتیں اُسکی تھیں  
۔۔ شہسوار نے اُسے بازو سے پکڑتے غرا  
کر کہا تھا اُسکی سخت گرفت پر نیہام کو  
اپنے بازو ٹوٹتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔

سمجھ گئی پار سا انسان۔۔ نیہام نے اُسی  
کے انداز میں کہا تھا شہسوار نے ایک  
جھٹکے سے اُسے کسی اچھوت کی طرح خود  
سے دور ہوئی تھا اُسکے بے رحم انداز پر  
نیہام کا ہاتھ اپنے پیٹ پر گیا تھا وہ اپنا  
سوٹ کیس اٹھاتی باہر کی جانب بڑھی  
تھی۔۔



خُدا بھی آپکو معاف کر دے نہ تو میں  
کبھی نہیں کروں گی۔۔ نیہام کے لہجے  
میں ٹوٹے کالج کی کرچیاں تھیں شہسوار  
نخوت سے سر جھٹک کر رہ گیا تھا نجانے  
کیوں وہ لوگ سمجھ نہیں پارہے تھے اپنی  
بہن کو اس حال میں دیکھتے وہ آپے سے  
باہر ہو گیا تھا اور ویسے بھی اتنے کوئی  
اچھے کر توت بھی نہیں تھے اُسکے کہ یہ

لوگ ایسے کریں یہی لوگ تھے جنہوں  
نے اُس سے جینا مرنا ختم کر دیا تھا جب  
پہلی بار اُس نے زنا کیا تھا اور آج یہی وہ  
سب تھے جو اشکوں کی ٹینکیاں بہا رہے  
تھے۔۔۔ رات قطرہ قطرہ بستی جا رہی تھی  
نئی صبح اپنے ساتھ نئے آغاز لانے والی  
تھی

---

ہائے بیچارے شاہ جی۔۔ اُنھوں نے تو  
اچھا ہے کیا تھا دھرتی سے بوجھ کم ہوا مگر  
کعبخت یہ لوگ کیسے ہیں۔۔ شبِ نیم بانی  
اپنے بستر پر بیٹھی حکہ پیتے بولی تھی تارا  
وہیں اُسکے قریب بیٹھی تھی۔۔

سہی کہا اُما بھلا اُن سے سخی اور اچھا انسان  
کون ہو سکتا ہے۔۔ تارا کے لہجے میں  
شہسوار کے لیے احترام تھا۔۔

ہاں نایاد نہیں کیسے ہماری مدد کی تھی اپنی

جان پر کھیل کر۔ شبِ بنم بانی کے کہنے پر

تارِ آنے سرِ اثبات میں ہلایا تھا۔

بس آرزو ہے اُس سید بادشاہ کا دیدار ہو

جائے اک بار۔۔ تارِ آنے سرِ گٹھنے پر

رکتے حسرت سے کہا تھا۔

وہ پاک اور ہم خاک وہ کہاں ان بدنام

گلیوں میں آئیں گے اُنکی شان نہیں یہ

-- شبنم بائی نے اُسکے بالوں کو سہلاتے

کہا تھا

خدا ہر چیز پر قادر ہے اما اگر میرے

نصیب میں اُنکا دیدار ہوا تو وہ ضرور آئیں

گے۔۔۔ تار اُنے مضبوط لہجے میں کہا تھا یہ

جانے بغیر کے اُسکی صدا عرش تک جا

پہنچی تھی اب دیکھنا یہ تھا کہ قسمت کیسے

کب اُسے دیدار نصیب کرتی ہے کیسے وہ  
ان گلیوں تک کی راہ طے کرتا ہے۔۔

---

السلام علیکم ریڈرز کیسے ہیں آپ سب جی

تو قسط حاضر ہے اپنا اچھا سار سپانس دیجئے

گافی امان اللہ

لحدے عشق

تحریر۔۔ نیہاشاہ

## قسط نمبر 12

صبح ناشتے کی ٹیبل پر سب موجود تھے  
سوائے شہسوار شاہ کے سب اپنے اپنے  
ناشتے میں مصروف تھے وہ پہلے جیسی  
بشاشیت ڈھونڈھنے سے بھی نہ مل رہی  
تھی۔۔

السلام علیکم۔۔ سب ناشتے میں مصروف  
تھے جب زنک کلر کی شلوار قمیض پہنے

شہسوار شاہ ڈاننگ ہال میں داخل ہوا تھا  
اسے وہاں دیکھتے سب کی نظریں قمر شاہ  
کی جانب اٹھی تھیں جس کی ہاتھوں کی  
رگیں پھول چکی تھیں اُسکی آنکھوں میں  
ایسے جلن ہوئی تھی جیسے زخموں کو کسی  
نے کرید کر نمک چھڑک دیا تھا۔

شہسوار نے رک کر ایک نظر اُسے دیکھا  
تھا سپاٹ نظر اور دوسرے لمحے وہ کرسی



پر بیٹھ چکا تھا قمر شاہ نے اپنے سامنے  
پڑے کانچ کے گلاس کو زمین بوس کیا تھا  
سب ہی دہلتے ہوئے اپنی اپنی جگہ سے  
کھڑے ہوئے تھے سوائے شہسوار شاہ  
کے وہ ہنوز سپاٹ ریکشن لیے بیٹھا تھا جو  
مقابل کے تن بدن میں آگ لگا رہا تھا وہ  
کیسے اُن سب کی زندگی جہنم بنا کر اتنا  
ریلکس تھا۔۔ شہسوار اور قمر اپنی آنکھیں

ایک دوسرے کی آنکھوں میں گاڑھے  
ہوئے تھے ایک کی آنکھوں میں انتقام کی  
آگ جل رہی تھیں اور دوسرے کی  
نظریں ہر احساس سے عاری تھیں۔۔  
شاہ بیٹھ جاؤ۔۔ اُسے خون خوار نظروں  
سے شہسوار کو دیکھتا پا کر قاسم شاہ نے  
اُسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے سنجیدگی سے  
کہا تھا۔۔

یہ۔۔۔ یہاں کیا کر رہا ہے۔۔۔ قمر نے  
غُراہٹ بھرے لہجے میں کہتے قاسم شاہ  
کو دیکھا تھا۔۔۔

بھول رہے ہو یہ میرا بھی گھر ہے۔۔۔  
شہسوار نے کُرسی سے پشت ٹکاتے آرام  
دہ انداز میں کہا تھا

بکواس بند کر اپنی سالاے۔۔ قمر شاہ اُس  
کے جواب پر سیخ پا ہوتا ٹیبل پر ہاتھ مارتے  
دھاڑا تھا۔۔

سب پر لرزہ طاری ہوا تھا انھیں آمنے  
سامنے دیکھتے بدن پسینے سے تر ہوئے  
تھے۔۔

ٹھنڈ رکھ اور بیٹھ جا۔۔ شہسوار نے اُسکے  
غصے کا نوٹس لیے بغیر اپنی پلیٹ میں ناشتہ

ڈالتے کہا تھا قمر شاہ کو اپنا سر پھٹتا محسوس

ہوا تھا

یا اللہ۔۔ قمر نے شہسوار کے سامنے

پڑے تمام برتنوں کو زمین بوس کیا تھا

جس پر ساری عورتوں کی آوازیں بلند

ہوئی تھیں۔۔

واہ میرے بھائی کے قاتل کتنے آرام سے

بیٹھا ہے نہ لیکن اب اُلٹی گنتی شروع کر

دے کیونکہ تیرا برا وقت شروع۔۔ ٹک

ٹک ون ٹک ٹک ٹو۔۔ قمر شاہ نے اُسکی

کرسی پر جھکتے ایک ایک لفظ چبا کر کہا تھا

آنکھوں میں خون کی دھار تھی شہسوار

کی آنکھوں میں درد و کرب اُبھرا تھا کیا یہ

وہی انسان تھا جو کہتا تھا شہسوار پوری دنیا

ایک طرف ہوا اور تو ایک طرف تو قمر

شاہ ہمیشہ تیری جانب ہو گا اُسکی آنکھوں

میں نمی اُبھری تھی جسے وہ ضبط کر گیا تھا

شاہ اللہ کا واسطہ بس کرو پیٹا میرا تھا میں

نے کر دیا خون معاف بات ختم۔۔ قاسم

شاہ قمر کے سینے پر ہاتھ مارتے اب کی

دفعہ دھاڑے تھے۔۔

قمر شاہ نے بے یقینی سے اپنے باپ کو

دیکھا تھا۔۔

وہ میرا بھائی بھی تھا بابا۔۔ قمر کی آواز  
پستی سے آتی معلوم ہوئی تھی دردِ جگر  
نے بولنے نہ دیا تھا سب ہی عورتوں کی  
رونے کی آوازیں گونج رہی تھیں۔۔  
رقیہ بیگم بے جان مورت کی طرح بیٹھی  
تھیں صدمہ اتنا گہرا تھا کہ آنکھوں سے  
انسوں تک خشک ہو گئے تھے۔۔



تمہارا بھائی ہونے سے پہلے وہ میرا بیٹا تھا

میرے خون سے سینچا میری اولاد

-- قاسم شاہ نے اپنے سینے پر ضرب

مارتے لمحے کا توقف لیا تھا

میں نے معاف کیا۔۔ قاسم شاہ کی آواز

کانپی تھی وہ اپنے بھائی کی اولاد پر اپنا بیٹا

قربان کر گئے تھے قمر شاہ ٹوٹ گیا تھا دل

کرچی کرچی ہوا تھا۔۔

ماما۔۔ رقیہ بیگم وہیں کُرسی پر ہی اپنے  
ہوش کھوتے زمین پر گری تھی۔۔ سب  
اُنکی جانب لپکے تھے قمر شاہ آگے بھی نہ  
بڑھ سکا تھا سانسیں مقفل ہو گئی تھیں  
سب اُنھیں لیے کمرے میں بھاگے تھے  
نیہام وہیں زمین پر بیٹھتی چہرہ ہاتھوں میں  
چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی قمر

شاہ کے لئے وہاں رکنا محال ہوا تھا وہ اپنا

سینا مسلتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا

نیہام۔۔۔ شہسوار نے آگے بڑھتے اُسے

تھا منا چاہا تھا جب وہ بدک کر اُس سے

دور ہوئی تھی آنکھوں میں نفرت اور

کدورت لیے نیہام نے اُسے دیکھا تھا

شہسوار کو اُسکی نظریں اپنے وجود کے

اندر تک اُترتی محسوس ہوئی تھیں کچھ

چھنا کے سے ٹوٹا تھا اُسکے اندر۔۔

میرے قریب بھی مت انا۔۔ اپنے ان

گندے ہاتھوں سے خبردار مجھے چھوا جن

پر میرے بھائی کا خون لگا ہے۔۔ قاتل ہو

تم میرے بھائی کے ہماری خوشیوں کے

۔ نیہام اپنے بال نوچتے چیخی تھی چیخ چیخ

کر گلا بیٹھ گیا تھا مگر وہ پھر بھی اپنے دُکھتے

گلے کو ہاتھوں سے تھامے چیخ رہی تھی

--

اگر میری ماں کو کچھ ہو انہ تو میں کبھی  
آپ کو معاف نہیں کروں گی شہسوار کبھی  
بھی نہیں۔۔۔ نیہام نے ہچکیوں کے  
درمیان بمشکل کہا تھا شہسوار کے لبوں پر  
استہزاء بھری مسکراہٹ آئی تھی کل  
تک یہی دونوں بہن بھائی تھے جن کے

لیے وہ اُنکی جان سے بڑھ کر تھا اور اب  
کیسے جذبات اور احساس کی نیہ پلٹ گئی  
تھی شہسوار اُسے اُسکے حال پر چھوڑتا اٹھتا  
حویلی سے نکل گیا تھا۔۔ پیچھے نہام اپنے  
نصیب کو روتی رہی۔۔۔

---

دودن بعد۔۔۔

رقیہ بیگم کی حالت اب بہتر تھی وہ اپنے  
کمرے میں موجود تھیں۔۔

شاہ جی آپکو بڑے شاہ جی نے مردانے  
میں بلایا ہے۔۔ ملازمہ نے ادب سے کہا  
تھا جس پر قاسم شاہ سر ہلاتے اٹھتے  
مردانے کی جانب بڑھ گئے تھے۔۔

جی شاہ جی بلایا آپ نے۔۔ وہ اُن کے  
سامنے کھڑے ہوتے بولے تھے آفتاب

شاہ بیڈ پر لیٹے تھے جب اُنکی جانب  
نظریں کی تھیں۔

کیا غصہ ہو مجھ سے میں معافی مانگتا  
ہوں۔۔ اُنکی بات پر وہ تڑپ کے اُنکی  
جانب بڑھے تھے اور اُنکی بات مکمل  
ہونے سے پہلے ہی اُنکے سینے سے جا لگے  
تھے۔۔۔



شرمندہ نہ کریں شاہ جی۔۔ باپ معافی  
مانگتا اچھا نہیں لگتا۔۔ وہ اُنکے ہاتھ اپنے  
ماتھے سے لگاتے بولے تھے۔۔

ہمم میں چاہتا ہوں کل تم قمر اور ادیان کو  
لے کر ہمارے پیروں کے دربار آؤ۔۔  
اؤ گے نا۔۔؟؟ آفتاب شاہ نے پہلے اپنی  
خواہش بیان کی تھی پھر ایک اُمید  
آنکھوں میں لیے پوچھا تھا۔۔

آپ حکم دیں بھائی۔۔ ضرور ائیں گے  
۔۔۔ قاسم شاہ نے اُنکا کندھا تھپتھپاتے  
یقین دلایا تھا اب کل کو نسی قیامت لانے  
والا تھا اُسکا انتظار تھا



قاسم شاہ ادیان اور قمر شاہ کے ساتھ  
در بار میں داخل ہوئے تھے وہ بہت  
مشکل سے اُن دونوں کو لے کر آئے

تھے سامنے ہی شہسوار اور آفتاب شاہ

بیٹھتے تھے ساتھ گاؤں کے 3 معزز

بزرگ موجود تھے قمر شاہ اپنی لہورنگ

آنکھوں سے شہسوار کو دیکھتا اپنی جگہ پر

بیٹھا تھا ادیان کا بھی کم و بیش یہی حال تھا

-- آفتاب شاہ نے اُنھیں دیکھتے گہرا

سانس بھرتے بات کا آغاز کیا تھا

دیکھو-- قاسم تم میرے

چھوٹے بھائی بھی ہو اور اولاد بھی شہوار

اپنی سزا کاٹ کر آچکا ہے اب تم سے

معافی مانگنا باقی ہے۔۔ آفتاب شاہ کی

دھیمی آواز گونجی تھی

تمہیں اپنے پیروں کے دربار پر بلانے کا

مقصد یہی ہے کہ۔۔۔ جو لڑائی شروع

ہوئی تھی وہ زمین جائیداد کے عوض

اختتام پذیر کرتے ہیں۔۔۔ آفتاب شاہ

نے اُنھیں دیکھتے اُمید سے کہا تھا وہاں  
موجود سب کو گویا سانپ سونگ گیا تھا  
جب قمر شاہ ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا  
تھا۔ ادیان نے بھی مٹھی بھینچی تھی  
سب سمیت شہسوار شاہ نے بھی گردن  
اُٹھائے اُسے دیکھا تھا وہ کتنا بلند لگ رہا  
تھا۔۔۔ تم کہاں جا رہے ہو۔۔۔؟؟ قاسم  
شاہ نے قمر شاہ کو دیکھتے پوچھا تھا جس کی

آنکھیں لہو بہانے کے قریب تھیں۔۔  
سب اُسے طیش میں دیکھتے کھڑے  
ہوئے تھے۔۔ سوائے شہسوار شاہ  
کے !! وہ دونوں اپنی آنکھیں ایک  
دوسرے میں گاڑھے ہوئے تھے کیا کیا  
احساسات نہیں تھے اُس لمحے بچپن کی  
یادیں جنونی یارانہ۔۔ سب یادیں ایک  
ساتھ دونوں کے دماغ میں حملہ آور ہوئی

تھیں شہسوار کی آنکھوں میں بے بسی اور

اُمید تھی جبکہ مقابل کی آنکھیں سرد

برف جیسی تھیں اور پھر اس خاموش

فضاء میں دل چیر دینے والے الفاظ

گو نختے سب کو ساکت کر گئے تھے

بابا۔۔ اگر ایک انسان کی جان کی قیمت

زمین اور قلعے ہیں۔۔ تو میرے حصے کی

ساری جائیداد ان کے نام کر دیں وہ رکا

تھاسب کی سانسیں رکی تھیں میں  
شہسوار شاہ کو اپنے ہاتھوں سے ماروں  
گا۔۔ یہ میرا وعدہ ہے۔۔۔ قمر شاہ کے  
الفاظ ادا ہوئے تھے وہاں شہسوار شاہ  
ٹوٹ گیا تھا آواز آسمان کی بلندی تلک گئی  
تھی دونوں کی آنکھیں اب تک ایک  
دوسرے میں گرڑھی تھیں۔۔ وقت نے  
سفاکیت سے اپنا داؤ بیچ کھیلا تھا چور ہے



پر آتے راستہ بدل لیا گیا تھا اذیت سی  
اذیت تھی شہسوار نے اپنی جلتی آنکھیں  
پیچی تھیں جلن سواحد ہوئی تھی وہ اپنی  
آنکھیں کھول گیا قمر شاہ وہاں سے جا چکا  
تھا ساتھ ہی اپنی مٹھی میں دبائے اُسکی  
سانسیں بھی لے کر چلا گیا تھا شہسوار  
نے اپنا سینا محسوس انداز میں مسلتے اپنی

قمیض کے اگلے دو بٹن کھولے تھے قاسم

شاہ ایک نظر اپنے بھائی کو دیکھا تھا۔۔

اپنی چاچی سے معافی مانگ لو۔۔ اُنھوں

نے دھیمے لہجے میں کہا تھا اور وہاں سے

نکلتے چلے گئے تھے۔۔

شہسوار آفتاب شاہ کے ساتھ حویلی

واپس آتا اُنکے اور قاسم شاہ کے ہمراہ رقیہ

بیگم کے کمرے میں داخل ہوا تھا جو اُسے

دیکھتے نفرت سے اپنا چہرہ موڑ گئی تھیں

--

چچی جان۔۔ شہسوار نے اُنکے قریب بیڈ

پر بیٹھتے اُنکے گٹھنے پر ہاتھ رکھتے اُنھیں

پُکارا تھا۔۔

مت کہو مجھے چچی مر گئی میں تمہارے

لیے اور تم میرے لیے۔۔ وہ چیخ کر بولی

تھیں حویلی میں داخل ہوتے قمر شاہ اور

ادیان اُنکے کمرے کی جانب بھاگے تھے

--

مجھے معاف کر دیں وہ سب بے اختیاری

میں ہوا تھا۔۔ شہسوار نے سراٹھائے

اُنھیں دیکھتے کہا تھا لہجہ کہیں سے بھی

پشیمان نہ تھا۔۔

تیری معافی سے میرا بیٹا واپس آ جائے گا

ہاں۔۔ وہ اُسکا گریبان پکڑتے جتنی بلند

آواز میں چیخ سکتی تھیں چیخی تھیں۔۔

قاسم شاہ نے اُنھیں تھاماتھا

میرے کلیجے کو نوچ دیا ہے اس نے کس

حق سے یہ میرے پاس آیا ہے اسے

بولیں چلا جائے

وہ زار و قطار روتی بولی تھیں۔۔

داماد ہونے کی حثیت سے آیا ہے کیا جھٹلا  
دوگی اس رشتے کو۔۔ اُنھوں نے جیسے ہی  
کہا تو رقیہ بیگم کو لگا کہ کسی نے اُنکا دل تیز  
دھار چھری سے کاٹ دیا ہو۔۔

ہم دربار میں یہ معاملہ ختم کر چکے ہیں  
۔۔ قاسم شاہ کی بات پر آفتاب شاہ نے  
تشکر سے اُنھیں دیکھا تھا جب کہ قمر شاہ  
اور ادیان کی انکھوں میں خون اُترا تھا۔۔

قسمیں تو میرے بھائی کے جنازے پر  
بہت کھائی تھیں کیا ہوا اُنکا۔۔ ادیان نے  
قمر کو دیکھتے پوچھا تھا قمر شاہ کی رگیں  
اُبھری تھیں

بس ادیان جس آگ کو ہم ٹھنڈا کرنا  
چاہتے ہیں اُسے پھونکے مت مارو۔۔  
قاسم شاہ نے سخت انداز میں کہا تھا۔۔

یہ آگ تو اب تبھی ٹھنڈی ہوگی بابا جب

دونوں جانب کا پلڑا برابر ہو گا خون کا

بدلہ خون۔۔۔ قمر شاہ کے لہجے کی پختگی

سب کو دہلانے کو کافی تھی۔۔۔

قمر۔۔۔ قاسم شاہ نے اُسے تنبیہ انداز

میں پکارا تھا جو صرف شہسوار کو دیکھ رہا

تھا۔۔۔



بابا آپ بھول سکتے ہیں مگر میں اپنے بھائی

کی موت نہیں بھولوں گا اس کو مارنے

والوں کی صفت میں آپ مجھے پائیں گے

-- ادیان نے شہسوار کو لہورنگ

آنکھوں سے دیکھتے ہوئے چبا چبا کر بولا

تھا شہسوار جو گردن موڑے قمر شاہ کو

دیکھ رہا تھا ادیان کی بات پر اُسکے دل میں

کرب کا جہان اُترا تھا جس کو ہاتھوں میں  
کھلایا تھا وہ آج اپنے سینے میں اُسے مارنے  
کے عہد لیے بیٹھا تھا شہسوار سر جھکائے  
مدھم مگر درد سے بھری ہنسی ہنس گیا تھا

--

زبان کو لگام دوادیاں وہ بڑا ہے تم سے  
اور رشتہ دیکھو اپنا اور اُسکا۔۔ قاسم شاہ

طیش و الم سے دھاڑے تھے ادیان کا لہجہ  
اور الفاظ تو قمر شاہ کو بھی پسند نہیں آئے  
تھے مگر وہ خود پر بے پرواہی کا خول  
چڑھا کھڑا رہا تھا۔۔۔

بڑا۔۔؟؟ یہ انسان تو انسان کہلانے کے  
لائق نہیں اور آپ چاہتے ہیں میں اسکی  
عزت کروں اپنا اور اسکا رشتہ دیکھوں تو

یہ نہیں ہو گا کیوں کہ اسکی اتنی اوقات  
نہیں۔۔۔ ادیان کا انداز انتہائی بد تمیزی  
لیے ہوئے تھے اُسکی بات پر شہسوار کی  
انکھوں میں خون اُترا تھا اس سے قبل وہ  
اٹھ کر اُسکا چہرہ تھپڑوں سے سرخ کرتا  
چنگھاڑتی ہوئی آواز کے ساتھ کمرے میں  
تھپڑ کی شدید گونج گونجی تھی شہسوار

سمیت کمرے میں موجود سب ہی ٹھہر  
گئے تھے۔۔۔

قاسم شاہ کے بھاری ہاتھ کا تھپڑ ادیان  
کے گال کا حصہ بنتا اُسکے ہونٹ کا کنارہ  
پھاڑ گیا تھا پہلی مرتبہ اُنھوں نے اس انداز  
میں اُس پر ہاتھ اٹھایا تھا ورنہ پیار سے تو وہ  
آئے دن اُسکی چھترول کرتے رہتے تھے  
مگر آج ادیان کا دل ٹکڑوں میں بٹا تھا وہ

گال پر ہاتھ رکھے بے یقینی سے باپ کو  
دیکھ رہا تھا جو پہلے کے بعد دوسرے بیٹے  
پر بھی بھیتے کو فوقیت دے گئے تھے اُسکے  
دل میں شہسوار کے لیے نفرت بڑھتی  
گئی تھی۔۔۔

بابا۔۔ قمر نے فوراً دیان کو حصار میں لیا  
تھا جس کی آنکھیں اُسکے درد کا پتہ دینے  
کے لیے کافی تھیں۔۔۔

وہ بنا کوئی بات کیے اپنا آپ چڑھو اتنا  
کمرے سے نکل گیا تھا قاسم شاہ نے اپنی  
مُٹھی بھینچی تھی وہ ہاتھ نہیں اٹھانا چاہتے  
تھے مگر اُسکو خاموش کروانے کے لیے

اُنکے پاس اور کوئی راستہ نہ تھا ادیان کی  
انکھوں میں موجود بغاوت اُنھیں لرزہ  
کر رکھ گئی تھی۔۔۔

آپکو ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا شاہ جی  
۔۔۔ رقیہ بیگم اپنا دل تھامے بولی تھیں  
پہلے کا زخم کم ناسور کی طرح جگڑے



ہوئے تھا اب وہ دوسرا بیٹا ہر گز نہیں  
کھانا چاہتی تھیں۔۔۔

تو کیا کرتا پھولوں کے ہار پہناتا کہ شاباش  
بیٹا بڑے چھوٹے کی تمیز بھول جاؤ۔۔ وہ  
سرد مہری سے بولے تھے رقیہ بیگم جگر  
تھامے کراؤن سے ٹیک لگا گئی تھیں

قمر شاہ نے شکوے سے باپ کو دیکھا تھا  
اور شہسوار کو خون اُتری آنکھوں دیکھتے  
وہ بھی وہاں سے چلا گیا تھا۔

اسے بولیں یہاں سے جائے مجھے اسکی  
شکل بھی نہیں دیکھنی نہ ہی میری ممتا  
اسکی معافی سے سکون پائے گی۔۔۔ رقیہ

بیگم قاسم شاہ کو دیکھتے بولی تھیں شہسوار  
کو اس قابل بھی نہ سمجھا تھا کہ اُسے  
دیکھتی وہ بھی گونگو سے مٹی جھاڑتا وہاں  
سے نکلتا چلا گیا تھا قاسم شاہ اپنا سر ہاتھوں  
میں تھا مے وہیں بیڈ پر بیٹھ گئے تھے  
بیٹوں کے سامنے خود کو مضبوط دکھانے  
والے قاسم شاہ اندر سے چور چور تھے



میری مان ادیان یہ معاملہ بڑوں پر چھوڑ  
دے شہسوار بھائی کو تو جانتا ہے وہ لحاظ  
نہیں رکھیں گے۔۔ سلمان شیخ اُسے  
سمجھانے والے انداز میں بولا تھا۔۔

کبھی نہیں میں اُسے نہیں چھوڑوں گا  
میرے بھائی کو مار دیا میرے باپ کو  
میرے خلاف کر دیا انھوں نے اُسکی  
خاطر مجھ پر ہاتھ اٹھایا اُسے تو میں وہ  
موت دوں گا کہ سید کسراں یاد رکھے گا  
۔۔۔ ادیان کے سر پر لہو سوار تھا وہ آسمان  
کی بلندی پر نظریں جمائے بولا تھا اُسکے  
انداز سے ہواؤں کو بھی خوف آیا تھا

سلمان بے بسی سے اُسے دیکھ کر رہ گیا تھا

--

-----

شام کے سائے گہرے ہوئے تھے جب  
قمر شاہ حویلی میں داخل ہوا تھا اُن کا ٹھکانہ تو  
گویا حویلی کے باہر ہی بن گیا تھا وہ بہت کم

حویلی آتا تھا ابھی بھی وہ جب اندر آیا تو  
سامنے ہی حویلی کی عورتیں بیٹھی نظر آئی  
تھیں جن میں وہ بھی تھی جسے دیکھتے  
ہمیشہ اُسکی دھڑکنیں دھڑکنا بھول جاتی  
تھیں قمر شاہ کو دیکھ سب ہی خواتین کے  
چہروں پر درد اُبھرا تھا منسا نے اس کے  
حسین چہرے کو دیکھتے بمشکل اپنے  
آنسوؤں پر قابو پایا تھا۔۔۔

قمر بیٹا یہاں او ہمار ی جان۔۔ اُسے یک  
ٹک منسا کو تکتے پا کر پھو پھو نے اُسے نرمی  
سے مخاطب کیا تھا جو اُس سے نظریں  
ہٹاتا اُنکی جانب بڑھا تھا۔۔

ہمارا شیر بیٹا۔۔ وہ اُسکے ماتھے تو کبھی  
آنکھوں کو چومتی بولی تھیں۔۔



رقیہ بیگم کا دل اپنے بیٹے کو دیکھ خون کے  
آنسوؤں رو یا تھا وہ فرحان کو یو نہی تو چومتی  
تھیں جس پر ہمیشہ وہ تینوں جلتے تھے کہ  
ہمیں اتنا پیار کیوں نہیں کرتی۔۔

ہمارا بیٹا پھوپھو کا مان رکھے گا ہمارا فیصلہ  
مانے گا۔۔ وہ اُسکے بالوں کو سنوارتی پوچھ

رہی تھی قمر شاہ کو کچھ کھٹکا تھا اُس نے نا  
سمجھی سے اُنھیں دیکھتے اثبات میں سر  
ہلایا تھا۔۔۔

ہم چاہتے ہیں کہ اب ہمارے بیٹے کا گھر  
بس جائے ہم سادگی سے اپنے بیٹے کی  
شادی کرتے اُسے اُسکی امانت دے دیں  
۔۔۔ اُنکی بات پر قمر خاموش نظروں سے

فقط انھیں دیکھ کر رہ گیا تھا اور اُسکی  
خاموشی کتنی جان لیوا تھی یہ کوئی منسا سے  
پوچھتا۔۔۔

میں۔۔۔ قمر نے خود کی بولنے کے لیے  
تیار کیا تھا۔۔۔

میں منسا سے شادی نہیں کروں گا۔۔  
اُسکے الفاظوں پر منسا کے قدموں تلے  
زمین نکلی تھی جتنی بے یقینی ہو سکتی تھی  
اُتنی اُس لمحے سب کی آنکھوں میں در  
آئی تھی۔۔

ک۔۔ کیا مطلب۔۔ منسا نے لڑکھڑاتے  
لہجے میں پوچھا تھا اُسکی آواز پر قمر نے

آنکھیں میچتے اُسکی میٹھی آواز کو دل میں  
اُتارا تھا۔۔

مطلب صاف ہے میں منسا سے شادی  
نہیں کروں گا میری طرف سے یہ رشتا  
ختم ہے۔۔ وہ خود پر ضبط کرتا سخت آواز  
میں بولا تھا منسا کے قدم لڑکھڑاتے

کسی کو یقین نا آیا تھا کہ وہ منسا سے شادی  
سے انکار کر چکا تھا۔

لیکن کیوں کیا کہہ رہے ہو یہ۔۔۔ رقیہ  
بیگم اپنی بگڑی طبیعت کا خیال بھلائے  
صوفے سے کھڑی ہوتی بولی تھی قمر کی  
نظریں زمین پر مرکوز تھیں۔۔

کیوں ک جواب میرے پاس نہیں بس  
انکار کر دیا تو کر دیا۔۔ وہ بے حسی کا لبادہ  
اوڑھے خود کو لا پر واہ ظاہر کرتے بولا تھا

---

کیسے انکار کر دیا شاہ سائیں کیا ایک پل کو  
آپکو میرا خیال نہیں آیا۔۔ منساا سکے عین  
سامنے آتی بھیگی آواز میں استفسار کر گئی

تھی قمر نے اُسے نہیں دیکھا تھا دیکھ لیتا تو  
اپنا فیصلہ واپس لے لیتا جو وہ ہر گز نہیں  
کرنا چاہتا تھا۔

میری آنکھوں میں دیکھیں اور کہیں  
آپ نے یہ رشتا ختم کیا بولیں بخدا میں  
نے خود کو ختم نہ کیا تو میرا نام بدل دیجئے



گا۔۔۔ وہ اُسکی سنگدلی پر تڑپ اٹھی تھی

---

منسا۔۔ اُسکی خود کو ختم کرنے والی بات پر  
قمر شاہ اُسے بازو سے تھامتے گر جاتا تھا اب  
اس میں حوصلہ نہ تھا کسی اپنے کو کھونے کا

---

اب کیوں درد ہو رہا ہے جب آپکو ہمارا  
ساتھ ہی قبول نہیں تو ہم جیئیں یا مریں  
آپکو کیا۔۔ وہ خشک گچی بھرتے  
آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا بہاتے بولی  
تھی۔۔۔

جو بولنا ہے بولو مگر یہ نہ کہو خدا میری  
زندگی بھی تمہیں لگائے۔۔ وہ تڑپا تھا اور

بے انتہاء تڑپا تھا اُسکے لفظوں پر منسا بلک  
بلک کر رودی تھی وہاں موجود سب کی  
آنکھیں اشک بار تھیں۔۔۔

یہ تمہاری بھلائی کے لئے ہے کہ میں یہ  
شادی نہ کروں اس لیے سمجھو میری  
بات۔۔ اُسکے دوبارہ انکار پر منسا نے جھٹکے

سے اپنا بازو اُسکے ہاتھ سے چڑھوایا تھا

---

قمر کیا کہنا چاہتے ہو واضح الفاظ میں  
کہو۔۔ اب کی مرتبہ سخت آواز بی جان  
کی گونجی تھی۔۔۔ سیڑھیوں سے اُترتی  
نیہام اُسی سمت آئی تھی۔۔

اور کتنے واضح لفظوں میں کہوں بی جان  
میں یہ شادی نہیں کروں گا۔۔ قمر شاہ  
کسی طور اپنی بات سے نہیں ہٹا تھا منسا کی  
سانسیں سینے میں اٹکی تھیں۔۔۔

جو میں سمجھ رہی ہوں اگر تو وجہ وہ ہے تو  
لعنت ہو تم پر۔۔ اُن کی بات پر وہ سر جھکا  
گیا تھا۔۔۔

کیا بات بھا بھی ہمیں بھی سمجھائیں جس  
کی بنا پر یہ ہماری بیٹی سے شادی سے انکار  
کر رہا ہے۔۔ فردوس بیگم نے سنجیدگی  
سے پوچھا تھا۔۔

بھائی کیا کہہ رہے ہیں آپ شادی سے  
انکار کر رہے ہیں۔۔ نیہام کے سر پر تو

جیسے بمب پھٹا تھا کس کو نہیں پتہ تھا کہ  
قمر شاہ منسا سے دیوانہ وار محبت کرتا ہے  
اُسے اپنے نام کروانے کے لیے اُس نے  
کتنے جتن کیے تھے اور اب جب خدا بنا  
کسی آزمائش کے اُسکی جھولی میں محبت  
ڈال رہا تھا تو وہ ناشکری کر رہا تھا۔۔۔

شہسوار کی وجہ سے۔۔ بی جان کی آواز  
میں افسوس تھا سب نے ہی حیرت سے  
قمر شاہ کو دیکھا تھا گویا جواز سمجھ نہ آیا ہو

--

---

بھائی یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ اسے کیسے  
کر سکتے ہیں آپ محبت کرتے ہیں منسا



سے۔۔۔ نیہام نے اُسکا بازو پکڑتے اسے

سمجھانا چاہا تھا وہ بے دردی بنا تھا۔۔

محبت ہا ہا ہا خاک محبت وہ تو تم نے بھی کی

تھی نہ کیا حاصل ہوا تمہارا شوہر ہی

تمہارے بھائی کا قاتل ہے مان لو محبت

ہمارے لیے نہیں بنی۔۔۔ وہ ہنسا تھا

کرب زدہ ہنسی جس سے دل چر جائے  
نیہام کی آنکھوں سے آنسوؤں رواں  
ہوئے تھے وار سیدھا دل کے آر پار ہو گیا  
تھابی جان کی نظریں پشیمانی سے جھک گئی  
تھیں رقیہ بیگم کی سانسیں اُکھڑی تھیں

---

میں نے بھی اپنی محبت کو الوداع کہہ دیا  
ہے کم از کم تھوڑی تکلیف تو وہ بھی  
محسوس کرے نہ۔۔ قمر شاہ اپنا گریبان  
جھاڑتا سنجیدگی سے بولا تھا نظر بے اختیار  
منسا کی جانب اٹھی تھیں دل دردوں سے  
چور ہو گیا تھا وہ نظر جھکانہ سکا تھا کیا نہیں  
دکھا تھا اسے ان آنکھوں میں اپنے ملن

کی تڑپ محبت کی کشش جدائی کا کرب وہ  
تو ایک ہی لمحے میں اُجڑ گئی تھی۔۔۔

تو پھر تم بزدل ہو قمر شاہ خود کو مرد نہ کہو  
پھر۔۔۔ لاؤنج میں شہسوار شاہ کی آواز  
نے سب کے دل دہلا دیے تھے قمر شاہ  
جو منسا کی آنکھوں میں کھویا تھا اُسکی آواز  
کے سامنے ہر منظر تحلیل ہو گیا تھا۔۔۔

اُسکی آنکھوں میں خون آیا تھا اتنا شدید  
کے آنکھوں کی نیلی اور لال رگیں  
پھولتی پھٹنے کے درپر آئی تھیں وہ ایک  
جھٹکے سے مڑا تھا۔۔۔

اپنی محبت سے دستبرداری دے کر تم اگر  
یہ سمجھ رہے ہو کہ تم مجھے گرا سکو گے تو  
تمہاری بھول ہے قمر شاہ یہ بہادری نہیں

ہے بلکہ سب سے بڑی بزدلی ہے۔۔۔  
شہسوار کے لفظوں نے جلتی پر تیل کا کام  
کیا تھا۔۔۔

ہا ہا تم بتاؤ گے کہ بہادری کیا ہے ہاں  
قاتل بغیرت ذلیل انسان۔۔ قمر شاہ  
دھاڑتا ہوا آگے آیا تھا سب خواتین

سمیت ملازمین بھی دل تھام گئے تھے  
چہرے خوف سے سفید ہوئے تھے۔۔۔

ہاں میں بتاؤں گا اور لعنت ہو تجھ پر تو  
اسے صرف اس لیے چھوڑ رہا ہے کہ مجھ  
سے بدلہ لے تو جالے لے میں اپنی بہن  
کی شادی تجھ سے اچھے لڑکے سے  
کرواؤں گا جو اسے پھولوں کی طرح

رکھے۔۔ شہسوار دھیمے لہجے میں غرایا تھا

قمر شاہ کا ضبط جواب دے گیا تھا اُسکی

بات اسے جلا کر راکھ کر گئی تھی جس پر

کسی کا سایہ تک وہ برداشت نہیں کرتا تھا

وہ اسے کسی اور کو دینے کا بول رہا تھا قمر

شاہ کی دماغ کی نسیں پھٹی تھیں۔۔۔



بکو اس بند کر اپنی سالے میں تیری جان  
لے لوں گا۔۔۔ قمر شاہ پھولتی سانسوں  
کے ساتھ حلق کے بل دھاڑا تھا ایسی  
دھاڑ جو در و بام ہلا گئی تھی۔۔۔

تیری ہمت کیسے ہوئی یہ کہنے کی وہ میری  
ہے اور مرتے دم تک میری رہے گی جو  
اس تک آئے گا میں چیتھڑے چیتھڑے

کردوں گا اُسکے۔۔ وہ اُسکا گریبان  
پکڑے اسے اپنی جانب کھینچتے اس قدر  
بلندی سے چیخا تھا کہ کان کے پردے  
پھٹتے محسوس ہوئے تھے۔۔

اُسکا جنون دیکھ کسی میں ہمت نہیں ہوئی  
تھی کہ قدم بھی آگے بڑھا پاتے۔۔

کیوں دکھ ہو رہا ہے تجھے کیا لگتا ہے تُو  
شادی سے انکار کرے گا تو میں ساری  
زندگی اُسے تیرے فراق میں بیٹھا کر  
رکھوں گا تو بھول ہے تیری تجھ سے سو گنا  
بہتر انسان کی سپردگی میں دوں گا اسے  
--- شہسوار اسے بھڑکار رہا تھا اور وہ  
بھڑک رہا تھا۔۔۔

اگر تُو نے ایک مرتبہ اور اُسکا نام کسی کے

ساتھ جوڑا تو بخدا میں اپنی بہن کو بیوہ

کرنے میں ایک سیکنڈ نہیں لگاؤں گا

شہسوار شاہ۔۔۔ یہ دھاڑ پچھلی دھاڑ سے

کئی بلند تھی نیہام کا ہاتھ بے اختیار اپنے

پہلو پر گیا تھا

تو کیا وہ خود بھی چاہے تو مجھ سے دور  
نہیں ہو سکتی جیتے جی کیا مرنے کے بعد  
بھی اسی حویلی میں قبر بناؤں گا اُسکی تب  
بھی وہ ہر وقت میری نظروں کے سامنے  
رہے گی میری بن کر۔۔۔ وہ سینے پر  
ضرب مارتا چیخا تھا سب خوف سے کانپ  
رہے تھے کوئی مرد گھر نہ تھا جو انہیں  
سمجھا سکتا۔۔

شریعت میں نامحرم پر حق نہیں جتاتے  
شاہ صاحب۔۔ شہسوار تمسخر سے  
مسکرایا تھا۔۔۔

نامحرم مائے فٹ میری ہے میرے نام  
سے جڑی مجھ سے بندھی فقط یہ معنی  
رکھتا ہے اور آئندہ اگر تو نے ایسی کوئی

بکواس کی تو میں اپنے باپ سے کیا وعدہ  
کہ میں اپنے بھائی کے قاتل کو نہیں  
ماروں یوں توڑوں گایوں۔۔ وہ چٹکی  
بجاتے انکھوں میں طیش کی سرخی لیے  
جس لہجے میں بولا تھا سب پر کپکپی طاری  
ہوئی تھی۔۔۔

تیری باتوں پر کسے بھروسہ قمر شاہ جو اپنی  
محبت سے مکر سکتا ہے وہ کیا کوئی وعدے  
نبھائے گا اور اگر اتنا ہی شوق چڑھا ہے نہ  
مجھے مارنے کا تو مرد بن تیرے سامنے  
کھڑا ہوں مار لے پسٹل بھی میری وہی  
جس سے تیرے بھائی کو مارا تھا مگر منسا کی  
شادی اب میں تجھ سے نہیں ہونے دوں  
گا۔۔۔ شہسوار اپنی پسٹل بیک سے



نکالتے اُسکی جانب اچھا لگیا تھا جو اگلے  
ہی لمحے قمر شاہ کے ہاتھ میں تھی۔۔۔

قمر نہیں۔۔۔ بھائی نہیں پلیز۔۔ اس کی  
آنکھوں میں بدلے کو سراٹھاتے دیکھ  
رقیہ بیگم اور نیہام آگے آتے اسے تھامنے  
کی کوشش کرتے چیخی تھیں۔۔۔

تیری موت میرے ہاتھوں لکھی ہے  
شہسوار شاہ۔ اُسکے لہجے میں شیطان آ  
سمایا تھا آنکھیں غیر انسانی ہوئی تھیں

---

ارے باتیں کیا کر رہا ہے مار نہ اپنی محبت  
تک تو حاصل نہیں کر سکتا یہی کر لے  
۔۔ وہ اسے غصّہ دلارہا تھا۔۔

شہسوار دفعہ ہو جاؤ یہاں سے جاؤ۔۔  
رقیہ بیگم اُسے زوردار دھکا دیتی پیچھے کر  
گئی تھی۔۔۔

تیرے سامنے کل ہی اس سے نکاح  
کروں گا دم ہو تو روک کے دکھا۔۔ قمر  
پسٹل پر گرفت مضبوط کرتے دھاڑا تھا  
شہسوار کے لبوں پر مسکراہٹ نے احاطہ  
کیا تھا وہ مطمئن ہوا تھا۔۔

قمر تمہیں میری قسم اپنی بہن کی طرف  
دیکھ لو شوہر ہے اُسکا ایک اولاد کا غم

برداشت کر گئی دوسری کا نہیں کر سکتی

چلے جاؤ خدا را۔۔۔ رقیہ بیگم معاملہ

خراب ہوتے دیکھ اپنے چہرے پر تھپڑ

مارتے چیخی تھیں۔۔۔

ماں سائیں۔۔۔ قمر جو پھرے شیر کی

طرح شہسوار پر جھپٹنے کو تیار تھا ماں کو

روتے خود کو پیٹتے دیکھ وہ گن پھینکتے اُنکی

جانب لپکا تھا۔۔۔

تمہیں واسطہ ہے جاؤ اس وقت چلے جاؤ

معاملہ ٹھنڈا ہونے دو۔۔۔ وہ قمر شاہ کا

چہرہ ہاتھوں میں بھرتے ممتا بھرے لہجے

میں بولی تھی۔۔۔

آپکی طبیعت ٹھیک نہیں چلیں۔۔

میں ٹھیک ہوں تم فلحال جاؤ بہن کا چہرہ  
دیکھ لو چلے جاؤ۔۔۔ وہ جانتی تھی غصّہ  
حرام ہے اور ایسے میں جب وہ شہسوار  
کے خون کا پیاسا تھا وہ غصّے میں کچھ بھی  
کر سکتا تھا۔۔۔

قمر شاہ ایک بے بس نظر اُنہیں دیکھتے باہر  
کی جانب بڑھ گیا تھا سب نے گویا سکھ کا  
سانس لیا تھا اُسکے برعکس کالی شلوار  
قمیض میں ملبوس گریبان کے بٹن  
کھولے کھڑا شہسوار بے تاثر انداز میں سر  
جھٹک گیا تھا۔۔۔



چچی سائیں آپ ٹھیک ہیں۔۔ وہ تھوڑی  
دیر اُنہیں دیکھنے کے بعد آگے آتے رقیہ  
بیگم کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھتے  
بولاتھا انھوں نے کوئی جواب دینے کے  
بجائے چہرہ بے رخی سے دوسری جانب  
موڑا تھا سب کی دھڑکنیں اب تک بے  
قابو تھیں ٹانگیں تک کانپ رہی تھیں

آپ جائیں یہاں سے اُنہیں آپکی فکر کی  
ضرورت نہیں۔۔۔ نہیام اُسکا ہاتھ رقیہ  
بیگم کے گھٹنوں سے جھٹکتے ہتک آمیز  
انداز میں بولی تھی شہسوار سمیت سب  
کے چہروں پر ناگواری آئی تھی۔۔۔

نیہام میرے صبر کی مت آزماؤ جتنا میں  
تمہیں ڈھیل دیتا ہوں اتنا تم بد تمیزی  
کرتی ہو زبان کو لگام ڈالو۔۔ وہ اٹھتا ایک  
قدم اُسکے قریب ہوتے سر دلچے میں بولا  
تھا۔۔۔

آپکے ہاتھوں کو لگام ڈال۔۔؟؟ نہیں نہ تو  
میری زبان اتنی کیوں چبھ رہی ہے اوہ

اپنی اصلیت اپنا اصل مقام برداشت  
نہیں کر پار ہے اوقات جود کھادی میں  
نے۔۔ وہ بھی اُسکے قریب ہوتے غرائی  
تھی آواز اب تک بیٹھی تھی۔۔

نیہام۔۔۔ شہسوار اُسکے لفظوں اور  
تذلیل پر طیش و اشتعال سے پاگل ہوتا  
گر جتے ہوئے ہاتھ اٹھا گیا تھا نیہام کا چہرہ

خوف سے زرد ہوا تھا شہسوار اُسکا زرد  
چہرہ دیکھ ہاتھ ہوا میں تحلیل کیے ہی مٹھی  
دبوچ گیا تھا۔۔۔

اٹھائیں نہ ہاتھ کیوں رک گئے ماریں جو  
آپ جیسے مردوں کا وطیرہ ہے عورت پر  
ہاتھ اٹھا کر خود کو مضبوط سمجھتے ہیں۔۔۔  
اُسکی زبان خندق تھی۔۔

نیہام میری بات سنو ایک مرتبہ پلیز  
میری جان۔۔ شہسوار غصہ بھلائے  
آگے آتا اُسے بازو سے تھام گیا تھا۔۔

مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی  
چھوڑیں مجھے۔۔ وہ خود کی آزاد کروانے  
کی تگ و دو کرتی بولی تھی۔۔

چھوڑ ہی تو نہیں سکتا میری زندگی آئی تم  
اپنی مرضی سے ہوئی تھی مگر جاؤ گی  
میری مرضی سے۔۔ وہ اُسے کمر سے  
تھامے قریب کر گیا تھا انکی نزدیکی پر  
عورتوں نے سرخ چہروں کے ساتھ رخ  
پھیرا تھا۔۔

کیوں کیا شاہ جی کیوں کیوں کیوں۔۔۔ وہ  
اُسکے سینے پر ہاتھ مارتے غم کے عالم میں  
چیخی تھی رقیہ بیگم کی آنکھوں سے  
آنسوؤں کا سیلاب جاری ہوا تھا۔۔



مجھے معاف کر دو مجھ سے غلطی ہوئی ہے

وہ بے اختیاری تھی نیہام۔۔۔ وہ اُسکے

ہاتھوں کو پکڑتے سر اُسکے کندھے پر

رکھتا مدھم آواز میں بولا تھا۔۔

آپکی غلطی ہماری زندگی برباد کر گئی کیا

کچھ چھین لیا آپکی بے اختیاری نے سب

برباد کر دیا۔۔ وہ تھک ہار کر اُسی کی

گردن میں باہیں جمائل کرتے اس کے  
سینے میں پناہ لیتی پھوٹ پھوٹ کر رودی  
تھی شہسوار نے اُسکی گردن میں چہرہ  
چھپاتے اپنی گرفت اُسکی کمر کے گرد بے  
انتہا مضبوط کی تھی۔۔

مجھے معاف کر دو۔۔۔ وہ اُسکا سر سہلاتے  
خود کو اُسکی گردن چومنے سے بمشکل

روکتے دھیمی پشیمان آواز میں بولا تھا

---

جھکی نظروں کے ساتھ کھڑی خواتین  
اُسکی معافی پر تڑپ اٹھی تھیں

مجھے میرا بھائی لادیں وہی جس نے مجھے  
اولاد کی طرح پالا ہے دے دیں واپس

میں آپکو معاف کیا ساری زندگی آپکے  
قدموں سے نہیں اٹھوں گی۔۔۔ اُسکی  
بات پر اُسکے پہلو میں چند لمحے سکون  
پاتے شہسوار کی گرفت اُسکی کمر پر چھوٹی  
تھی وہ چہرہ اٹھائے اُسے دیکھے گیا تھا۔۔  
نہیں چاہیے تمہاری معافی پاس رکھو اپنے  
مرنے والا مر گیا اگر تم اپنی زندگی اپنا گھر  
خراب کرنا چاہتی ہو تو ٹھیک ہے ایسے تو

ایسے ہی سہی مگر یاد رکھو نشئی تھا تمہارا  
بھائی کیا کردار تھا اُس کا سب جانتے ہیں۔۔  
وہ غرایا تھا رقیہ بیگم اور نیہام کے دل میں  
چرنے چلے تھے وہ کرب سے آنکھیں  
بیچ گئی تھی یہ شخص جان سے پیارا ہو کر  
بھی اس لمحے اُسے زہر سے زیادہ کڑوا لگا  
تھا۔۔

شہسوار مت بولا ایسے مرے ہوئے  
شخص کے لیے ایسے الفاظ استعمال نہیں  
کرتے۔۔ بی جان اُن دونوں ماں بیٹی کے  
چہروں پر کرب دیکھتی اُسے خاموش  
کروا گئی تھی۔۔

یہ بات اسے سمجھائیں بی جان کے وہ مر  
گیا چلا گیا من و مٹی تلے کیوں اپنا گھر

بر باد کر رہی ہے اُسکی قسمت میں یہی  
لکھا تھا ویسے بڑا میرے عشق کا دم بھرتی  
تھی اپنی تزلزل تک بھول جاتی تھی اب  
کہاں ہے اسکا وہ عشق یا فقط حاصل ہو گیا  
تو خمار اُتر گیا۔۔ وہ اُسکے قریب ہوتا تنے  
جبرے کے ساتھ ایک ایک لفظ چبا کر  
بولا تھا نہیہام کا ہاتھ چادر تلے اپنے پیٹ پر  
کانپا تھا وہ اُسکے عشق کو اُسکا گناہ بنا گیا تھا

جس عشق سے اُسکی سانسیں چلتی تھیں  
اب وہی عشق اُسکے گلے کا طوق بنتے اُسکی  
سانسیں روک رہا تھا۔۔۔

اُنکی قسمت میں یہ نہیں تھا اپنا گناہ قسمت  
کے سرمت ڈالیں اگر قسمت خُدا لکھتا تو  
وہ کبھی اپنے بندوں کی قسمت میں  
دردوں کا سیلاب نہ لاتا اُس نے انسان کو



اشرف المخلوقات بنایا ہے اور اُنکی قسمت  
اُنکے ہاتھ میں دی ہے تبھی مکافات بنایا  
ہے وہ خدا تو ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا  
ہے وہ یوں ہمیں بلکتا نہ چھوڑتا لہذا اپنا  
گناہ قسمت کے سرمت ڈالیں یہ سب  
آپکا کیادھرا ہے۔۔ وہ اُسکے سینے پر ہاتھ  
مارتے اُسے دھکیلتے ہوئے بولی تھی ہر  
آنکھ اشک بار تھی۔۔۔

ہاں میرا کیا دھرا ہے تو پھر کیا کرو گی مارو  
گی چلو مار لو تمہارا بھائی تو کر نہیں سکا تم کر  
لو شاباش مارو مجھے اور اپنے بھائی کا بدلہ  
لے لو سکون آجائے گا تمہیں مارو۔۔  
اُسکی دھاڑ دل کو لرزہ گئی تھی۔۔

ہم یہ نہیں کر سکتے کیونکہ ہماری محبت  
دکھاوا نہیں ہم نے سچا عشق کیا ہے  
چاہے دل ریزہ ریزہ ہو جائے ہم آپ کو  
نہیں مار سکتے بس یہی فرق ہے آپ میں  
اور ہم میں۔۔ وہ بھگی انکھوں کے ساتھ  
دھیمے مگر بہت کچھ جتانے والے لہجے میں  
بولی تھی۔۔۔

ہمم میں ایسا ہی ہوں نہیں ہے مجھے تم  
دونوں بہن بھائیوں سے محبت مجھے  
دوبارہ موقع ملا دوبارہ ماروں گا جس جس  
نے میری بہن میری عزت کی طرف  
نظر اٹھا کر دیکھا سب کو ماروں گا۔۔  
اُسکی آنکھوں میں وحشیانہ اشتعال تھا۔

اگر آپ کی بہن کے ساتھ ہو گیا وہ جس کے  
لیے آپ نے میرے بھائی کو مارا تو کیا  
کریں گے بتائیں۔۔ وہ طنزیہ لہجے میں  
بولتی اُسکی طناطیں ہلا گئی تھی۔۔۔

اگر ایسا کسی نے سوچا بھی تو یاد رکھنا ابھی  
ایک مارا ہے اب کی دفعہ سارے مار دوں  
گا۔ وہ اُس پر جھکتا لہورنگ آنکھوں کے  
ساتھ حلق کے بل غرایا تھا اُسکی غراہٹ  
دھڑکنیں ساکن کرنے کی طاقت رکھتی  
تھی اُسکے الفاظوں پر سب نے دہل کر اپنا  
دل تھاما تھا نہیام کی آنکھیں پتھر گئی تھی

یہ شخص اُسکا نہ رہا تھا وہ بے معنی ہو گیا تھا  
جلے کاغذ کی راخ کی طرح راخ۔۔

شہسوار کہتے وہاں ر کے بغیر اوپر کی  
جانب بڑھ گیا تھا سیڑھیوں سے اپنے  
کمرے میں جاتے ہوئے اُسکی نظریں  
رائٹہ کے کمرے کی جانب اٹھی تھیں وہ  
اُس سمت بڑھ گیا تھا۔۔

آجائیں۔۔ دروازہ نوک ہونے پر رائے  
جوروتی خود کو اس سب کا قصور وار سمجھتے  
اپنے آپ کو کوس رہی تھی فوراً اپنی  
آنکھیں صاف کرتی بولی تھی۔۔۔



شہسوار دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا تھا  
اپنے بھائی کو دیکھتے رائے بیڈ سے کھڑی  
ہوئی تھی۔۔۔

اسلام علیکم بھائی جان۔۔۔ وہ سر پر دوپٹہ  
درست کرتی ادب سے بولی تھی۔۔۔

وعلیکم السلام بیٹھو۔۔ وہ بیڈ پر بیٹھتے اُسے

بیٹھنے کا بول گیا تھا لہجہ از حد سنجیدہ تھا

رائہ اُسے ایک نظر دیکھتے اُسکے ساتھ ہی

بیٹھ گئی تھی۔۔

کیسی طبیعت ہے اب۔۔ وہ اُسکی سو جھی

آنکھوں زرد رنگت اور گرمی صحت کو

دیکھتے نرمی سے بولا تھا۔۔

ت۔ ٹھیک ہوں۔۔ وہ اپنے آنسوؤں کا  
ریلا بمشکل روکتی بولی تھی۔۔

کیا حال بنایا ہے رائمہ اتنی کمزور ہو گئی ہو  
کچھ کھاتی کیوں نہیں ہم۔۔ وہ اُسکے سر  
پر ہاتھ رکھتے فکر مندی سے بولا تھا اُسکا  
سر پر ہاتھ رکھنا تھا کہ رائمہ کا ضبط چھوٹا

تھا وہ اُسکے گلے سے لگاتے پھوٹ پھوٹ  
کر رودی تھی۔۔

شہسوار نے بے حد نرمی سے اُسکا سر  
سہلایا تھا۔۔۔

مجھے معاف کر دیں بھائی۔۔ میری۔۔  
وجہ۔۔۔ سے۔۔۔ سب۔ سب برباد ہو

۔ گیا۔۔ میں سب۔۔ کی خوشیوں کو

۔۔ نکل گئی۔۔ مجھے معاف کر دیں۔۔

اُسکی چھپیاں اتنی پُر سوز تھیں کہ کلیجہ

کٹ کر رہ گیا تھا شہسوار نے مٹھیاں

بھینچے خود پر قابو پایا تھا۔۔

میری۔ وجہ سے۔۔ آپ جیل گئے

۔۔ میری وجہ سے۔۔ چچی جان اس

۔۔ حال میں۔۔ ہیں۔۔ میری وجہ سے

۔۔ بھابھی۔۔ آپ کو قصور وار سمجھتی

۔۔ ہیں۔۔ سب میری وجہ سے ہوا ہے

۔۔ آپ نے میری وجہ سے ہی فرحان

بھائی کو مارا۔۔ میں کیسے خود کا سامنا

کروں بھائی میں۔۔ میں۔۔ سب کو برباد

کر گئی ہوں۔۔۔ اُسکی آواز بیٹھ چکی تھی  
آنکھیں سرخ سو جھی تھیں جسم بری  
طرح چکولے بھر رہا تھا مگر اُسکا رونانہ  
تھا تھا شہسوار کا اُسکے سر پر رکھا ہاتھ مزید  
تیزی سے اُس کے سر کو سہلانے لگا تھا

قمر بھائی۔۔ میری وجہ سے آپکی جان کے

۔۔۔ دشمن بنے ہیں۔۔ جو آپ۔۔ پر

جان۔۔۔ دیتے تھے۔۔ آج وہ آپکو۔۔۔

اپنے ہاتھوں سے مارتے۔۔۔ اپنے بھائی

کا بدلہ لینے۔۔۔۔ کو بے چین خدایا

۔۔۔۔ مجھ سے کیا ہو گیا۔۔۔ میں کیا کچھ

کھا گئی۔۔۔ وہ بلک بلک کر رو رہی تھی

قمر کے نام پر شہسوار کے دل میں درد کی



ٹیسیں اٹھی تھیں آنکھیں نم ہوئی تھیں

ہاتھ لمحے بھر کو ٹھہر گئے تھے وہ اپنی

آنکھوں کو بہنے سے روکنے کے لیے

آنکھیں میچ گیا تھا۔۔۔

مجھے معاف کر دیں بھائی۔۔۔ میں

۔۔۔ میں سب کے۔۔۔ پیروں میں گر کر

-- معافی مانگ لوں گی۔۔۔ قمر بھائی

معاف کر دیں گے۔۔۔ مجھے پ۔۔ پتہ

ہے۔۔۔ ج۔۔۔ چچی جان تو۔۔ م۔۔ مجھے

اپنی بیٹی کہتی ہیں نہ۔۔۔ وہ میرا یقین

کریں گی۔۔ وہ سر اُسکے سینے سے اٹھاتے

پاگلوں کی طرح رکتی سانسوں سے ساتھ

بولتی چلی جا رہی تھی۔۔

شش راتمہ بھائی کی جان بس چُپ کرو  
تمہیں کسی سے معافی مانگنے کی ضرورت  
نہیں جب تک تمہارا بھائی زندہ ہے تم  
اور ایک آنچ نہیں آنے دے گا۔۔ وہ  
اُسکا چہرہ ہاتھوں میں تھا مے اُسکے آنسو  
صاف کرتا اُسکے ماتھے پر لب رکھ گیا تھا  
راتمہ اُسکے ہاتھ تھا مے رودی تھی۔۔

میں ہوں تمھیں پریشان ہونے کی  
ضرورت نہیں جس کی موت جب لکھی  
ہے اُسے تب ہی ائے گی اور اُسی طرح  
اگی اور ایک نہ ایک دن تو سب نے جانا  
ہے پھر موت سے ڈر کیسا اب تم نے رونا  
نہیں بس یاد رکھو تمہارا بھائی ہے تمھیں  
کسی کی پرواہ کرنے کی ضرورت نہیں اپنا

خیال رکھو کھاؤ پیو بس۔۔ وہ اُسے سینے  
سے لگاتا اُسکے بالوں پر لب رکھتے نار مل  
مگر سمجھانے والے انداز میں بولا تھا وہ  
اندر سے خود جتنا بھی دکھی تھا مگر کسی کو  
ظاہر نہیں ہونے دے رہا تھا وہ خود پر  
ظلمت اور بے رخی کا خول چڑھا چکا تھا  
رائمہ سر اثبات میں ہلاتے آنکھیں موند  
گئی تھی نیند تو ان دنوں اُسکی آنکھوں

سے کوسوں دور رہتی تھی وہ دن رات  
صرف روتی رہتی تھی شہسوار کو جب  
محسوس ہوا کہ وہ سوچکی ہے تو وہ آرام  
سے اُسے لیٹاتا اُس پر کمر بستہ کر گیا  
تھا اور کتنے ہی لمحے اُسکے ستے چہرے کو  
دیکھتا رہا تھا تمام دردوں سے تلخ یادوں  
نے ایک ساتھ اُسکی سماعتوں پر حملہ کیا  
تھا وہ اپنے دکھتے سر کو تھامتے اُسکے

کمرے میں مدھم زیر و کابلب روشن  
کرتے وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔

-----

اہہ۔۔۔ نیہام پچھلے آدھے گھنٹے سے  
مسلسل الٹیاں کر رہی تھی اُسکی حالت  
بے انتہاء خراب تھی اُسے اپنی آنتیں باہر

آتی محسوس ہو رہی تھیں کھانسنے کے  
باعث پہلو میں پلٹی ننھی جان بھی پریشان  
ہوتی اُسکے ساتھ ہی درد برداشت کر رہی  
تھی رات کا وقت تھا اور اُس نے صبح سے  
کچھ نہیں کھایا تھا اُسے یہ بچہ جتنا عزیز تھا  
اتنا ہی وہ اُس سے بے پرواہ تھی خالی پیٹ  
وہ اس وقت واشروم میں الٹیاں کرتی  
دوہری ہو رہی تھی۔۔۔۔۔



اللہ۔۔ بلا آخر پونے گھنٹے بعد وہ باہر آتی بیڈ  
پر ڈھے گئی تھی اُس کے ناتواں وجود میں  
اتنی سکت نہ تھی کہ وہ کمبل تک اپنے اوپر  
لے سکتی اُسے اُس دشمنِ جاں کی شدت  
سے یاد آئی تھی جو یہ جاننا تک نہ تھا کہ وہ

باپ بننے والا ہے نیہام اپنا چہرہ ہاتھوں  
میں چھپائے چیخ چیخ کر رودی تھی۔۔

کاش آپ یہ نہ کرتے شہسوار کاش آپ  
۔۔۔ آپ سب ختم کر چکے ہیں۔۔۔ مگر

دیکھیں یہ دل آج بھی آپ کے لیے

دھڑک رہا ہے کتنا خود غرض ہے نہ یہ

بھی آپکی طرح اسے بھی میری کوئی پرواہ  
نہیں۔۔۔ وہ اپنے دل کے مقام کو مٹھیوں  
میں دبوچے افیت کی انتہا پر بولی تھی

---

عشق واقعی بہت درد دیتا ہے میں نے  
اپنی خودی خاک کر دی آپکے لئے اپنی  
ذات بھلا دی نیہام قاسم شاہ کیسی تھی

لیکن نیہام شہسوار شاہ کیسی ہے میرا تو

سب کچھ چلا گیا شہسوار فقط آپکے لئے

اور آپ۔۔۔ وہ اپنی بات ادھوری

چھوڑتی جتنا رو سکتی تھی اُتنا روئی تھی

---

اس بچے کا کیا قصور ہے۔۔۔ جب ہے  
اس دنیا۔۔ میں ا۔۔۔ گا۔۔۔ تو کیا  
کہوں۔۔۔ گی۔۔۔ کہ اس کا۔۔۔ باپ اس  
کے ماموں کا قاتل ہے۔۔۔۔۔ وہ اپنے  
ماتھے پر ہاتھ مارتے روتے ہوئے بولی  
تھی۔۔۔

میں تو یہ بھی نہیں کہہ سکتی کہ میں آپکے

بغیر رہ لوں گی جسے دعاؤں منتوں میں

مانگا ہو اُس کے بغیر کیسے رہوں گی۔۔

وہ اونڈھے منہ لیٹتی چہرہ بیڈ میں

دھنسا ئے دھاڑیں مار مار کر روئی تھی یہ

قسمت کیا کر گئی تھی وہ اپنا عشق حاصل

کر کے بھی لا حاصل ہی رہی تھی وہ اپنی

پیاں بجھا کر بھی سیر اب نہیں ہوئی تھی

--

-----

بس کر شاہ کتنے سگریٹ پئے گا۔۔

دانیال شاہ اُسکے لبوں سے زبردستی

سگریٹ نکالتے بولا تھا۔۔

اتنے جتنے میرے دل میں لگی خولن کو  
مات دے سکیں۔۔ وہ دوسرا سگریٹ  
جلائے لبوں سے لگا گیا تھا۔۔

یہ وقتی تو تیرا جگر سن کر دیں گے مگر بعد  
میں اُس سے کئی گناہ زیادہ تکلیف دیں  
گے۔۔ وہ افسوس سے بولا تھا۔۔



ہا ہا ہا ہا میرے یار میرا جگر اتنا بھرا ہے کہ  
یہ مضر صحت چاہ کر بھی اس کا کچھ نہیں  
کر سکتے۔۔۔ اُسکی آنکھیں سرخ متورم  
تھیں اُسکی نم آنکھیں دیکھ دانیال شاہ نے  
دانت پر دانت جمائے تھے۔۔۔

خود کو تکلیف مت دے شہسوار۔۔۔ وہ

بے بسی سے بولا تھا۔۔

تکلیف تو بہت چھوٹا لفظ ہے دانیال میرا

بس چلے تو میں اپنے ٹکڑے ٹکڑے کر

دوں اب ہے درد سہا نہیں جا رہا یا یہ

۔۔ یہ یہاں درد کر رہا ہے۔۔۔ وہ مدھم

آواز میں بولتے اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے  
مسل رہا تھا۔۔۔

مجھے سکون نہیں مل رہا تو ہی بتا میں کیا  
کرتا اگر میری جگہ تو ہوتا تو کیا تو اُسے گلے  
سے لگا کر یہ کہتا کہ پیٹا آئندہ میری بہن  
کی طرف نہ دیکھنا ورنہ میں پٹائی کروں گا

ہاں بتا۔۔ وہ دھواں ہوا کے سپرد کرتا بولا

تھا۔۔۔

میں اُسکی ہڈیوں کے بھی ٹکڑے کرتا۔۔

دانیال شاہ اُسکی آنکھوں میں دیکھتے دو بدو

بولا تھا۔۔۔

دیکھا اور اگر وہ ہوتا میری جگہ تو وہ بھی  
یہی کرتا یہاں تک کہ دنیا کا کوئی بھی  
غیرت مند بھائی ہوتا وہاں تو وہ وہی کرتا  
جو میں نے کیا مگر دیکھ سب مجھے قصور وار  
ٹھہرا رہے ہیں۔۔۔ وہ کرب سے چور  
ہوئے لہجے میں بولا تھا۔۔۔

میں۔۔۔ میں اتنا بے بس محسوس کر رہا

ہوں کہ میں بتا نہیں سکتا میرا سکون

غارِ ت ہو گیا ہے مجھے سکون چاہیے یار

خُدا را مجھے کسی طرح سکون دے دے

۔۔ یہ لفظ ادا کرتے ایک آنسو اُسکی

آنکھوں سے گرتا اُسکی بڑھی ہوئی بیڑڈ

میں جذب ہوا تھا۔۔

سکون دینے والی ذات اللہ کی ہے میری  
اتنی اوقات کہاں کہ میں کسی کو سکون  
دے سکوں اگر میرے اختیار میں ہوتا تو  
میں پوری دنیا کا سکون تیرے دامن میں  
ڈال دیتا یار۔۔ وہ اُسکے انسوؤں دیکھتے ضبط  
کے کڑے امتحان میں تھا۔۔

اللہ دیتا ہے سکون بے شک

اللہ مجھے سکون دے دے خدایا تو تو

رحمان ہے رحیم ہے بخشنے والا ہے تو جانتا

ہے میں نے وہ سب بے اختیاری میں کیا

میرا ارادہ اُسے مارنے کا نہیں تھا میں نے

اپنے ہاتھوں میں کھلایا ہے اُسے اپنی اولاد

مانا ہے تو میں کیسے اُسے مار سکتا ہوں وہ

سب کیسے ہوا میں نہیں جانتا اللہ مگر رحم



کر معاف کر دے مجھے تیری اس  
خود غرض مخلوق سے کوئی غرض نہیں یہ  
جو چاہیں سمجھیں مجھے تیری بارگاہ سے  
سکون چاہیے۔۔ وہ آسمان کی جانب ہاتھ  
بلند کیے چیخا تھا دانیال شاہ سے مزید  
برداشت نہ ہوا تھا وہ اپنا رخ موڑ گیا تھا  
بچپن سے ساتھ تھا اُسکا اگر چند لمحے کسی  
جانور کو پاس رکھو تو اس سے تک انسیت

ہو جاتی ہے اور وہ تو جیتا جاگتا انسان تھا  
جس کے ساتھ ایک پلیٹ میں اُس نے  
کھایا تھا ایک دوسرے کی خوشی میں  
خوش اور غم میں غمگیں ہونے والے  
بھلا آج کیسے وہ برداشت کرتا۔۔۔

شاہ سائیں اگر آپ کہیں تو میں ایک جگہ  
جانتا ہوں جہاں سید بادشاہ کو سکون مل

جائے گا۔۔ دانیال شاہ کا آدمی آگے آتا

مدھم آواز میں بولا تھا۔۔

کیا تم جانتے ہو ایسی کوئی جگہ تو بتاؤ۔۔

شہسوار اُسکی مدھم آواز میں اپنے سکون

کا ذکر سنتا فوراً پلٹا تھا اور اُس کے قریب

جاتے بولا تھا۔۔

مگر سید بادشاہ آپکار تہ اور وہ جگہ دونوں  
الگ ہیں وہ علاقہ آپکی شایانِ شان نہیں  
۔۔ وہ دانیال شاہ کی خونخوار نظروں پر  
نظریں جھکائے تھوک نکلتے بولا تھا دانیال  
شاہ جو اُسے ٹوکنے ہی والا تھا اس سے قبل  
ہی شہسوار بول پڑا تھا اور مجبوراً اُسے

خاموش ہونا پڑا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا وہ  
ضرور کسی غلط جگہ کا ہی نام لے گا۔۔۔

ہا ہا ہا کون سی شان کیسار تہ۔۔ وہ اُسکے  
کندھے پر ہاتھ رکھتے خم ہنسی کے ساتھ  
بولا تھا۔۔۔

کیا تم وہ درد محسوس کر سکتے ہو جو میں  
سہہ رہا ہوں۔۔۔؟ وہ سوالیہ نظروں سے  
اُسے دیکھتے بولا تھا

کیا تم جانتے ہو وہ درد جب تم اپنوں میں  
رہ کر بھی تنہا ہو کیا تم وہ درد محسوس کر  
سکتے ہو جب تمہارے اپنے رشتے  
تمہارے ساتھ نہیں بلکہ تمہارے

مقابل کھڑے ہوں کیا تم وہ اذیت  
محسوس کر سکتے ہو جب تمہاری بیوی جو  
تمہارے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوبی  
ہو جو تمہیں دیکھ کر سانسیں بھرتی ہو جو  
تمہیں تہجد کی دعاؤں میں مانگتی ہو جس کا  
دل دھڑکتا بعد میں ہو تمہارے نام کی  
مالا پہلے جپتا ہو وہ جو تمہاری ذات پر اپنا  
آپ قربان کر دے وہی تمہیں بھرے

مجمعے میں دھتکار دے کیا تم وہ تکلیف  
برداشت کر سکتے ہو۔۔۔؟؟ وہ اُسکی  
آنکھوں میں دیکھتے بولا تھا ایک ایک لفظ  
گویا خون ڈوبادل سے نکل رہا تھا۔۔

کیا تم وہ درد جانتے ہو جب تمہاری جگری  
یار جس کے لیے سب تم ہو جو تم پر جان  
وارتا ہو جو تم پر اٹھنے والے ہر ہاتھ کو



کاٹ دے وہی خود پر تمہارا قتل واجب  
کر لے کیا تم وہ تکلیف محسوس کر سکتے ہو

۔۔۔ شہسوار کے لہجے پر جیسے زمین و

آسمان بھی خون کے آنسوؤں روئے تھے

برس تو اُسکی آنکھیں بھی رہی تھیں وہ

آدمی ساکت سا کھڑا تھا دانیال نے اب

اپنے آنسوؤں نہیں روکے تھے۔۔۔

وہ رشتے جن کی جان تم میں بستی ہو وہ  
تمہاری جان کے دشمن بن جائیں وہ جو  
تمہیں دیکھ کر جیتے ہوں اب تمہاری  
زندگی پر بوجھ ہو تمہارا خون اُن کا قرض ہو  
کیا تم سہ لوگے یہ درد۔۔۔ وہ آدمی بے  
ساختہ سر نفی میں ہلا گیا تھا۔۔

اطراف میں تو اپنے تھے  
دشمن تھا سامنے  
کیوں تیر میرے جسم میں  
ترچھے اتر گئے

وہ ہنستے ہوئے بولتا جھک گیا تھا ہاتھ  
گھٹنوں پر رکھے وہ ہنستا جا رہا تھا درد و  
کرب بھری ہنسی۔۔۔

اور ایک اور بات بتاؤں جانتے ہو صرف  
سفر میں میرے ساتھ کون کون ہے۔۔  
؟؟ وہ سیدھا ہوتا بولا تھا۔۔۔

لوگ صرف 4 لوگ ہا ہا ہا ہا۔۔ وہ اپنی 4

چار انگلیاں اُسے دکھاتا بلا وجہ ہنس رہا تھا

تاکہ ہنسی میں آنسوؤں تقم جائیں۔۔۔

پوچھو گے نہیں وہ چار لوگ کون ہیں۔۔

وہ ٹھہر کر اُسکی آنکھوں میں دیکھتے بولا تھا

---

کون۔۔؟؟ وہ بولنا نہیں چاہتا تھا مگر خود

بخود منہ سے نکلا تھا۔۔

ایک میرا باپ

ایک میری ماں

ایک میری بہن

ایک دانیال شاہ

وہ ایک ایک فرد ایک ایک اُنکلی پر گیناتا  
اتنی آہستہ آواز میں بولا تھا کہ وہ دونوں  
بمشکل سن پائے تھے۔۔۔

اب تو جان گئے ہو گے نہ کہ مجھے کتنی  
ضرورت ہے سکون کی تو بتا دو نہ۔۔۔ وہ  
منت کرنے والے انداز میں بولا تھا

دانیال کا دل مٹھی میں آیا تھا وہ آدمی

دانیال شاہ کو دیکھ رہا تھا گویا جاننا چاہ رہا ہو

کہ کیا کروں۔۔۔

بتادو کیا پتہ اس کا سکون وہیں لکھا ہو۔۔

وہ شہسوار کو نظروں کے حصار میں لیے

بولا تھا۔۔۔



چلیں سید بادشاہ میں لے چلتا ہوں۔۔۔ وہ

سر جھکائے ادب سے بولتا اُسکے ساتھ

بڑھا تھا۔۔۔

.....

اُنکی گاڑی جس علاقے میں رکی تھی وہ  
روشنیوں سے جگمگا رہا تھا کھلی کشادہ  
سرک جس میں گھر بنے تھے تمام  
گھروں پر لائٹوں کی لڑیاں اور بڑے  
بڑے پیلے بلب جل رہے تھے  
آمدورفت اس قدر تھی کہ دل متلا  
جائے مردوں کا ہجوم ایک ایک گھر کے  
باہر لگا رہا تھا لڑکیاں چست لباس میں

گہرے گلے پہنے بالوں میں ایک طرف  
پھول لگائے دوپٹے سے نثار دو جود لئے  
جھک جھک کر اپنا سینا دیکھاتے گاہکوں کو  
اپنی جانب متوجہ کر رہی تھیں شہسوار  
نے کسی لڑکی کی جانب نہیں دیکھا تھا  
جبکہ وہ جہاں جہاں سے گزرتا لڑکیاں مڑ  
مڑ کر اُسے دیکھتی وہ سیاہ شکن زدہ شلوار  
قمیض پر سیاہ مردانا شمال کندھوں پر لیے

ماتھے پر بکھرے بال اور سرخ آنکھوں  
کے ساتھ ہر ایک کے دل میں اُتر رہا تھا  
جو اُسے دیکھتی اُسے چھونے کو بے تاب  
ہو جاتی روز یہاں بہت حُسن والے  
مرد بھی آتے تھے مگر جو کشش جو  
وجاہت اُسکی تھی وہ دور سے بھی دکھ  
رہی تھی اُسکی پُر اسرار شخصیت ہر سو  
جیسے چھاسی گئی تھی مگر ایک وہ تھا جو بے

نیا زاپنی بھرپور مردانا چال چلتا آگے  
بڑھتا جا رہا تھا دانیال شاہ کے چہرے پر  
ناگواریت تھی وہ بھوؤں کے درمیان  
شکن لیے تنے جبرے کے ساتھ چلتا جا  
رہا تھا۔۔۔

آئیے سید بادشاہ یہاں۔۔ وہ آدمی اُن  
گھروں کو چھوڑتا اُن میں موجود ایک بلند  
اور پُر تعیش عمارت کے سامنے رکا تھا  
شہسوار نے گردن اٹھائے اُس  
روشنیوں سے جگمگاتی حویلی کو دیکھا تھا  
اُسے حسرت سے دیکھتی لڑکیاں اُسکی  
گردن کے خم پر مر مٹی تھیں۔۔۔

آئیے یہ شبنم بائی کا کوٹھہ ہے یہاں  
رقص بھی ہوتا ہے اور۔۔ وہ اپنی بات  
ادھوری چھوڑ گیا تھا کیونکہ وہ دونوں  
سمجھ گئے تھے کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔۔۔

اور سناؤ اُسامہ سیٹھ کیسے ہو بڑے دن بعد  
چکر لگایا۔۔ اپنے تختے پر بیٹھی شبنم بائی

پان تھو کتی دوسرا پان ڈبے سے نکالتی  
اُسے دیکھتے بولی تھی۔۔۔

شبِ نیم بائی دیکھو کون آیا ہے۔۔ اُسامہ  
اُسے دیکھتے خود پیچھے ہوتا شہسوار کی  
جانب ہاتھ کر گیا تھا شہسوار کو دیکھنا تھا  
کہ پان بائی کے حلق میں پھنسا تھا وہ  
بھاری بھر کم وجود لیے ایک جھٹکے سے



کھڑی ہوئی تھی آنکھیں بے یقینی سے  
پھٹنے کی حد تک کھلی تھیں۔۔۔

س۔۔۔ سردار شہسوار شاہ۔۔۔ وہ زیرِ  
لب بولتی اُسامہ کو دیکھتے جیسے تصدیق  
چاہ رہی تھی اُسامہ نے سر اثبات میں ہلایا  
تھا۔۔۔

سید بادشاہ تشریف لائیں ہمارے تو  
بھاگ کھل گئے پیرو آپکا دیدار کر کے۔۔  
وہ اپنا تخت جھاڑتی اُسکی چادر درست  
کرتے بولی تھی آنکھوں میں اب بھی  
بے یقینی بھری خوشی چمک رہی تھی

---

شہسوار شاہ بنا کچھ کہے وہاں بیٹھ گیا تھا

---

سید بادشاہ حکم کریں ہمارے سائیں کو کیا

چاہئے ہماری قسمت ہی چنک گئی شاہ جی

آپکے درشن سے۔۔۔ وہ اُسکے سامنے

بیٹھتی للپائی نظروں سے اُسے دیکھتے ہاتھ

اُسکے پیر دبانے کے لیے ابھی بڑھا ہی

رہی تھی جب شہسوار نے بدک کر اپنے  
پیر اُسکی پہنچ سے دور کیے تھے۔۔۔

اسے کہو پیروں سے اٹھے نا محرم مجھے  
چھوئے مجھے منظور نہیں۔۔۔ وہ نا گواری  
سے اُسامہ کو دیکھتے بولا تھا شبنم بائی برا  
مانے بنا ہنستی ہوئی اٹھی تھی۔۔۔

اولٹریوں جاؤ سید بادشاہ کے لیے  
شراب اور شباب کا انتظام کرو۔۔ وہ  
لٹریوں کو بلند آواز میں بولی تھی۔۔۔  
ہر جانب افرا تفری کا گئی تھی سردار  
شہسوار شاہ کو ٹھے پر آیا ہے ہر ایک کے  
لبوں پر بس یہی بات تھی۔۔۔

سردار بادشاہائیں ہیں  
شہسوار سائیں ائیں ہیں  
سید بادشاہائیں ہیں

یہ الفاظ زبان سے ہوتے اپنے کمرے  
میں پھولوں کی سیج پر لیٹی تارا کے کانوں  
سے ٹکرائے تھے وہ جھٹکے سے اٹھی تھی  
کتنے ہی پھول بالوں میں ہی پیوست

رہے تھے اور نجانے کتنے پیروں کی

زینت بنے تھے۔۔

ہائے اللہ کیا یہ سچ ہے۔۔۔ وہ اپنے دل پر

ہاتھ رکھتے تشویش سے بولی تھی۔۔

ہاں تارا یہ سچ ہے کوٹھے پر شہسوار شاہ کی

آمد ہوئی ہے سب لڑکیاں مر رہی ہیں

اُنکے سامنے رقص کرنے کو۔۔ اُسکے  
الفاظ مکمل ہوئے تھے کہ تارا گرتی پڑتی  
بھاگتے ہوئے کمرے سے ملحقہ ٹیرس  
کی جانب بڑھی تھی جہاں سے صحن  
مکمل دکھائی دیتا تھا وہ سفید پیروں کو  
چھوتی فراک میں ملبوس تھی جس کے  
گلے اور بازوؤں پر مہرون گہری کڑھائی  
ہوئی تھی بالوں میں ڈلے مصنوعی



گھنگراں اُسکی خوبصورتی کو مزید بڑھا گئے

تھے اُن میں سبے غلاب کے پھولوں کی

پتیاں اُسکا حُسن نمایاں کر رہی تھیں وہ

عجلت بھرے قدموں کے ساتھ رینگ

پر جھکی تھی جس باعث اُسکے بال کندھے

پر سایہ فلن ہوئے تھے۔۔۔

اللہ۔۔۔ وہ اپنا دل تھا مے یک ٹک نیچے

دیکھ رہی تھی جہاں وہ اپنے پورے جاہ و

جلال کے ساتھ براجمان تھا اتنا حُسن اتنا  
نور وہ اپنی دھڑکنیں جگڑے اپنی بے قابو  
ہوتی دھڑکنوں کو بحال کرنے کی  
کوشش کر رہی تھی۔۔۔

یا اللہ اُسکی دعا پوری ہو گئی تھی وہ لمحہ گویا  
قبولیت کا تھا اُسکے لبوں سے نکلے الفاظ  
حقیقت بنے اُس کے سامنے موجود تھے

وہ آگیا تھا وہ اُسے دیکھ رہی تھی اُس کا  
دیدار اف خُدا یاد دھڑکنیں دھڑکتی دل  
کو دھکیلتے باہر لانے کو بے تاب تھیں

---

میں شراب نہیں پیتا نہ ہی شباب سمجھتے  
غیر محرم کو چھوتا ہوں۔۔ وہ تند ہی سے

بولا تھا اُسکی آواز تارا کے کانوں میں رس  
گھول گئی تھی۔۔۔

سید بادشاہ حکم کریں کیا چاہئے پھر۔۔۔ وہ  
ادب بھرے لہجے میں بولی تھی۔۔۔

چلو شاہ یہاں میرا دم گھٹ رہا ہے  
۔۔ شہسوار شاہ یک دم کھڑا ہوتا دانیال  
کے کندھے پر ہاتھ رکھتے بولا تھا تارا ک  
سانسیں تھمی تھیں ابھی تو اُس نے ایک  
نظر بھر کر اُسے نہیں دیکھا تھا اور وہ جا رہا  
تھا وہ کیسے جاسکتا تھا کیا وہ اپنے چاہنے والی  
کو محسوس نہ کر سکا تھا۔۔

شاہ۔ شاہ جی۔۔ ایسے۔ کیسے آپ حکم  
کریں نہ کیا چاہیئے میں لائن لگا دوں گی  
یوں منہ موڑ کر نہ جائیں۔۔۔ شبنم بائی  
بوکھلا گئی تھی وہ ہاتھ جوڑے اُسکے  
سامنے کھڑی بولی تھی ساتھ ہی اُسامہ کو  
اشارہ کیا تھا کہ اُسے روکے۔۔

سید بادشاہ ایک ہی سہی مگر رقص دیکھ  
لیں کیا معلوم دل بہل جائے۔۔ اُسامہ  
ہاتھ سینے پر باندھے کھڑا ادب سے بولا  
تھا شہسوار نے کوفت سے دانیال کو دیکھا  
تھا جو کندھے اُچکا گیا تھا کہ جو چاہو کرو

اہہ۔۔۔ شہسوار گہری لمبی سانس بھرتا  
ایک نظر اطراف میں ڈالتے واپس بیٹھ  
گیا تھا اوپر کھڑی تارا کو زندگی کی نئی نوید  
ملی تھی آنکھوں میں جگنور وشن تھے۔۔

زہے نصیب سید بادشاہ میں ابھی رقص  
کرواتے ہوں۔۔۔ شبنم بائی تو پھولے  
نہیں سمار ہی تھی۔۔۔



سنو ہو سکے تو تارا کا رقص کرواؤ قیمت  
دگنی ملے گی وہ کونسا دوبارہ آئیں گے۔۔  
اُسامہ بائی کے کان میں سرگوشی کرتے  
بولا تھا۔۔۔

مگر تارا تو ایک ہی مرتبہ رقص کرتی ہے  
تم جانتے تو ہو کتنی ضدی ہے ابھی 10

دن پہلے ہی اُسکا رقص ہوا ہے وہ کبھی  
نہیں مانیں گی۔۔۔ شبنم بائی ٹھوڑی  
کھجاتے بولی تھی۔۔۔

ارے کوشش تو کرو اُسے بتاؤ شہسوار شاہ  
آئیں ہیں کیوں نہیں کرے گی۔۔۔ وہ  
رازداری سے اُسے بتا رہا تھا جب شبنم  
بائی کی آنکھیں چمکی تھیں۔۔۔

شہسوار شاہ اوہ خدایا میں کیسے بھول گئی  
اُس شاہ کی دیوانی کو تم بیٹھو شاہ جی سے  
کچھ کھانے پینے کو پوچھو میں رقص کے  
انتظام دیکھ لوں۔۔ وہ چمکتی آنکھوں کے  
ساتھ اوپر کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

کیا مصیبت ہے یا سب ایسے گھور رہی  
ہیں جیسے پہلی بار کوئی مرد دیکھا ہو۔۔  
شہسوار سب لڑکیوں کی نظروں سے  
تنگ آتا جھنجھلا کر بولا تھا اُس نے ایک  
نظر اٹھا کر کسی کو نہ دیکھا تھا۔۔

مرد تو بہت دیکھیں ہیں سید بادشاہ پر آپ  
جیسا پہلی بار ہی دیکھ رہی ہیں۔۔۔ اُسامہ

شریر مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا  
شہسوار نے آنکھیں گھمائی تھیں۔۔۔

یہ تیرے باپ کا گھر ہے جو لم لیٹ ہو گیا  
ہے۔۔۔ دانیال شاہ کو پھیل کر آدھا لیٹے  
موبائل استعمال کرتے دیکھ وہ اُسکے  
تھائیز پر مکا مارتے غرایا تھا

ہاہاہا۔۔۔ اُسکی حرکت پر لڑکیوں کا پُر زور  
قحقہ گونجا تھا وہ کسی بھی طرح اُسے اپنی  
جانب متوجہ کروانا چاہ رہی تھیں۔۔۔

شاہ جی آپکی دیوانیاں آپکی ایک نظر کو  
ترسی کھڑی ہیں تو آپ اپنا لوہے کا مکا  
مجھے مارتے اپنا وقت کیوں ضائع کر رہے  
ہیں۔۔۔ دانیال کلس کر بولا تھا شہسوار

نے کھا جانے والی نظروں سے اُسے  
دیکھا تھا۔۔

ابھی وہ کچھ کہتا کہ چند کوٹھے پر کام  
کرتے مرد ہاتھ میں طبلہ اور مختلف  
سامان لیے اُنکے سامنے بیٹھے تھے شہسوار

دانیال کی درگت پینڈنگ پر چھوڑتا

خاموش ہوا تھا۔۔۔

اماں تم نے دیکھا وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ وہائیں ہیں

اماں۔۔۔ شبِ نیمِ بانی جو نہی تارا کے کمرے

میں داخل ہوئی تو وہ اُس سے لپٹ پڑی

تھی۔۔۔



ہاں ہاں دیوانی جھلی وہ ہی آئیں ہیں تیری  
مراد پوری ہوئی اب بتاؤں کو سامنے سے  
دیکھنا چاہتی ہے۔۔ شبنم بائی اُسکے بالوں  
میں پھنسی پتیاں نکالتی بولی تھیں۔۔

ہائے یہ بھی کوپو چھنے والی بات ہے اماں  
میں صدقے اُنکے دیدار۔۔ وہ تیز تیز

سانس لیتی دونوں ہاتھ دل پر رکھے  
آنکھیں موندے بولی تھی شبِ بنم بانی  
مسکرائی تھی۔۔

تو تجھے رقص کرنا پڑے گا یہی رستہ ہے  
واحد جب اُنکی نظریں صرف تجھ پر ہوں  
گی بول کرے گی۔۔ وہ اُسکی ٹھوڑی  
پکڑتے چہرہ اونچا کرتے بولی تھی۔۔

میری قسمت اماں میرا بخت جو یہ  
سعادت نصیب ہو جائے۔۔ وہ دیوانی ہی  
لگ رہی تھی شبنم بائی کی باچھیں کھل گئی  
تھیں

بس میری بچی پھر تیار ہو جلدی سب  
لڑکیوں کو چھوڑتے میں نے تجھے چنا ہے

اس کے لیے جلدی کروقت نہیں اس  
سے پہلے کہ اُنکا ارادہ بدل جائے۔۔۔ وہ  
خوشی سے کہتی کمرے سے نکل گئی تھی

--

ہائے اللہ کیا پہنوں جس میں سب سے  
زیادہ حسین لگوں۔۔ وہ الماری تھس  
نہس کیے بولی تھی۔۔

اماں کہتی ہیں مجھ اور لال رنگ بہت کھلتا  
ہے تو وہی پہنتی ہوں۔۔ وہ ایک سوٹ  
نکالتے تیار ہونے کی غرض سے واشروم  
کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔



کتنی دیر ہے بائی وہ اٹھ گئے تو میں اب  
روک نہیں سکوں گا۔۔ اُسامہ دبی دبی  
آواز میں اشتعال سے بولا تھا۔۔

ارے بس پانچ منٹ دو وہ آرہی ہے لو آ  
گئی۔۔ وہ گھنگروں کی آواز سنتی مسکرائی  
تھی۔۔۔

اس آواز پر سب سمیت شہسوار کی  
نظریں بھی نے اختیاری میں اُس جانب  
اٹھی تھیں اور جیسے ٹھہر گئی تھیں۔۔۔

سامنے سے وہ لال پیروں کو چھوتی شفون  
کی بھاری فراک میں ملبوس کھلے بال جو  
ہنوز کرل تھے میک اپ کے نام پر  
صرف لبوں پر لال لپسٹک لگائے ڈوبتا  
کندھے پر ایک جانب کھول کر لیے جس  
کاپلوز مین کو سلامی دے رہا تھا اُسکی آمد  
سے سرخی چھوڑتے عارض جو توجہ کا  
باعث بن رہے تھے سفید پیروں میں



گھنگرو پہنے وہ ایک ہاتھ پیٹ پر رکھے جبکہ  
دوسرا پہلو میں گرائے نزاکت سے چلتی  
آ رہی تھی ہر جانب سکوت چھا گیا تھا وہ  
سادگی میں بھی قیامت کی ادار کھتی تھی  
وہ بے تحاشہ حسین تھی اتنی کہ الفاظ ختم  
ہو جائیں شہسوار کی نظریں جو اٹھیں  
تھیں وہ جھکنے کو تیار نہ تھیں وہ جواب تک  
ایک لڑکی کو بھی ایک نظر اٹھا کر دیکھنا

اپنی توہین سمجھے بیٹھا تھا وہ اب مبہوت ہوا  
اُسے دیکھتا چلا جا رہا تھا اُسکی نظریں تار پر  
جمی دیکھ نجانے کتنوں کے دلوں میں  
آگ کے بھانپھڑ جلے تھے دانیال شاہ جو  
خود تار اکوہی دیکھ رہا تھا شہسوار کو یوں  
مسمرا ئیز ہوئے تار کی جانب دیکھتے پا کر  
وہ نظروں کا رخ بدل گیا تھا۔۔۔

سلام سید بادشاہ۔۔۔ وہ اُسکے سامنے  
گھٹنوں کے بل بیٹھتی اُسکے گھٹنوں کو  
چھوتے ہاتھ ماتھے سے لگاتے بولی تھی  
اُسکا لہجہ اُسکی آواز شہسوار کو شہد سے  
میٹھی لگی تھی وہ جو کچھ لمحے پہلے بائی کا  
بڑھتا ہاتھ دیکھ پلک جھپکتے دور ہوا تھا وہی

اب ٹرانس کی کیفیت میں اُسے دیکھ رہا  
تھا اُسکا چھونا اُسے بُرا نہ لگا تھا۔۔۔

اُسے یوں اپنی جانب دیکھتے دیکھ کرتا رہا  
کے عارض بھانپ چھوڑتے لال سرخ  
ہوئے تھے اُس کے چہرے کی بدلتی  
رنگت قابل دید تھی شہسوار نے گردن

کو خم دیتے اُسکے عارض پر پھیلتی حیا کی

لالی کو دیکھا تھا شبِ بنم بانی اور اُسامہ نے

لبوں پر ہاتھ کی مٹھی بنا کر رکھتے اپنی

مسکراہٹ د بانی تھی دانیال شاہ خود

حیرت سے اُسے دیکھ رہا تھا۔

شاہ ہوش کر۔۔ دانیال شاہ نے بالآخر  
اُسکی پھیلتی نظروں کو اُسکے پہلو میں کوہنی  
مارتے لگام ڈالا تھا۔۔

اہمممم، مہمم۔۔۔ شہسوار ہوش میں آتا  
مصنویٰ گلا کھنکھارتے اپنے بالوں میں  
ہاتھ پھیرا تھا وہ اپنی بے خودی پر خود کو  
کو ستا حد درجہ سنجیدہ ہوا تھا۔۔۔

بِسْمِ اللّٰهِ کر و تارا۔۔ شبنم بائی اُسے بھی  
پہلی مرتبہ کنفیوز ہوتے نظریں جھکائے  
کھڑے دیکھ بولی تھی وہ جو کمرے سے  
دیدار کی نیت لیے آئی تھی اب نظر تک  
نہ اٹھا پار ہی تھی۔۔۔

طلبہ بجنات شروع ہوا تھا اُسکے ساتھ ہی وہ  
اپنے پیروں کو حرکت دیتی گھنگرو کا ساز

ہر سو پھیلا گئی تھی اُسکے ایک ایک قدم پر  
گو نختہ گھنگرو کی آواز شہسوار کو اُس  
جانب دیکھنے کی دعوت دے رہی تھی

---

عشق والوں سے نہ پوچھو  
کہ اُنکی رات کا عالم



تنہا کیسے گزرتا ہے  
جدا ہو، مسافر جس کا  
وہ اسکو یاد کرتا ہے  
نہ ہو جس کا کوئی وہ  
ملنے کی فریاد کرتا ہے

"سلام عشق میری جاں ذرا قبول کر لو"

تم ہم سے پیار کرنے کی ذرا سی بھول "  
"کر لو

میرادل بے چین ہے، ہمسفر کے لیے "  
"

گانے کے الفاظوں پر وہ خوبصورتی سے  
اپنا جام بکھیرتی جس نزاکت سے رقص

کر رہی تھی کوئی بھی اس پر سے نظریں  
نہ ہٹا پارہا تھا۔۔۔۔۔

میں سناؤں تمہیں باتِ اک رات کی  
چاند بھی اپنی پوری جوانی پے تھا

دل میں طوفان تھا ایک ارمان تھا

دل کا طوفان اپنی روانی پے تھا

ایک بادل اُدھر سے چلا جھوم کے

ایک بادل اُدھر سے چلا جھوم کے

دیکھتے دیکھتے چاند پر چھا گیا

چاند بھی کھو گیا اُسکی آغوش میں

افس یہ کیا ہو گیا جوش ہی جوش میں

میرادل دھڑکا۔۔ میرادل تڑپا

کسی کی نظر کے لیے

سلام عشق میری جاں ذرا قبول کر لو

وہ گول گول گھومتی سب کو اپنے سحر میں  
جکڑ گئی تھی جواب تک اس حیرانی سے نہ  
نکلی تھیں کہ وہ رقص کے لیے مان کیسے  
گئی اب وہ شہسوار کی نظروں کا ارتکاز  
دیکھتے حسد و رقابت کا شکار ہوئی تھیں

شہسوار ٹھوڑی ہتھیلی پر رکھتے اُسکے

قدموں کی آواز کو سن رہا تھا۔۔۔

دیکھتے ہی دیکھتے بجتے طبلے پر وہ باہیں

پھیلانے گول گول گھومی تھی اُسکا

گھیرے دار فراک مکمل جھومتا آنکھوں

کو خیرہ کر دینے والا منظر پیش کر رہا تھا

--

سلام عشق میری جاں ذرا قبول کر لو"

""

---

وہ رقص مکمل کرتی گھومتے گھومتے زمین

پر بیٹھی تھی عین اُسکے قدموں کے



سامنے شہسوار نے جھک کر اُسکی ٹھوڑی  
پکڑتے اُسکا چہرہ بلند کیا تھا وہ اُسکے چہرے  
کے بے انتہا قریب تھا اتنا کہ دونوں کی  
سانسیں اُلجھ کر رہ گئی تھیں سب پھٹی  
پھٹی آنکھوں سے اُنھیں دیکھ رہے تھے  
تار آنے آہستہ سے پلکوں کی بو جھل جھال  
کو اٹھاتے اُسے دیکھا تھا شہسوار تھم گیا تھا  
دل اُسکی آنکھوں میں ڈوب کر ابھرا تھا

تار انے ہمت کرتے اُسکا ہاتھ اپنی ٹھوڑی  
سے ہٹاتے اپنے ہاتھوں میں تھا مے اپنی  
آنکھوں سے لگایا تھا یہ لمس دونوں کے  
وجود میں کرنٹ بھر گیا تھا ایک غرور کا  
شہشاہ تھا تو دوسری مغروریت کی ملکہ  
تھی مگر اس لمحے وہ دونوں جو کسی غیر  
محرم کا خود کو چھونا اچھوت سمجھتے تھے  
سب بھلائے ایک دوسرے کو لمس سے

نوازر ہے تھے سب کی آنکھیں پھیلی

تھیں دانیال شاہ نے تو باقاعدہ ایرو

اُٹھائے شاہ صاحب کے انداز دیکھے

... تھے

تارا جاؤ کمرے میں۔۔۔ شبنم بائی

مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی

تارا جو خود شہسوار کی آنکھوں میں کھوئی

تھی ایک ادا سے مسکراتی پلکیں گرائے  
اپنا ہاتھ چڑھواتی چھم چھم کرتی وہاں سے  
غائب ہوئی تھی شہسوار اُسکی مسکراہٹ  
پر گھائل ہوا تھا اُسکے جاتے ہی اُسکی  
آنکھوں میں ایک ہی تاثر ابھرا تھا کہ وہ  
کیوں چلی گئی۔۔۔

اُمید ہے سید بادشاہ کو ہماری مہمان  
نوازی پسند آئی ہوگی۔۔۔ شبنم بائی مسکرا  
کر بولی تھیں کیونکہ شہسوار کی نگاہیں  
اب بھی اُسی سمت تھیں جہاں سے وہ گئی  
تھی۔۔۔

بے انتہا۔۔۔ وہ جذبات کی رو میں بہتا  
بے ساختہ بولا تھا دانیال تو غش کھانے

کے درپر تھا شاہ کی بگڑ گئے تھے وہ سمجھ  
گیا تھا۔۔۔

ہا ہا ہا ہماری خوش نصیبی سرکار۔۔۔ وہ  
ماتھے پر ہاتھ رکھتے سلام کرتے بولی تھی  
شہسوار اُس جادو گر نی کے سحر سے نکلتا  
اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر گیا تھا سب کی

نظروں کا مرکز وہ طلسمانی نقوش رکھنے

والا تھا۔۔۔

شاہ پچاس لاکھ کا چیک دے دے۔۔۔ وہ

سنجیدگی سے بولتا اٹھ کر باہر کی جانب

بڑھا تھا مگر اسکے قدم رکے تھے خود پر

نظروں کی تپش محسوس کرتے نجانے

کیوں مگر اس نے سر اٹھائے دائیں

جانب اوپر دیکھا تھا اُسے دیکھتی نظریں  
بھی اس سمت اٹھی تھیں سامنے ہی  
ٹیرس پر تارا کھڑی تھی۔۔۔

سلام۔۔۔ وہ اُسے دیکھتے بے آواز بولتی  
ہاتھ عقیدت سے ماتھے پر رکھ گئی تھی  
شہسوار کے لبوں کو عرصے بعد  
مسکراہٹ نے چھوا تھا وہ سر کو خم دیتے



اُسکے سوال کا جواب دیتا وہاں سے نکلتا  
چلا گیا تھا اُسکے جاتے ایک سحر تھا جو ٹوٹ  
گیا تھا ہر نظر نے اُسکے غائب ہونے تک  
اُسکا پیچھا کیا تھا۔۔۔

یہ لو۔۔۔ دانیال شاہ پچاس لاکھ کا چیک  
شبہم بائی کو پکڑا تا خود بھی باہر کی جانب  
بڑھ گیا تھا۔۔۔

واہ تیری تو لاٹری لگ گئی بائی مجھے دعائیں

دے جو انھیں یہاں لایا۔۔۔ شبنم کو

راں پکاتے چیک کو دیکھتے دیکھ اُسامہ

سارا کریڈٹ خود لیتا باہر کی جانب بڑھ

گیا تھا۔



اف تارا کیا نصیب پایا ہے تُو نے جانتی  
ہے پورے علاقے میں تیرے چرچے  
ہیں..... نیلم اُسکے پیرد باتے ہوئے  
ستائش سے بولی تھی۔۔۔۔

جانتی ہے ہر کسی کی زبان پر یہی ہے کہ  
سردار سائیں تجھے دیکھتے اپنا ہوش کھو بیٹھے  
ویسے وہ کیسے دیوانے بنے تجھے دیکھ رہے

تھے نہ کاش میں تیری جگہ ہوتی۔۔ وہ  
حسرت سے اُسکی خوبصورتی دیکھتی بولی  
تھی۔۔۔

تار آنے کوئی جواب نہ دیا تھا وہ کھوئی کھوئی  
سی پلنگ پر اوندھے منہ لیٹی تھی آنکھوں  
میں اُسکا چہرہ لبوں پر مسکراہٹ لیے وہ  
دیوانی معلوم ہو رہی تھی۔۔۔

نیلیم تم جانتی ہو میرا ہاتھ میری ٹھوڑی  
کتنی معتبر ہو گئی ہے کیونکہ انہیں اُنھوں  
نے چھوا ہے۔۔ وہ اپنے ہاتھ اور ٹھوڑی  
کو چھوتی بولی تھی۔۔

ہا ہا ہا تار اُتو تو جھلی ہو گئی ہے اب ایسا بھی کیا

خاص عام انسان ہی تو ہیں۔۔۔ وہ ہنستے

ہوئے بولی تھی جب تار اُتے اپنے پیر

چڑھوا لئے تھے۔۔۔

دماغ ٹھیک ہے وہ عام نہیں ہیں عام تو ہم

جیسے ہوتے ہیں وہ تو خاص ہیں بے انتہا

خاص اُنکی ذات اُنکی شخصیت بہت خاص

ہے۔۔۔ اُسکی آنکھوں میں شہسوار کا  
عکس دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

تار ایک بات تو بتا کیا تجھے شاہ جی پسند ہیں  
۔۔۔ وہ اُسکی آنکھوں میں تیرے عشق  
سمندر کو دیکھ بولی تھی۔۔۔

میری پسند نہ پسند سے کیا فائدہ نیلیم وہ  
عرش ہیں تو میں فرش وہ پاک ہیں اور  
میں خاک وہ سید بادشاہ ہیں اور میں ایک  
بے زرسی طوائف چاہ کر بھی وہ میری  
قسمت میں نہیں آ سکتے۔۔۔ وہ آزر دہ  
مسکراہٹ لبوں پر سجائے گویا ہوئی تھی  
نیلیم نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔



اور وہ تو شادی شدہ ہیں سنا ہے اُنکی شانی  
بڑی حسین ہے پسند کی شادی ہے شاید  
شاہ جی کی پھولوں سی نازک ہیں وہ۔۔  
نیلیم اُسکے پیروں کو غلاب کے پانی سے  
دھوتی بولی تھی تارا کے دل میں عجیب  
سی تکلیف ہوئی تھی۔۔۔

کا genda یا jasmine وہ

پھول ہوں گی جن میں کانٹے نہیں

ہوتے اور ہم ٹھہرے کانٹوں سے لبریز

وجود لیے نازک تو وہ ہوں گی اور حسین

بھی۔۔۔ وہ سیدھی ہوتی آخری لفظ

دھیمے لہجے میں بولی تھی۔۔۔

وہ اُس کے قریب جاتے ہوں گے کیا  
۔۔؟؟ اُسے چھوتے ہوں گے جیسے مجھے  
چھوا کیا اُسے محبت سے دیکھتے ہوں  
۔۔؟؟ وہ نیلم کو دیکھتے کھوئے کھوئے  
لہجے میں پوچھ رہی تھی۔۔۔

دھت جھلی ظاہر ہے بیوی ہے اُنکی میاں  
بیوی کا رشتا بھلا اور کیا ہوتا ہے وہ اپنی

جسمانی ضرورت پوری کرنے اُسی کے  
پاس تو جاتے ہوں گے اور رہی ایسے  
دیکھنے کی جیسے تجھے دیکھ رہے تھے تو نہیں  
اُنکا اُسے دیکھنے کا انداز الگ ہو گا وہ بیوی  
ہے اور تو کچھ نہیں تو ظاہر سی بات ہوئی  
نہ کہ اُسکا رتبہ بلند ہے وہ اُنکے ساتھ  
سوتی ہوگی جاگتی ہوگی۔۔۔ نیلم مسکرا کر  
اپنی طرف سے اُسکے علم میں اضافہ کر

رہی تھی مگر تارا کو وہ اس لمحے زہر لگی  
تھی۔۔۔

کتنی خوش قسمت ہو گی نہ وہ تارا جسے اُنکا  
لمس اُنکا قرب میسر ہو گا۔۔۔ وہ اُسکے  
پیروں پر پھولوں کی پتیاں سجاتی بولی تھی

۔۔۔

بس جاؤ کافی ہے اتنا مجھے اکیلا چھوڑ دو  
--- وہ بگڑے موڈ کے ساتھ بولتی پھر  
سے اونڈھے منہ لیٹ گئی تھی نیلم حیرت  
سے اُسے دیکھتے کندھے اُچکائے کمرے  
سے نکل گئی تھی ---



یہ کیا طریقہ ہے قمر کن آوارہ گردیوں  
میں پڑے ہوئے ہونہ حویلی آنے کا  
وقت ہے نہ جانے کا۔۔۔ قاسم شاہ نے  
اُسے لتاڑتے ہوئے بولے تھے وہ اس  
وقت مردانے کے لاؤنج میں موجود  
تھے جہاں آفتاب شاہ قاسم شاہ ادیان  
شاہ اور قمر شاہ موجود تھے۔۔۔

میرے حویلی سے باہر رہنے میں ہی کسی  
کی عافیت ہے باباجان۔۔۔ وہ صوفے پر  
بیٹھا پیر زمین پر دھیمے دھیمے مارتا گردن  
ڈھلکا بولا تھا آفتاب شاہ کی نظریں  
لمحے کے گیارہویں حصے میں جھکی تھیں  
قاسم شاہ انکی جھکی نظریں دیکھ مٹھی  
بھینچ گئے تھے۔۔۔



اپنی عمر کے مطابق اپنے لفظ استعمال کرو

بر خردار اور یہ شادی سے انکار والا کیا

معاملہ ہے کیا ثابت کرنا چاہتے ہو بولو

-- وہ درشتگی سے بولے تھے قمر نے

جھکی گردن اٹھائی تھی اُسکی آنکھیں

جوالہ کی طرح جل رہی تھی خون تھا کہ

ہمہ وقت موجود رہتا تھا ان میں۔۔۔

جو آپ نے سنا بلکل ٹھیک سنا بابا جان۔۔

وہ ادب کی حدود میں رہتا بولا تھا۔۔

ہمم تو تم منسا سی شادی نہیں کرنا چاہتے

ہاں ایسا ہی ہے۔۔۔ وہ تصدیق چاہ رہے

تھے۔۔۔

جی۔۔۔ اُس نے کس کڑے امتحان میں

یہ لفظ ادا کیا تھا یہ وہی جانتا تھا۔۔

تو پھر زنا نے میں بھڑکیں کیوں مار رہے

تھے کہ کل ہی نکاح کرو گے۔۔۔ اُن

کے سوال پر وہ مُٹھی دبوچ گیا تھا۔۔

تب ہوش میں نہیں تھا۔۔۔ وہ آنکھیں  
غیر مرنی نقطے پر جمائے بولا تھا۔۔۔

پُتر جی ہوش میں تو آپ اب بھی نہیں  
ہیں جانتے ہیں کس سے شادی سے انکار  
کر رہے ہیں جن کی محبت کے لیے یہیں  
اسی مردانے میں آپ نے ہم سے تھپڑ  
کھایا تھا گڑ گڑا تھے کہ آپ کو منسادے

دیں اب جب دی ہے تو یوں اُسکی ذات کا  
مذاق بنار ہے ہو۔۔ وہ طیش و الم سے  
بولے تھے۔۔

تب کی بات اور تھی بابا جان تب بچپن  
تھاندا ان تھا اب نہیں ہوں اچھا برا جانتا  
ہوں اپنا۔۔ وہ اپنی ٹانگ اضطرابی  
کیفیت میں ہلاتا بولا تھا۔۔

نہ تب کچھ بدلہ تھا نہ اب بدلہ ہے  
سوائے تیری مردانگی کے۔۔ مردانے  
میں داخل ہوتا شہسوار ٹھنڈے ٹھار لہجے  
میں بولا تھا وہ تو سمجھا تھا کہ اُس کا کل  
نکاح والا فیصلہ اٹل ہے مگر یہاں تو وہ  
اپنے لفظوں سے ہی پھر گیا تھا شہسوار کو

جی بھر کے اس پر طیش آیا تھا دل چاہا تھا  
کہ اُسے کچا چبا جائے۔۔۔

میں اگر نامرد ہوں تو تو کیا خود کو مرد  
سمجھتا ہے۔۔۔ وہ اٹھتا تمسخر سے بولا تھا  
ادیان کی انگارا نظریں شہسوار پر مرکوز  
تھیں۔۔۔

ہاں نا اللہ کا شکر ہے بھرپور مرد ہوں اور

اگر ثبوت چاہیے ہوا تو اپنی بہن سے پوچھ

لینا مکمل تصدیق کرے گی اپنے شوہر کی

مردانگی کی۔۔۔ شہسوار طنزیہ

مسکراہٹ لبوں پہ سجاتا بے باکی سے بولتا

سب کے چہرے خطرناک حد تک سرخ

کر گیا تھا۔۔۔



زبان کو لگام دو شہسوار یاد رکھو کہ کس  
کے سامنے اور کیا بات کر رہے ہو۔۔۔  
آفتاب شاہ شدید غصے سے بولے تھے  
شہسوار شاہ سر جھٹکتے نظریں جھکا گیا تھا  
قمر اور ادیان کی جبرٹے کی رگیں ہڈی  
تک تن گئی تھیں وہ بمشکل خود پر قابو  
پائے ہوئے تھے۔۔۔

پھر یہی مردانگی کا ثبوت جب میرا بھائی  
تیری بہن کو دینے گیا تو پھٹ کر ہاتھ میں  
کیوں آگئی۔۔ ادیان شاہ ایک قدم آگے  
آتا دالے کا بدلہ اُتارتے ہوئے بولا تھا

---

خبردار راتمہ کا نام بھی لیا تو منہ توڑ دوں  
گاتیرا خبیث۔۔ اس سے قبل شہسوار

اُس پر جھپٹتے کچھ بولتا قمر شاہ ادیان کو  
گریبان سے اپنی جانب پوری قوت سے  
کھینچتا دھاڑا تھا ادیان نے لب بھینچے تھے

---

وہ اُسکی نہیں ہماری بھی بہن ہے یہ  
بھونکنے سے پہلے مر جاتا کتے۔۔۔ قمر شاہ  
کابس نہیں تھا کہ اُس کے بخیے ادھیڑ

دے۔۔ شہسوار نے طیش بھری

نظروں سے ادیان کو دیکھا تھا۔۔

کوئی لحاظ بچا ہے کہ بڑے یہاں موجود

ہیں یا اتنے جوان ہو گئے ہو کہ احترام

تک بھول گئے ہو۔۔ قاسم شاہ آفتاب

شاہ کو دل پر ہاتھ رکھے دیکھ جتنی بلند آواز

میں دھاڑ سکتے تھے دھاڑے تھے وہ  
تینوں اُسی لمحے خاموش ہوئے تھے۔۔۔

دفعہ ہو جاؤ ہماری نظروں سے جب  
ہمارے سامنے بات کرنے کا سلیقہ آ  
جائے تب انا دفعہ ہو۔۔ قاسم شاہ آفتاب  
شاہ کی پیٹھ سہلاتے بے انتہا غصے کے عالم  
میں بولے تھے ان تینوں کو انداز ہوا تھا

اپنے انداز کا تبھی سر جھکاتے وہاں سے  
نکل گئے تھے۔۔۔

معاف کر دے شاہ جی مگر شاید میں ان  
کی پرورش نہیں کر پایا۔۔۔۔۔ قاسم شاہ  
شرمندہ سے نظریں جھکائے اُنکا ہاتھ  
ملتے بولے تھے۔۔۔

تم جیسا بھائی ایک نعمت ہے قاسم اور خدا

نے یہ نعمت مجھے دی ہے بہت خوش

نصیب ہوں میں۔۔۔ وہ نم آواز میں

اُنکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے بولے تھے۔۔۔

خوش قسمتی میری ہے جو آپ جیسے سید کا

میں بھائی ہوں یہ میرے لئے باعثِ فخر

ہے بھائی جان۔۔ وہ تڑپ کر اُنکے سینے

سے لگے تھے۔۔۔

-----

آج ایک ہفتہ گزر گیا تھا شہسوار شاہ

حویلی نہیں گیا تھا وہ مسلسل فارم ہاؤس پر



ہی تھا اس دوران دانیال شاہ چھتری کی  
چھاؤں کیے اُسکے ساتھ موجود تھا۔۔۔

کہاں جا رہا ہے۔۔۔ شہسوار کو اٹھتے  
جوتے پہنتے دیکھ کمرے میں چائے کی  
ٹرے لیے داخل ہوتا دانیال شاہ حیرت  
سے بولا تھا۔۔۔

سکون لینے۔۔۔ شہسوار نے جوتے پہنتے  
سگریٹ کا کش لیا تھا۔۔۔

ہفتے پہلے بھی تمھیں سکون چاہیے تھا اور  
ہم کہاں جا پہنچے تھے اس لیے یہی بیٹھ کر  
لو سکون جس ٹائپ کا چاہیے۔۔۔ وہ کل سے  
انداز میں بولتا اُسے بٹھا گیا تھا۔۔۔

جس ٹائپ کا سکون چاہیے وہ یہاں کہاں  
۔۔۔ وہ مسکرایا تھا۔۔۔

اوہوما شاء اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔۔۔  
اُسے مسکراتے دیکھ وہ اُسکی بلائیں اتارتا  
بولا تھا۔۔۔

آج تو شاہ صاحب مسکرا رہے ہیں خاص

وجہ۔۔ وہ بے انتہا خوش ہوا تھا اُسے

مسکراتے دیکھ۔۔

اُسامہ ٹھیک تھا وہاں مجھے سکون ملے گا

اور مجھے سکون مل گیا اب یہاں دل نہیں

لگ رہا۔۔ وہ جس انداز میں بولا تھا دانیال

کو دیوانہ معلوم ہوا تھا۔۔۔

مطلب تو کوٹھے پر جا رہا ہے۔۔ وہ اُسکے

پاس بیٹھتے بولا تھا۔۔

ہاں۔۔ یک لفظی جواب۔۔

کیوں وہ جگہ جانتا ہے نہ کس لیے مشہور  
ہے۔۔ دانیال نے اُسکے چہرے کی  
جانب دیکھتے پوچھا تھا۔۔

وہاں سکون بس گیا ہے یا ایک ہفتہ  
ہونے کو آیا ہے مگر جانتا ہے وہ میری  
آنکھوں سے نہیں نہیں گئی سوتا ہوں تو  
وہ مسکراتی دکھائی دیتی ہے اٹھتا ہوں تو

تب اُسکے گھنگرو کے آواز دل کی تار چھیڑ

جاتی ہے۔۔ وہ اُسے اپنا حال دل سنارہا تھا

دانیال نے اُسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا

--

نجانے کیوں مگر پہلی ملاقات میں ہی وہ

بہت قریب ہو گئی ہے اُسکے خیال جینے

نہیں دے رہے دل چاہتا ہے بار بار اُسے

دیکھوں بار بار اُسے چھوؤں۔۔۔ وہ چائے

کے بھانپ اوڑھاتے کپ کو دیکھتے بولا

تھا۔۔۔



تو صرف اُسکی خوبصورتی کا اسیر ہوا ہے  
شاہ اور کچھ نہیں۔۔ وہ سمجھانے والے  
انداز میں بولا تھا۔۔

اگر ایسا ہوتا نہ تو میری بیوی کم  
خوبصورت نہیں ایک گھر میں رہتے  
ہوئے بھی میں اُسکی خوبصورتی کا اسیر تو  
نہ ہوا۔۔ وہ بگڑ گیا تھا۔۔

تو کیا کہنا چاہتا ہے تجھے محبت ہو گئی ہے کیا

-- وہ مسکرایا تھا مزے لینے والی

مسکراہٹ ہے۔۔۔

محبت۔۔۔؟؟ پتہ نہیں مگر اُسے دیکھ نہیں

رہا تو بے چینی ہو رہی ہے دل اُسے

چھونے کی تمنا کر رہا اُسے پہلی بار دیکھنے

کے بعد دل بار بار اُسے دیکھنا چاہتا ہے  
۔۔۔ وہ غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائے  
کھوئے انداز میں بولا تھا۔۔۔

ہمم تو اس پیار کو ہم کیا نام دیں شاہ  
صاحب۔۔۔ وہ چھیڑنے والے انداز میں

بولا تھا اُسکے لیے اتنا ہی بہت تھا کہ وہ  
خوش ہے مسکرا رہا تھا۔۔

ہاہاہا اُسکی بات پر شہسوار اپنے بالوں میں  
ہاتھ پھیرتے مدھم سا ہنسا تھا۔۔

ماشاء اللہ چلو اسی بہانے تو ہنسا تو۔۔ وہ  
اُسے گلے سے لگاتے بولا تھا۔۔

ہاں اب یہ چائے بھی تُو پی میں چلا دیدار  
کرنے۔۔ وہ مسکرا کر کہتا وہاں سے نکلتا  
چلا گیا تھا۔۔

ہا ہا ہا سالہ چائے تُو پی جاتا کتنی محنت سے  
بنائی تھی میں نے۔۔ وہ مسکرا کر سر

جھٹکتے چائے کا کپ لبوں سے لگا گیا تھا

--

-----

شہسوار شاہ شبنم بائی کے کوٹھے

میں داخل ہوا تھا جو اُسے داخل ہوتا دیکھ

خوشگوار حیرت سے کھڑی ہوئی تھی

ساتھ ہی دبی دبی مسکراہٹ لیے اسامہ

بھی موجود تھا۔۔۔

بِسْمِ اللّٰهِ شَہ سائیں آپکا دیدار دوبارہ

نصیب ہوا تشریف لائیں مالک۔۔۔ وہ

پان چباتے بولی تھی۔۔۔

شہسوار نے بیٹھنے کی زحمت نہیں کی تھی

---



ارے بیٹھیں نہ میں ابھی محفل کا انتظام  
کرتی ہوں۔۔۔ عجلت میں لڑکیوں کو  
اشارہ کرتی بولی تھی۔۔

نہیں محفل نہیں مجھے کیا نام ہے اُسکا  
اُسامہ۔۔ وہ اپنی دائیں جانب کھڑے  
اسامہ کو دیکھتے بولا تھا۔۔

تار اسید بادشاہ۔۔ وہ سر جھکائے ہاتھ  
باندھے بولا تھا شبِ نیمِ بائی کی آنکھوں میں  
شریرِ پین اُبھرا تھا۔۔

ہاں تارا۔۔ مجھے تارا سے اکیلے میں ملنا ہے  
۔۔ وہ بنا کسی لگی لیٹی کے بولا تھا۔۔

وہ صرف ناچتی ہے شاہ سائیں ملنے ملانے  
والا کام نہیں کرتی خدا کی سو۔۔۔ وہ اپنے  
سر پر ہاتھ رکھتے معنی خیزی سے بولی تھی

--

میں نے صرف بات کرنی ہے۔۔ وہ اُسکی  
بات پر ناگواریت سے بولا تھا۔۔

ہا ہا ہا قص سے زیادہ اُسکے بات کرنے کی  
ڈیمانڈ ہے۔۔ وہ آنکھوں میں لالچ لیے  
بولی تھی۔۔

کمرہ کہاں ہے۔۔ شہسوار نے سنجیدہ بے  
تاثر انداز میں پوچھا تھا۔۔

اوپر دائیں جانب پہلا کمرہ۔۔۔ وہ اپنا پلو  
اُنکلی میں گھماتی بولی تھی۔۔۔

پیسے دے دو اسے۔۔۔ وہ ہاتھ جھلا کر کہتا  
اوپر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

واہ شبنم بائی۔۔۔ اُسامہ اُسے چیک دیتے

جو شہسوار نے گاڑی میں ہی اُسے پکڑا یا

تھا اُسے دیتے بولا تھا جو ہنستی ہوئی اُسے

تھا متے اپنے بلاؤز میں رکھ گئی تھی۔۔۔

اوشاہ جی۔۔۔ اُسکے اوپر آتے ہی لڑکیوں

کو صدا بلند ہوئی تھی شہسوار سب کو

کمال مہارت سے اگنور کرتا تارا کے  
کمرے کے دروازے تک آیا تھا اب تو  
لڑکیوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی تھی وہ  
اُس سے اکیلے ملنے جا رہا تھا اور وہ مل رہی  
تھی یہ سب کے لیے ہی حیرت زدہ تھا

ٹھک ٹھک ٹھک۔۔۔ اُس نے دروازہ  
کھکھٹایا تھا۔۔۔

نیلیم مجھے ابھی بات نہیں کرنی یاد جا۔۔ وہ  
نجانے کس بات پر اُداس تھی تبھی  
اوندھے منہ بیڈ پر لیٹی کھلی ٹیرس وال  
سے باہر دیکھ رہی تھی شاید وہ اُسکے  
دوبارہ نہ آنے پر اُداس تھی باہر سے آتی



سورج کی روشنی اور تپش سے اُسکا سرخ  
ہوا چہرہ قیامت خیز منظر پیش کر رہا تھا

---

ارے تارا نیلم نہیں شاہ جی اے ہیں۔۔  
ایک لڑکی شہسوار کے بالکل ساتھ کھڑی  
ہوتی کمرے میں جھانک کر بولی تھی  
شہسوار جس جانب وہ لڑکی کھڑی تھی

اپنا وہ ہاتھ ہوا میں بلند کیا تھا تاکہ وہ اُسے

چھونہ سکے اور فوراً دور ہوا تھا۔۔۔

اُسکی بات پر تارا کی آنکھیں پھیلی تھیں وہ

سورج کو اپنی آنکھوں میں بسائے بجلی کی

تیزی سے پلٹی تھی اور اُسکی سانسیں تھم

گئی تھیں سامنے ہی وہ دلبرِ من موجود تھا

اج بھی سیاہ کلف لگی شلوار قمیض پر سیاہ

مرد انا شمال لیے مگر نکھ سکھ سا تیار کھڑا

کسی کو بھی اپنے حسن سے قتل کر سکتا تھا  
اُسکا اُس لڑکی سے فاصلہ بنانا تو تار سے  
مخفی رہا تھا نہ ہی کسی اور سے۔۔۔

شاہ جی آپ یہاں آئیں تشریف لائیں  
۔۔۔ وہ اپنا دوپٹہ درست کرتی کھڑے  
ہوتے بولی تھی شہسوار اُسے یک ٹک

نظروں کے حصار میں لیے اندر داخل  
ہوا تھا۔۔۔

موجیں مار۔۔ تاراجو دروازہ بند کرنے  
کی غرض سے دروازے کی جانب بڑھی  
تھی ایک لڑکی نے معنی خیزی سے اُسے  
کہا تھا تاراکا چہرہ سرخ ہوا تھا کیونکہ اُسکی  
آواز اتنی بلند ضرور تھی کہ شہسوار سن

سکے اور وہ جو انکی جانب پیٹھ کیے کھڑا تھا  
نظریں جھکائے مسکرا دیا تھا تار نے فوراً  
دروازہ بند کیا تھا۔

معذرت سید بادشاہ انکی عادت ہے آپ  
تشریف رکھیں۔۔ تار ادب سے بولی  
تھی شہسوار صوفے پر بیٹھا تھا سامنے ہی

کانچ کا چھوٹا مگر بے انتہا خوبصورت ٹیبل

پڑا تھا۔۔۔

حکم کریں کیا لیں گے۔۔۔ وہ اُسکی جانب

دیکھتے بولی تھی مگر اُسکی نظروں کی تپش

پر نظریں جھکا گئی تھی۔۔

کچھ نہیں بس چند لمحے آپ سے بات کرنا

چاہتا ہوں۔۔ وہ اُسکے حسین چہرے کو

دیکھتے بولا تھا تارا کی دل کی دھڑکنوں نے

.... روانی پکڑی تھی

وہ اُسے دیکھنے پر مجبور ہوئی تھی۔۔۔

حکم کریں شاہ جی۔۔۔ وہ سر جھکائے

اُسکے سامنے پڑے ٹیبل کے ساتھ نیچے

بیٹھی

اُسکے بیٹھنے پر شہسوار ٹیک چھوڑتے آگے

ہوتا درمیان سے ٹیبل پرے ہٹا گیا تھا اور

اب بنا کسی رکاوٹ کے اُسے دیکھ رہا تھا

---



تار اپنی دھڑکنوں کو سنبھالتی اناری  
چہرے کے ساتھ نظریں جھکائے بیٹھی  
تھی۔۔۔

ایک ہفتہ ہو گیا ہے مگر میرے دل سے  
آپ نہیں نکل نجانے کیوں میرا دل چاہا  
کہ آپ کو دوبارہ دیکھوں اور میں آ گیا۔۔

وہ بے انتہا نرمی سے بولا تھا تارا کے لبوں  
کے کنارے پر مسکراہٹ اُبھر کر معدوم  
ہوئی تھی۔۔۔

یہ تو آپکی کرم نوازی ہے شاہ جی ورنہ  
میری اتنی قسمت کہ آپ مجھے دیکھنے کے  
لئے خود کو زحمت دیتے دوبارہ ا۔۔ وہ  
مسکرا کر بولی تھی۔۔۔

آپ کی یہی مسکراہٹ کام خراب کر گئی

ہے۔۔ وہ بے چین ہوا تھا شاید دل میں

چبھن جاگی تھی کہ اُسکی مسکراہٹ کو

اپنے لبوں سے چنتے خود میں جذب کر

لے تار انے حیرت سے سر اٹھائے اُسے

دیکھا تھا۔۔

سوری وہ میں۔۔ وہ اپنی بے تکلفی پر  
شرمندہ ہوا تھا۔۔

معافی مانگتے اپنی اس ماننے والی کو شرمندہ  
نہ کریں شاہ جی۔۔ اب کی مرتبہ شہسوار  
نے جو اُسے دیکھا تو نظریں جھکانے کی  
حماقت اُس نے بھی نہ کی تھی وہ بھی جی  
بھر کر اُسکا دیدار کرنا چاہتی تھی۔۔۔

تو اگر میں اپنی اس ماننے والی سے کچھ  
مانگوں تو۔۔؟؟ وہ اُسکے چہرے پر جھکا تھا  
تار کی نظریں اُسکے گلابی مگر ہلکے سیاہی  
مائل ہونٹوں پر جم گئی تھیں شہسوار نے  
بغور اُسکی نظروں کا مرکز محسوس کیا تھا

---

حکم کریں۔۔۔ وہ اُسکی سحر میں جکڑتی  
آنکھوں میں دیکھتے بولی تھی۔۔۔

فقط ایک لمس اور دیدار۔۔۔ وہ بول گیا  
تھا مگر الفاظ مقابل کے دل میں پیوست  
ہوئے تھے۔۔۔

آپ پیر ہیں ہم مرید آپ پاک ہم خاک  
ہمارے نصیب میں آپ کی ایک جھلک آ  
جائے تو ہماری عید اور آپ ہمیں اپنا  
دیدار میسر کرتے قسمت کا دھنی کر رہے  
ہیں۔۔۔ وہ پھر نظریں جھکا گئی تھی اُسکی  
اٹھتی جھکتی پلکوں کا رقص شہسوار کے  
دل کو بغاوت کرنے پر مجبور کر رہا تھا

وہ بے اختیار اُسکی گھنی مڑی پلکوں کو  
اُنکلیوں کے پوروں سے چھو گیا تھا۔۔۔  
تارا مجسم ہوئی تھی گویا ہلے گی تو یہ فسوں  
خیزی ٹوٹ جائے گی۔۔

یہ اتنی پیاری کیوں ہیں۔۔ وہ اُسکی پلکوں  
کو دیکھتے بولا تھا۔۔۔



یہ بھی تو اتنی پیاری ہیں۔۔ وہ بھی جواباً  
اُسکی پلکوں کو چھوتی سر کو ایک جانب خم  
دیتے بولی تھی جس پر اُسکے بال کندھے  
پر سایہ کر گئے تھے۔

ہا ہا ہا۔۔ اُسکے کہتے ہی شہسوار کا قہقہہ گونجا  
تھا جس پر تارا اثر ماکر مسکرا دی تھی۔۔

لیکن ماننا پڑے گا جادو تو آپ نے کیا ہے  
ورنہ کون پہلی نظر میں اتنا بے چین ہو  
جاتا ہے۔۔۔ وہ اُسکے مسکراتے لبوں کو  
بو جھل نظروں سے دیکھتے بولا تھاتا را کی  
مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔۔

پہلی نظر کا جادو تو چلتا ہے جیسے آپ نے  
چلایا تھا۔۔۔ وہ گھنٹوں کو سینے سے لگاتے  
ہاتھوں پر سر رکھتے بولی تھی۔۔

میں نے۔۔؟؟ وہ حیرت سے بولتا اُسکے  
چہرے پر آتے بالوں کو پھونک مار گیا تھا

جی آپ نے۔۔ وہ ماضی میں چلی گئی تھی

--

ماضی۔۔۔

کہاں ہے ڈھونڈھو اسکو کا مران سیٹھ  
چھوڑے گا نہیں ہمیں ڈھونڈھو سالی کو

-- وہ آدمی جھاڑیوں میں اُسے تلاش  
کرتا چیخا تھا وہیں چھپی تارا کاروم روم لرز  
اٹھا تھا۔۔

بوس وہ کہیں نہیں ملی۔۔ وہ مایوسی سے  
بولے تھے۔۔

ایک لاکھ دیا ہے سیٹھ نے اُسکا اُسے ہر

حال میں وہ چاہئے ڈھونڈ ہو۔۔ وہ پھر

سے دھاڑا تھا۔۔

تو جب اُنہوں نے لڑکی نہیں دینی تو پیسے

کیوں نہیں واپس کر دیتے۔۔ وہ سر

کھجاتے بولا تھا۔۔

کیونکہ وہ سالی کنجری شبنم بائی کھا چکی ہے

پیسے اور اُسکی بھگانے والی بھی وہی ہے

-- وہ دانت پستے بولا تھا جیسے دانتوں تلے

شبنم بائی کی گردن ہو۔۔

وہ رہی وہ بھاگ رہی ہے پکڑ واسے۔۔

تارا انھیں باتوں میں مصروف دیکھ وہاں

نکلتي بھاگی تھی مگر شاید اُسکی قسمت بری

تھی کیونکہ وہ لوگ اُسے دیکھ چکے تھے

--

رک سالی طوائف۔۔ وہ اُسکے پیچھے چہنتے  
ہوئے بھاگے تھے تاراروتی ہوئی پوری  
قوت سے بھاگی تھی اُسکی چادر تک گر  
چکی تھی۔۔



اہہ۔۔ اندھا دھند بھاگتے ہوئے وہ  
جو نہی سڑک تک پہنچی تو ایک گاڑی سے  
زور سے ٹکرائی تھی۔۔

اوہ شٹ۔۔ گاڑی میں بیٹھا شہسوار شاہ  
فوراً گاڑی سے نکلتا اُس تک پہنچا تھا۔۔

آپ ٹھیک ہیں محترمہ۔۔۔ وہ اُس سے  
فاصلے پر بیٹھتے بولا تھا جب اُسے اُن  
آدمیوں کی آواز سنائی دی تھی اور وہ تارا  
کا چہرہ دیکھے بنا اس جانب متوجہ ہو گیا تھا  
تارا جس کا چہرہ بالوں میں چھپ گیا تھا  
اُس نے نظر اٹھا کر اُس یونانی دیوتاؤں  
جیسا حُسن رکھنے والے انسان کو دیکھا تھا  
اور دیکھتی رہ گئی تھی اُسے نہیں ہوش رہا

تھا کہ اُسکے کپڑے بازوؤں سے پھٹ چُکے

ہیں۔۔

اسالی۔۔ وہ اُس تک پہنچتے چنچے تھے

جب شہسوار کے کھڑے ہوتے تارابھی

کھڑی ہوتی اُسکی پشت کے پیچھے چھپتی

اُسکی سفید چادر مٹھیوں میں دبوج گئی

تھی شہسوار کو کرنٹ سالگا تھا اُسکے

چھونے سے مگر وہ فل وقت اُن آدمیوں  
کی جانب متوجہ تھا۔۔

کون ہو تم لوگ۔۔۔ وہ اپنی قمیض سے  
پسٹل نکالتے ہاتھ میں پکڑتے بولا تھا  
پسٹل وہ ہمیشہ احتیاط کے طور پر ساتھ  
رکھتا تھا اور مقابل اُسے کمزور لڑکی سمجھتے  
نیستے اتھے۔۔۔

یہ لڑکی ہماری ہے اسے دو اور چلتے بنو  
یہاں سے۔۔ ایک آدمی ڈٹ کر بولا تھا

--

تم انکی ہو۔۔ شہسوار نے ہلکی سی گردن  
موڑتے اُسکا عکس تر چھی نظروں سے  
دیکھتے پوچھا تھا۔۔

ن۔۔ نہیں۔۔ نہیں۔۔ وہ فوراً روتے  
ہوئے بولی تھی کجہ کہ وہ اُسے ان  
درندوں کے پاس چھوڑ کر نہ چلا جائے  
۔۔ شہسوار نے سر ہلاتے اپنی اجرک اُتار  
کر اُسکی جانب بڑھائی تھی کیونکہ اُسکا ہلکا  
عکس ہی اُسے بتا گیا تھا کہ وہ چادر کے بغیر

ہے۔۔

تار نے بھیگی آنکھوں سے اُسکی پُشت کو  
دیکھتے اجرک تھا متے خود کو چھپایا تھا۔

وہ کہہ رہی ہے تمھاری نہیں تو چلو نکلو  
یہاں سے۔۔ وہ بے نیازی سے پسٹل والا  
ہاتھ جھلا کر بولا تھا۔

اس کے کہنے سے کیا ہوتا ہے ہم نے پیسے

دیے ہیں اسکے۔۔ وہ غرایا تھا۔۔

کتنے پیسے۔۔ وہ تند ہی سے بولا تھا۔۔

د۔۔ دولا کھ۔۔ اُسکے کہتے ہی اُسکے

آدمیوں نے نظروں کا تبادلہ کیا تھا۔۔



شہسوار نے اپنی جیب سے وائلٹ  
نکالتے پانچ پانچ ہزار ایک نوٹ نکالتے  
اُسے دیے تھے۔

تین لاکھ ہے اب دفعہ ہو یہاں سے۔۔  
وہ سرد لہجے میں بولا تھا۔۔

اور ہاں آئندہ اس کی جانب نظر اٹھا کر  
دیکھا تو یاد رکھنا شہسوار شاہ اپنے ہاتھوں  
سے تمھیں موت کے گھاٹ اتارے گا  
۔۔۔ وہ اُن گلی اُٹھائے چٹانی لہجے میں  
پھنکارا تھا۔۔

شہسوار شاہ آپ۔۔ آپ شاہ حویلی سے

ہیں۔۔ وہ آدمی اُسکا نام سنتے ہکلا کر

بولے تھے۔۔

ہاں۔۔ یک لفظی قہر ڈھاتا جواب۔۔

معافی سرکار ہم دوبارہ کبھی شکایت کا  
موقع نہیں دیں گے چلو۔۔ وہ دیکھتے ہی  
دیکھتے وہاں سے تتر بتر ہوئے تھے۔۔

آپ ٹھیک ہیں محترمہ آپ کو کہیں لگی تو  
نہیں۔۔ اُنکے جاتے وہ اُسکی جانب مڑا تھا  
تارا آنکھوں تک نقاب چڑھا گئی تھی۔۔

ج۔۔۔ جی۔۔۔ ش۔۔۔ شکر یہ سید بادشاہ  
۔۔۔ وہ کانپتی سر جھکائے بولی تھی۔۔۔

ائیں میں آپکو چھوڑ دیتا ہوں۔۔۔ وہ  
سنجیدگی سے بولتا اُس سے کئی قدموں  
کے فاصلے پر ہوا تھا۔۔۔

ن۔ نہیں م۔۔ میں چلی۔۔ جاؤں۔۔ گی

مہربانی آپ۔۔ نے میری عزت

۔۔ بچائی۔۔ وہ کہتے اُٹے پیروں وہاں

سے بھاگی تھی شہسوار تو اُسکا جانادیکھ کر

رہ گیا تھا۔۔

لے۔۔ وہ کندھے اُچکاتے گاڑی کی

جانب بڑھ گیا تھا۔۔

شہسوار شاہ۔۔ سڑک پر بھاگتی تارا

مسلسل یہ نام دہراتی اللہ کے حضور شکر

گزار تھی۔۔

حال۔۔

کیا وہ تم تھی۔۔ شہسوار حیرت سے بولا  
تھا۔۔

جی مجھے بچا کر آپ نے مجھے اپنا قرض دار  
کر لیا تھا شاہ جی۔۔ وہ زمین پر اُن گلی سے  
نقش بناتی بولی تھی۔۔



تجھی میں کہوں مجھے کیوں ایسا لگ رہا تھا  
کہ میں نے تمہیں دیکھا ہے یہ آنکھیں  
ایسے ہی نہیں مجھے گرویدہ کر گئی یو نہی  
نہیں میرا دل چاہا کہ تمہیں بار بار  
دیکھوں۔۔۔ وہ اُسکی آنکھوں سے کھچاؤ  
محسوس کرتے بولا تھا تار انے مسکرا کر  
سر جھٹکا تھا اور اُسکا بار بار مسکرا نا شہسوار  
کو بے انتہا پسند آ رہا تھا۔۔۔

میں تو ٹھہری آپ کی قرض دار آپ جیسے  
چاہیں چکالیں۔۔ وہ اُس کو دیکھتے نرمی  
سے چاشنی بھرے لہجے میں بولی تھی۔۔

جیسے چاہوں۔۔ وہ شیر ہوا تھا اُسکی معنی  
خیزی پر تار اسر جھکائے ہنس دی تھی جس

میں شہسوار نے اُسکا بھرپور ساتھ دیا تھا

---

-----

وہ اس لمحے مختلف راہداریوں سے گزرتا  
اندر بڑھ رہا تھا چاروں جانب دھواں ہی  
دھواں تھا ہٹے کٹے آدمی کوئی سگریٹ پی  
رہا تھا کوئی شیشہ تو کوئی ڈر گزلے رہا تھا وہ

اُن آدمیوں کو کراس کرتا ایک ٹیبل کے  
قریب رکا تھا۔۔

Boss he is adyan shah

ایک آدمی اُسکا تعارف کرواتے بولا تھا وہ  
شخص جو ٹیبل پر جھکے ایک ناک کو بند کرتا  
دوسری سے سامنے رکھا پاؤڈر انہیل کر

رہا تھا اُس نے اپنی ڈر گز کی زیادتی سے  
سرخ ہوئی آنکھیں اُٹھا کر اُسے دیکھا تھا

--

Welcome to my  
palace

بولو کیا کام ہے۔۔ وہ سیدھا ہوتا شراب کا

گلاس بھرتے پیتا بولا تھا۔۔

ایک بندے پر نظر رکھنی ہے وہ کہاں جاتا  
ہے کیا کرتا ہے کس سے ملتا ہے کیوں ملتا  
ہے ہر چیز کی انفارمیشن چاہیے۔۔۔ وہ  
بے تاثر انداز میں بولا تھا۔

آدمی کا نام پر تصویر۔۔ وہ ساتھ صوفے  
پر بیٹھی ادھ برہنہ لڑکی کی ٹانگوں کو کھولتا

اُسے کھینچتے اسکی چھوٹی سی انڈر ویر پھاڑ گیا  
تھا ا دیان نے نظروں کا رخ لمحے میں بدلا  
تھا۔۔

شہسوار شاہ نام ہے یہ تصویر ہے۔۔ وہ  
اُسکی تصویر دیتے سنجیدگی سے بولا تھا۔۔

ایسا مرد مل جائے تو ہم عورتوں کو ہاتھ  
بھی نہ لگائیں کیا تباہی کا حسن ہے۔۔ وہ  
آدمی لب پر زبان پھیرتے اُسکی تصویر کو  
دیکھتے بولا تھا جس میں شہسوار وائٹ  
شرٹ اور بلیک پینٹ پر بلیک ہی کوٹ  
پہنے ہوئے تھا شرٹ کے اگلے دو بٹن  
حسبِ معمول کھلے آنکھوں پر سیاہ چشمہ  
لگائے بھوؤں میں شکن نمایاں تھی وہ



بے انتہا جاذب نظر لگ رہا تھا ادیان نے  
اُسکی بات پر اپنا کوٹ درست کیا تھا۔۔

Baby fuck me first  
then do this all fuckin  
shit

وہ لڑکی جو اُس بھاری بھر کم سیاہ فام  
شخص کے پہلو میں بیٹھی تھی اپنی وجہنا  
میں اُسکی انگلیاں بنا کسی حرکت کے  
محسوس کر وہ بے چینی سے بولی تھی۔۔۔

Oh my baby tell me  
what you want --

اوہ میری بے بی بتاؤ مجھے تمہیں کیا چاہیے

--

وہ اُسکا چہرہ تھا متے اُس کے گلابی لبوں کو  
اپنے سیاہ لبوں میں دباتا بھاری گہری آواز  
میں بولا تھا۔۔۔

Your fingers darling

تمھاری انگلیاں ڈارلنگ۔۔ وہ سیکسی  
آوازیں نکالتی بولی تھی۔۔

Sure my love

وہ اُسکا صوفہ اپنی جانب کھینچتے اُنکی ٹانگیں  
اٹھاتے کھول کر اپنے ارد گرد صوفے پر

رکھ گیا تھا اب اُسکی وجائنا مکمل طور پر  
اُسکے سامنے تھی وہ اپنی انگلیاں اُسکی  
وجائنا کے لبوں کو کھولتے اُسکی گہرائیوں  
میں داخل کر گیا تھا ادیان کے لیے وہاں  
کھڑا ہونا مشکل ہوا تھا۔۔۔

Oh yeah baby fuck  
yessssss ammm

وہ اپنی انگلیاں زور زور سے اُسکی وجائنا  
کے اندر باہر کرتا اُسے سسکیاں بھرنے  
پر مجبور کر رہا تھا۔۔

Enjoy the third one  
also my sexy lady

وہ اپنی موٹی موٹی تیسری انگلی بھی اُسکی  
نمی چھوڑتی وجائنا میں داخل کرتے بولا  
تھا۔۔

Ahh ammm fuck baby  
fuck me harder  
deeper ammm

وہ صوفے کی سطح پر سر پٹختے چیختی تھی  
وہاں کسی کی بھی اُن کی جانب توجہ نہیں  
تھی ہر کوئی ایک ایک لڑکی لیے کوئی  
وجائنا سنگ کرتا تو کوئی فنکر ننگ کرتا

اہہ اور چاہیے اور لومیری جان۔۔ وہ  
ایک ہاتھ سے اُسکی دھڑکنوں کو دبوچتا



پوری قوت سے اُنگلیاں اُسکی وجائنا میں

اندر تک مار رہا تھا۔۔۔

Oh suck my lips --

وہ لڑکی اُسکی اُنگلیاں پکڑتے انہیں منہ

میں لیتے سک کرتی بولی تھی۔۔۔۔

sure enjoy the teasing  
of my lips on your  
vertical lips

وہ ہنس کر کہتا سکی وجائنا کے لبوں کو  
دانتوں سے کاٹ گیا تھا۔۔

اُمم۔۔۔ وہ اُسکے بالوں کو کھینچتے سر اپنی  
ٹانگوں میں دھنسا رہی تھی۔۔

وہ اُسکے لبوں کو زبان سے کھولتا اُسکے لٹکتے  
ماس کو منہ میں بھرتے کھینچ رہا تھا۔۔

Ah fuck amm i'm  
cummin ohh ---

وہ آخری بلند سسکی بھرتے اُسی کے لبوں

میں ڈسچارج ہو گئی تھی وہ اٹھتا اُسکی نمی

اپنے منہ میں سموئے اُسکے ہونٹوں پر

جھک گیا تھا وہ اُسکی زبان کو سک کرتا اپنا

ڈک اُسکے بوز میں دبا گیا تھا وہ اپنے بوز

کو پریس کرتی اُسکا ڈک ہلا رہی تھی اب

بھاری آوازیں اُس کی گونجی تھیں وہ

اُسکے اوپر کھڑا تھا اور وہ بیٹھنے کے انداز  
میں صوفے پر لیٹی تھی وہ اپنا ڈک اُس پر  
رگڑتا اُسکے منہ میں ڈال گیا تھا۔۔۔  
وہ اُسے سک کرتی عجیب و غریب  
آوازیں نکال رہی تھی ادیان کا دل یہ  
سب آوازیں سنتے بے انتہا خراب ہوا تھا

یار یہ پکڑو چیک اماؤنٹ بھر لینا۔۔ وہ  
متلاتے دل کے ساتھ بولتا فوراً وہاں سے  
نکلا تھا۔۔

پیسہ واقعی بلا ہے عمر اور رنگ روپ کا  
فرق بھلا دیتا ہے۔۔ وہ ٹیڑھے میڑھے

منہ بناتے وہاں سے جتنی جلدی ہو سکتا

تھا نکلتا چلا گیا تھا۔۔



وہ کمرے میں ہر بتی بجھائے نیم دراز تھا  
آنکھوں پر ہاتھ رکھے وہ ہاتھ میں ویپ  
لیے اُس سے مسلسل کش بھر رہا تھا  
آنکھوں کے پردوں پر ایک ہی چہرہ لہرا  
رہا تھا۔۔

شہسوار شاہ "۔۔ اُسکا جگری یار جس"  
میں اُسکی سانسیں بستی تھیں۔۔۔



تھیں ""۔۔ وہ کہتا قہقہہ لگا گیا تھا ""

فرحان کا ہنستا مسکراتا سرخ و سفید چہرہ اور

کفن میں لپٹا سفید اور نیلا چہرہ اُسکی

آنکھوں میں آیا تھا۔۔

اہ۔۔ وہ کراؤن پر زور سے سر مارتا چیخا

تھا اذیت ہی اذیت تھی۔۔

میں تجھے وہاں رکھ کر ٹوروں گا شہسوار  
شاہ جہاں تُو نے گمان بھی نہیں کیا ہوگا  
۔۔ وہ سیدھا ہوتا اپنے بال نوچتے چیخا تھا

--

تُو نے کسی لائق نہیں چھوڑا مجھے تُو نے تُو  
نے ہی قمر شاہ کو اپنے لیے سنگدل بنایا  
ہے اب تُو دیکھا گا موت کا رقص۔۔ وہ

اپنی سرخ لہور نگ آنکھوں کے ساتھ  
غرایا تھا۔۔

تیری موت میرے ہاتھوں لکھی ہے اور  
میں تجھے وہ دوں گا دوں گا شہسوار شاہ۔۔  
وہ ویپ پھینکتے دھاڑا تھا اُس نے جو فیصلہ  
کیا تھا وہ قیامت سے بھی بڑی قیامت  
لانے والا تھا

اب وقت ہی جانتا تھا کہ کیا وہ دشمنی

!!! نبھانے والا تھا یادوستی۔۔۔

.....

ہا ہا ہا یار مجھے نہیں پتہ تھا تم میری اتنی

اچھی مکرری کر لیتی ہو۔۔ شہسوار شاہ

اپنے سامنے اپنی شال لیے کھڑی تارا کو

دیکھتے بولا تھا ج 2 ہفتے ہو گئے تھے وہ بلا

ناغہ آرہا تھا اس دوران وہ تارا سے بے

انتہا اٹیچ ہو گیا تھا ہر سوچہ مگوئیاں ہوتی

تھیں کہ شہسوار شاہ اور تارا کے درمیان

جسمانی تعلق ہے جبکہ ایسا کچھ نہ تھا وہ آتا

گھنٹوں اُسے دیکھتا اُس سے باتیں کرتا  
ہنستا اور اُسکا ہاتھ چھوتے چلا جاتا۔۔

آپ کو دیکھ دیکھ کر سیکھ لیا اب بتاؤں  
آپ چلتے کیسے ہیں۔۔ وہ ہنس کر کہتی  
شال اپنے کندھوں پر بالکل اُسی کی طرح  
لیتی چلی تھی۔۔

ہا ہا ہا یار تم مجھ سے کئی گناہ زیادہ اچھا چل  
رہی ہو۔۔ وہ یک ٹک اُسے دیکھتے بولا تھا

--

ہنہ بس کبھی غرور نہیں کیا۔۔ وہ بالوں  
کو ایک ادا سے جھٹکتے بولی تھی۔۔

اس پر کرنا بھی مت میری محبت پر کرنا  
بس۔۔ وہ ایک دم کھڑا ہوتا ہے اختیاری  
میں اُسے اپنی جانب کھینچ گیا تھا تا اسٹک  
ہوئی تھی یہ 2 ہفتوں میں پہلی مرتبہ اُس  
نے محبت کا اظہار کیا تھا وہ مجسم ہوئی  
اُسے دیکھ رہی تھی۔۔۔



تارا میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔۔۔ وہ  
اپنی حدود کو عبور کرتا اُسکی کمر کو تھامے  
اپنے قریب کر گیا تھا تارا کے بدن میں  
سپارک ہوا تھا اُسکا رواں رواں سماعت بنا  
تھا۔۔

میں وہ۔۔ ٹھک ٹھک ٹھک۔۔ وہ اس  
سے قبل کچھ بولتا دروازہ دھڑا دھڑا بجاتا تھا  
وہ بوکھلا کر مڑا تھا۔۔

شاہ جی باہر آئیں کوٹھے پر فائرنگ ہو گئی  
ہے۔۔ نیلم کی ہڑبڑائی آواز میں دونوں  
کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں وہ فوراً  
باہر کی جانب بڑھے تھے۔۔

مجھے وہ طوائف چاہیے نکال اُسے باہر۔۔  
یہ آواز سنتے نیچے اترتے شہسوار کے قدم  
زنجیر ہوئے تھے۔۔

شاہ جی بخش دیں خُدارا۔۔ شبنم بائی اُسکے  
قدموں میں گرمی گڑ گڑائی تھی۔۔۔

تُو نے اُسے اندر آنے کی اجازت کیسے دی  
تُو ہی تھی نہ ہو اُسکی ملاقاتیں کرواتی پھر  
رہی تھی ہاں۔۔ وہ پسٹل اُسکی کنپٹی پر  
رکھتے دھاڑا تھا کوٹھ اُسکی دھاڑ سے گونج  
اٹھا تھا ہر کوئی ڈرا سہا کھڑا تھا اُسکے  
آدمیوں نے تمام لڑکیوں کو یرغمال بنالیا  
تھا۔۔

اماں۔۔ تارا چیتے ہوئے اُس سمت بھاگنے

لگی تھی جب شہسوار نے اُس کی کلائی

پکڑتے اُسے اپنی جانب کھینچا تھا وہ پوری

فورس سے اُسکے سینے کا حصّہ بنی تھی یہ

منظر دیکھتے قمر شاہ کا خون باؤ لنگ پوائنٹ

پر پہنچا تھا وہ اُسے انسانیت کے درجے

سے بھی گرا ہوا معلوم ہوا تھا۔۔

واہ شہسوار واہ میری بہن کو نکاح میں  
رکھتے تو اُسے دھوکہ دیتے اُسکا حق اس  
طوائف کو دے رہا ہے۔۔ وہ ایک قدم  
آگے اتنا طیش والہم سے بولا تھا۔۔

زبان سمجھاں قمر شاہ ورنہ حلق سے کھینچ

لوں گا۔۔ شہسوار شاہ اُسکے لفظوں پر سیخ

پاہوتے دھاڑا تھا سب جواب تک قمر شاہ

کی دہشت سے کپکپا رہے تھے وہ شہسوار

کو دیکھتے تھوڑا پر سکون ہوئے تھے۔۔۔

ہاہا ہامیری بات بھی گوارہ نہیں اور تُو جو

یہاں رنگِ رلیاں منارہا ہے وہ کسی

کھاتے میں نہیں۔۔ وہ گر جاتا تھا۔۔

میں چاہوں جو مرضی کروں تُو ہوتا کون

ہے میرے معاملے میں بولنا والا۔۔

شہسوار نے ہنوز تارا کی کلائی تھام رکھی



تھی جو ادیان شاہ کی آنکھوں میں چبھ  
رہی تھی۔۔۔

تو میری طرف سے جہنم میں جاکتوں کا  
کھانا بن یا مر جا مجھے رتی برابر پرواہ نہیں  
مگر تو میری بہن کا شوہر ہو کر اسے دھوکا  
دے یہ میں ہر گز برداشت نہیں کروں  
گا۔۔ وہ پسٹل اُس پر تانے دھاڑا تھا ادیان

کو موقع ملا تھا وہ بھی فوراً اپنی پسٹل کا رخ  
اُسکی جانب کر گیا تھا۔۔

بہن شوہر ہا ہا ہا۔۔ وہ تمسخر سے ہنسا تھا

---

کون سا شوہر ہاں کیا تیری چہیتی بہن کو  
پتہ ہے اُسکا ایک عدد شوہر بھی ہے۔۔ وہ  
استہزاء سے بولا تھا۔۔

اُس نے تیری طرح باہر منہ نہیں مارا  
حق حلال کی تیرے نکاح میں تیرے  
گھر بیٹھی ہے اور تو یہاں گل چھڑے  
اوڑھا رہا ہے نہ شہسوار شاہ نہ یہ تو نہیں

ہونے والا۔۔ وہ ہنسا تھا شہسوار نے جسم  
کرتی آنکھوں سے اُسے دیکھا تھا۔۔

کیا کرے گا بول۔۔ وہ سر دلہجے میں  
پھنکارتے ہوئے بولا تھا۔۔

اس طوائف کو اپنے ہاتھوں سے ماروں گا  
۔۔ وہ دھاڑ کر کہتا گولی چلا گیا تھا مگر اس

سے قبل ہی شہسوار تارا کو اپنے حصار میں  
لیے خود بھی فائر کر گیا تھا جو عین قمر شاہ  
کے بازو کے پاس سے ہوتا دیوار میں لگا  
تھا صرف چند انچ کے فاصلے سے وہ بچہ تھا  
اُس نے بے یقینی سے اُسے دیکھا تھا۔

چونک مت تجھے مارا ہوتا تو تو بھی ڈھیر  
ہوتا اس وقت۔۔ وہ ڈر سے کانپتی تارا کو  
سینے میں چھپائے دھاڑا تھا۔۔

تمہارا چونک گیا مگر میرا نہیں چونکے گا  
۔۔ ادیان گرج کر کہتا شہسوار پر اندھا  
دھند فائرنگ کر گیا تھا۔۔

ادیان نہیں۔۔ قمر شاہ اُسے تھامتے چیخا  
تھا کیونکہ گولی شہسوار کے بازو کو چھو کر  
گزری تھی خون کی ایک دھار نکلی تھی

---

کیا ہو گیا ہے چھوٹے شاہ پاگل ہو گئے ہو  
اسے لے کر جاؤ قمر۔۔ دانیال شاہ جسے  
اُسامہ نے خبر دیتے ساری بات بتائی تھی

وہ گھنٹے کا سفر لمحوں میں طے کرتے وہاں

پہنچا تھا۔۔

چلو ادیان۔۔ قمر اُسے گھسیٹ کر وہاں

سے لے کر گیا تھا۔۔



قرض اُدھار رہی شہسوار شاہ۔۔ وہ دھاڑا

تھا شہسوار نے کرب سے آنکھیں میچی

تھیں۔۔

شاہ تو ٹھیک ہے۔۔ دانیال فوراً اسکو

تھامتے بولا تھا۔۔

ہمم میں ٹھیک ہوں۔۔ وہ دانت پر دانت

جمائے درد پر قابو پاتے بولا تھا۔۔

شاہ سائیں ا۔۔ آپ آپ انہیں ہسپتال

لے جائیں کتنا خون نکل رہا ہے۔۔ تارا

خود پر اوڑھی شہسوار کی چادر اُسکے زخمی

بازو پر رکھتے روتے بولی تھی۔۔

نہیں مجھے کہیں نہیں جانا مجھے تم سے  
بات کرنی ہے تارا۔۔ وہ سرے سے انکار  
کرتے بولا تھا۔۔

بات ہو جائے گی شاہ جی آپ کو پہلے ہسپتال  
جانا ہو گا یہ ضروری۔۔

مجھے تم سے بات کرنی ہے تارا ابھی اسی  
وقت۔۔ وہ اُس کی بات کا ٹنڈھاڑا تھا تارا  
سہم کر پیچھے ہوئی تھی سب نے ہی  
نظروں کا تبادلہ کیا تھا۔۔

چلو۔۔ وہ اُٹھتا اُسکا بازو تھا مے اُسے کھینچتے  
ہوئے اُسکے کمرے کی جانب بڑھا تھا

ایک لمحے میں گویا اُس جگہ کھرام مچا تھا

--

ہاتھ جوڑ کر کہتی ہوں شاہ جی آپ کو وہاں  
نہیں انا چاہیے تھا قمر شاہ کی گولیاں اُس  
بدنامی سے زیادہ نہیں تھیں جواب صبح ہر  
شخص کرے گا۔۔ وہ اُسکے بازو کی

ڈریسنگ کرتے نظریں جھکائے بھیگی  
آواز میں بولی تھی۔۔۔

اوہ کیا کہیں گے لوگ یہی نہ کہ شہسوار  
شاہ نے تارا کے لیے قمر شاہ پر گولیاں چلا  
دیں اور گولیاں تو انکی جانب سے بھی  
چلی تھیں۔۔۔ وہ سر جھٹکتے بولا تھا۔۔۔

کہیں گے تو یہی بس لفظوں کی ہیر پھیر  
ہو گی لوگ کہیں گے کہ ایک سید زادے  
نے ایک طوائف کے لئے اپنے ہی خون  
پر گولیاں چلا دیں۔۔ وہ اُسے سمجھاتے  
ہوئے بولی تھی۔۔

تو اس میں جھوٹ بھی کیا ہے ہاں۔۔ وہ  
سنجیدگی سے بولا تھا۔۔

میں نہیں جانتا تارا کے میں تمہارے دل  
میں بستا ہوں کہ نہیں مگر تم میرے دل  
میں بستی ہو۔۔ وہ اُسکا چہرہ ہاتھوں کے  
پیالے میں بھرے بولا تھا۔۔

مجھے تم سے عشق ہو گیا ہے تارا مجھے تم  
سے عشق ہے عشق ہے عشق ہے۔۔ وہ



اُسکے ماتھے پر اپنے عشق کا پہلا لمس چھوڑ  
گیا تھا۔۔

کیا قبول کرو گی میرا ساتھ۔۔ کیا میرے  
عشق کو مکمل کرو گی۔۔ وہ ایک آس سے  
پوچھ رہا تھا۔۔۔

میرا ذرا ذرا آپ کے عشق پر قربان شاہ  
جی تارا کا بخت جو اسے آپ کا عشق نصیب  
ہوا۔۔ وہ اپنے چہرے پر موجود اُسکے  
ہاتھوں کو تھامتے لبوں سے لگا گئی تھی۔۔

میری بن جاؤ مجھ سے خود میں سمیٹ  
لو۔۔ وہ اُسکے ماتھے سے ماتھا جوڑے بولا  
تھا۔۔

میں ہمیشہ آپکے ساتھ ہوں شاہ جی ہمیشہ

-- وہ اُسکے چہرے کو تھا متے بولی تھی --

شہسوار نے ایک لمحے کے لئے اُسکی

آنکھوں میں دیکھا تھا اور اُسکے لبوں پر

جھک گیا تھا سپارک سادونوں کے تن

بدن میں سرایت کر گیا تھا وہ اُسکے

جبرٹے کو تھا مے پیاسوں کی طرح اُسکی

سانسیں چرارہا تھا وہ نیچے سے اٹھاتے اپنی  
گود میں بٹھا گیا تھا وہ اُسکی بیک گردن کو  
تھامے شدت سے اُسکے ہونٹوں کو سک  
کرتے سرخ کندھاری کر رہا تھا۔۔۔

تارا اُسکی قربت میں مدہوش خاموشی  
سے اُسکی منمائیاں اپنے لبوں پر  
برداشت کر رہی تھی شہسوار اُسکے

جبرُے کو کھولتا اپنی زبان اُسکی زبان سے  
اُلجھا گیا تھا وہ ہاتھ اُسکے پیٹ پر پھیرتا اوپر  
کی جانب سرکار ہاتھ اتار کی سانسیں  
بکھری تھیں وہ آنکھیں زور سے میچ گئی  
تھی اُسکے رکتی سانسوں کے باوجود  
خاموشی سے بنا کسی مزاحمت کے اپنی  
شدت برداشت کرتے دیکھ شہسوار نے  
اُسکے نچلے لب پر دانت گاڑتے اُسے رہائی

دی تھی تارا جو پھولی سانسوں کو بحال  
کرنے کے لیے اُسکے سینے پر سر ٹیکانے  
والی تھی شہسوار اُسکی کوشش ناکام  
بناتے اُسکی لمبی سفید بے داغ گردن پر  
جھک گیا تھا اُسکی گردن کو ہونٹوں میں  
بھرتے وہ چوستا اُسکے پہلو کو مسلسل خود  
میں جذب کرنے کی کوشش کر رہا تھا تارا  
کی آنکھیں اُسکی پر زور شدت پر رول

ہوئی تھیں وہ اُسکی گردن کو تھام گئی تھی  
شہسوار اُسکی لمس ملتے ہی ہاتھ اُسکی  
دھڑکنوں پر رکھتے انہیں مسل گیا تھا۔

سس۔۔۔ تار کی سسکی بے ساختہ تھی  
شہسوار بے خود ہوتا رول ہوتے جھٹکے  
سے سے بیڈ پر گراتے اس پر گھٹابن کر  
چھایا تھا وہ اپنا مکمل وزن اُس پر ڈالتا اُسکی

گردن کو بے صبری کے عالم میں سک  
کر رہا تھا اُسکی دودھیا گردن پر اُسکی محبت  
کے نشان ثبت ہوئے تھے۔۔

ش۔۔ شاہ جی آپکا بازو۔۔ شہسوار کو پیچھے  
ہوتے اپنی قمیض اتارتے دیکھ وہ شرم  
سے گلنار ہوتے بولی تھی۔۔۔



آج مجھے اپنی قربت میں بہکنے دو مجھے  
اپنے وجود سے سکون دے دو۔۔ وہ اُس  
پر جھکا اُسے چھوئے بغیر بولا تھا۔۔

میں آپکی ہوں جیسے چاہیں بہکیں جیسے  
چاہیں سکون حاصل کریں۔۔ وہ اُسکے

بالوں میں ہاتھ الجھائے محبت سے چور  
لہجے میں بولی تھی

جیسے چاہوں۔۔ وہ اُس دن کی طرح بولا  
تھا جس پر دونوں بے ساختہ ہنسنے لگے  
شہسوار نے اُسکی ہنسی لبوں سے چینی تھی  
وہ ہاتھ چلاتا اُسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اُسے  
اوپر اٹھاتا اُسکے فراک کی زپ کھول گیا تھا

وہ لبوں کو چھوڑتے اُسکی گردن اور  
کندھوں کو چوستا لبوں سے کاٹ گیا تھا

--

ابہ۔ تارا کے لبوں سے سسکیاں برآمد  
ہوئی تھیں شہسوار اُسکی قمیض کا گلا گہرا  
کرتے اُسکی دھڑکنوں کو اوپر سے ہی

چومتے اُسے لرزہ گیا تھا وہ اُسکی کلیو تاج  
میں زبان پھیرتے اُسکی قمیض تن سے  
جدا کر گیا تھا تار اپنا عریاں وجود دیکھتی  
آنکھیں میچ گئی تھی۔۔۔ شہسوار نے  
پیچھے ہوتے مخمور نگاہوں سے اُسکے  
گورے چٹے وجود کا طواف کیا تھا وہ اُسکی  
گردن سے ہاتھ پیٹ تک ٹریس اُسکی  
بیلی بٹن پر لب رکھ گیا تھا تار اکراٹھاتے

سکی تھی شہسوار اُسکی اٹھی کمر میں ہاتھ

ڈالتے اُس پیٹ کو دیوانہ وار چوم رہا تھا وہ

پیٹ سے لب اوپر سر کاٹا اُسکی گولڈن برا

میں قید و دھید دھڑکنوں کو بے تابی سے

چوم رہا تھا وہ اُسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اُسکا

رخ بدل گیا تھا اُسکی کمر کو دیکھتے خمار اُسکے

وجود میں انگڑائی لے کر بیدار ہوا تھا وہ

اُسکی کمر کو جا بجا چومتا کتنے ہی نشان چھوڑ

گیا تھا وہ دانتوں سے اُسکی برا کا ہک  
کھولتے اُسے جھٹکے میں پلٹ گیا تھا اب  
اُسکی گوری دھڑکنوں اُسکی نظروں کے  
سامنے تھیں بنا کسی رکاوٹ کے وہ گہرا  
سانس بھرتا اُسکے گلابی نیلے پر جھکا تھا تارا  
نے بند آنکھوں کے ساتھ اُسکے بالوں پر  
گرفت مضبوط کی تھی شہسوار اُسکی  
رانوں کو کشادہ کرتے اپنا بدن بے باکی

سے اُسکے گہرائیوں پر رب کر گیا تھا  
دونوں پر قربت کا خمار چڑھا تھا وہ ایک  
دوسرے میں سما نے کو بے تاب ہوئے  
تھے شہسوار اُسکے بوبز کو ہونٹوں میں  
بھرتے زور زور سے چوم رہا تھا۔۔

وہ پلک جھپکتے خود کو اُسے ہر پردے سے  
آزاد کر گیا تھا۔

اہہ۔۔۔ تارا کی آہیں اور سسکیاں بے لگام  
ہو رہی تھیں شہسوار اُسکے بوبز کو ایک  
ہاتھ میں دباتے دوسرے کو ہونٹوں سے  
سک کرتے دوسرا ہاتھ اُسکی گہرائیوں پر  
مسل رہا تھا یہ عمل تارا کو تڑپا گیا تھا وہ  
لذت سے جھول اٹھی تھی شہسوار اپنی



سلاخ کو تھا مے اُسکی وجائنا پر رگڑ رہا تھا

--

اُمم۔۔ تارا کو آج سے پہلے ایسا سکون  
محسوس نہیں ہوا تھا شہسوار اپنی سلاخ  
اُسکی وجائنا کے لبوں میں داخل کرتا اُسکی  
تھائیز پر مسل رہا تھا وہ اُسکی ٹانگ پکڑتے

اُسکے لبوں کو لبوں میں دبائے ایک  
خطرناک جھٹکے کے ساتھ اپنی سخت  
اکڑی سلاخ اُسکی وجہاً میں داخل کر گیا  
تھا۔۔

اہ۔۔ ایک دلخراش چیخ شہسوار کے  
لبوں میں ہی کہیں دب گئی تھی وہ اُسکے  
ہونٹوں کو سک کرتا آہستہ آہستہ

مخصوص حرکت کر رہا تھا تار اُسنے اُسکی  
کمر پر ناخن گاڑھے تھے شہسوار لزت  
سے اپنی آنکھیں موندتا اپنی سلاخ باہر  
نکالتے جاندار سٹروک سے اُسکی وجائنا  
کے آخری پردے کو پھاڑتے اُس میں  
داخل ہوا تھا وہ اُسکی دھڑکنوں کو لبوں  
میں بھرے چوستا اپنی حرکت خطرناک  
حد تک بڑھا گیا تھا وہ اُسکی ٹانگوں کو اپنے

کندھے پر رکھتے اپنا سخت ڈک اُسکی وجہاً

میں ڈالتا اُسکی کمر کو تھا مے زوردار

سٹروک دے رہا تھا تاراکے حلق سے

آوازیں گونجی تھیں شہسوار اُسے اٹھاتے

کمرے میں بنی دوسری کھڑکی کی جانب

بڑھا تھا جسکے پٹ بند تھے وہ اُس کے

سامنے بنی رینگ پر اُسے بیٹھا کرا سکی

ٹانگیں مکمل کھول گیا تھا وہ اُسکے ہونٹوں

کو چومتا اپنی انگلیاں و جائنا کے لبوں پر  
پھیرتا اندر داخل کر گیا تھا۔۔۔

پاس ہی خالص بنے ماٹے کے جو س کا  
جگ پڑا تھا جو شہسوار کے آنے پر نیلم  
دے کر گئی تھی شہسوار اُسکی و جائنا میں  
انگلیاں شامل کرتا ہلاتے اُسے اپنی  
گردن پر دانت گاڑھنے پر مجبور کر گیا تھا

شہسوار نے اُسکی کمر کو اٹھاتے اُسکی  
دھڑکنوں میں خالص بنامالٹے کا جوس  
ڈالا تھا۔۔

وہ اُسکے نیپلز پر جوس گراتا اپنا چہرہ اور  
زبان وہاں گھمار ہاتھ ساتھ ہی ہاتھ اُسکی  
پوشیدہ گہرائیوں کی بھی گہرائیوں کو چھو  
رہے تھے وہ زور سے انگلیاں اندر باہر

کرتے اُسکی دھڑکنوں کو چوستا چلا جا رہا تھا

--

اس نے اُسکی کمر کو کھڑکی کے بندپٹ

سے لگاتے اُسکی ٹانگوں کو مکمل اٹھاتے

اپنے کندھوں پر رکھا تھا اور اپنی سلاخ

اپنے ہاتھوں سے سہلاتے

اُسکی وجائنا کے اوپری لبوں میں پیوست  
کرتے اپنی سلاخ کی اگلی سطح اُس میں گھما  
گیا تھا۔۔۔

وہ اُسے رینگ پر درست کر کے بیٹھاتا  
اُسکی ٹانگیں مکمل کھول کر اپنی نمی اور  
گرمی چھوڑتی سلاخ اُسکی وجائنا میں  
داخل کر گیا تھا۔۔۔



اہہ۔۔۔ تارا اُسکی قربت میں مکمل بہک  
گئی تھی وہ اُسکا ایک ایک لمس اپنی روح  
سے محسوس کرتی اُسکی گردن پر انگلیاں  
پھیر گئی تھی۔۔۔

تارا نے بے تاب ہوتے اُسکی گردن کو  
لبوں میں پیوست کیے چوستے اپنی

سسکیاں دبا ئی تھیں اور اپنے نچلے وجود کو  
اُسکی حرکت کے ساتھ ہلایا تھا۔۔

شہسوار نے اپنی سلاخ نکالتے ہاتھ میں  
ہلا ئی تھی اور اُسے اُسکی گہرائیوں میں  
پھیرا تھا۔۔

یہ لمس اُسے اتنا بے بس کر گیا تھا کہ تارا  
نے اپنی گہرائیوں میں اپنی انگلیاں شامل  
کرتے اُسکے ڈک کی حرکت کو روکنے کی  
کوشش کی تھی۔۔۔

شہسوار اُسکا دوسرا ہاتھ پکڑتے اپنی  
سلاخ پر رکھے ہلاتا بلند معنی خیز آوازیں  
نکال رہا تھا۔۔۔

وہ زور زور سے اُسکے ہاتھ کو ہلاتا جو س  
کے جگ کے ساتھ پڑی فروٹس کی  
ٹوکری سے انگور نکالتے اُسکی کلیو تیج میں  
رکھتے عین درمیان سے ہونٹوں سے گیلا  
کرتے کھا رہا تھا۔۔۔

شہسوار نے اُنگلیاں اُسکی وجائنا میں  
داخل کرتے اُسکے لزت سے ادھ کھلے  
ہو نٹوں میں زبان شامل کرتے اُسکی  
زبان کو چوسنا شروع کیا تھا۔۔۔

تار نے ایک ہاتھ سے اُسکی سلاخ کو تھاما  
تھا جبکہ دوسرے سے آپکی گہرائیوں میں  
شامل ہوئی اُسکی اُنگلیوں کو تھاما تھا جس پر

شہسوار نے حرکت خطرناک حد تک تیز  
کی تھی۔۔۔

شہسوار نے اُسکی رانوں کو کشادہ کرتے  
ایک ٹانگ

ریلنگ پر رکھتے دوسری اپنے ہاتھ میں  
دبوچے مدہوشی کے عالم میں اُسکی وجائنا

میں موجود اپنی انگلیوں کے ساتھ ہی اپنی  
سلاح کو اسکی گہرائیوں میں جاندار  
سٹروک سے داخل کیا تھا۔۔

اہ۔۔ وہ بلند آہیں بھرتے اُسے خود پر  
ٹوٹ کر برسنے کی دعوت دے رہی تھی  
شہسوار اُسکے پور پور کو چومتا اُس میں گھلتا  
چلا جا رہا تھا وہ اُسے رینگ میں پیوست

کیے تقریباً 45 منٹ اُس میں سفر کرنے

کے بعد بالآخر ریلیز ہوا ہوا اُس کا لاو اتارا

کی وجہ سنا میں اُسے اپنی ناف تک جاتا

محسوس ہوا تھا وہ دونوں ایک ہی لمحے میں

ایک دوسرے میں ہی ڈسچارج ہو چکے

تھے وہ پُر سکون ہو تا دیوانگی کے عالم میں

اُس کا چہرہ چوم رہا تھا۔۔





نیہام بیٹا کیا ہوا ہے کچھ دنوں سے تمھاری  
طبیعت خراب لگ رہی ہے۔۔ بی جان  
جوا بھی نماز پڑھتے نیہام کے کمرے میں  
داخل ہوئی تھیں اُسے بے چینی سے چکر  
کاٹتے دیکھ بولی تھیں۔۔۔

پتہ نہیں بی جان بہت بے چینی سی ہو  
رہی ہے۔۔ وہ بہتی آنکھوں کے ساتھ  
اپنا سینا مسلتے بولی تھی۔۔

کیوں میرا بچہ۔۔ وہ اُسکے بالوں کو سمیٹتے  
ہوئے بولی تھیں۔۔

بی جان لگ رہا ہے جیسے۔۔ جیسے شہسوار

مجھ سے دور ہو رہے ہیں وہ۔۔ مجھ سے

چھن جائیں گے۔۔ وہ اُنکا ہاتھ تھامتے

روتے ہوئے بولی تھی۔۔

ایسا کچھ نہیں ہے میرا بیٹا تمہارا وہم ہے

صرف مت سوچو یہ۔۔ وہ اُس کے

آنسو صاف کرتے بولی تھیں۔۔۔

نہیں بی جان نجانے کیوں مجھے لگ رہا  
ہے یہ وہم نہیں ہے وہ مجھ سے دور ہو  
گئے ہیں۔۔ وہ بری طرح روئی تھی۔۔

اُسے دور بھی تو تم ہی کر رہی ہو نہ۔۔ وہ نا  
چاہتے ہوئے بھی شکوہ کر گئی تھیں اُنکا  
کلیجہ پھٹتا تھا شہسوار کو یوں دیکھ۔۔۔

میں انہیں مر کر بھی خود سے دور نہیں  
کر سکتی بی جان وہ میرے دل میں ہی  
نہیں میری روح میں بستے ہیں بھلے  
دوریاں صبی مگر اُنسیت بہت بری چیز  
ہوتی ہے آپ اُس شخص کو چاہ کر بھی  
نہیں چھوڑ پاتے جن کی عادت لگ

جائے۔۔ وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ گئی  
تھی۔۔

عادتیں جان لیوا ہوتی ہیں بی جان نہ یہ جینے  
دیتی ہیں نہ ہی مرنے دیتی ہیں۔۔ وہ  
آنکھیں میچ گئی تھی اُس ستم گر کا حسین  
چہرہ آنکھوں میں چھم کرتا آیا تھا وہ  
آنکھیں کھول گئی تھی۔۔۔

اب بھی وقت ہے نیہام میں ہاتھ جوڑ کر  
معافی مانگتی ہوں جانے والا چلا گیا مگر اپنی  
زندگی جیتے جی جہنم نہ بناؤ اُسے سمیٹ لو  
۔۔۔ وہ ہاتھ جوڑے رودی تھیں نیہام  
نے تڑپ کر اُنکے ہاتھ تھامے تھے اور  
پھوٹ پھوٹ رودی تھی۔۔۔



جمعے کا دن تھا تمام حویلی کے افراد زنانے  
کے لاؤنج میں موجود تھے۔۔۔

قمر شاہ اور شہسوار شاہ ایک دوسرے کو  
دیکھنے سے گریز کر رہے تھے تاکہ کوئی  
بد مزگی نہ ہو مگر دوسری جانب ادیان



اپنی مونچھوں پر ہاتھ پھیرتے شہسوار  
سے نظریں ہٹانے کو تیار نہ تھا شہسوار  
کے چہرے پر الگ ہی سکون تھا جو سب  
کو حیرت میں ڈالے ہوئے تھا



نیہام کی نظریں اُسکے پُر سکون چہرے کا  
طواف کر رہی تھیں وہ سیاہ شلوار قمیض

میں نکل سکھ ساتیار ہر تھوڑی دیر میں  
اپنے آپ میں ہی مسکرا رہا تھا۔۔۔

ہاں قمر بولو کیا بات کرنی تھی جس کے  
لیے سب کو اکٹھا کیا ہے۔۔ آفتاب شاہ  
اپنی ڈھلتی صحت کے ساتھ سنجیدگی سے  
بولے تھے قمر نے ایک نظر اٹھا کر سب

کو دیکھا تھا اور شہسوار سے نظریں ملی  
تھیں۔۔۔

میں۔۔ اُسے سمجھ نہیں آرہی کیسے بولے  
او جانتا تھا اُسکی بات کیا طوفان لائے گی

--

کیا بات ہے کھل کر بولو بیٹا۔۔۔ قاسم

شاہ نے بھی سنجیدگی سے پوچھا تھا۔۔

باباجان تاجاجان کیا آپ مجھ پر بھروسہ

کرتے ہیں۔۔۔ وہ نظریں اٹھائے سنجیدہ

لہجے میں بولا تھا۔۔۔

یہ پوچھنے والی بات ہے میرے شیر۔۔۔  
آفتاب شاہ مسکرا کر بولے تھے شہسوار  
نے تشویش سے اُسے دیکھا تھا۔

اگر میں کوئی فیصلہ لوں تو کیا آپ مجھ پر  
یقین کریں گے۔ اُسکی بات پر شہسوار  
نے ٹیک چھوڑی تھی اُسے کسی انہونی کا  
احساس ہوا تھا۔

کیوں نہیں اگر قابل قبول ہوئی تو۔۔

قاسم شاہ نے کندھے اُچکاتے کہا تھا۔۔

ہمم میں۔۔ وہ ٹھہرا تھا حلق تر کیا تھا۔۔

میں راتمہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں

۔۔ یہ الفاظ نہیں بلکہ بارود تھا جو اُنکے

کانوں میں بھر دیا گیا تھا سب کے سب  
بے یقینی سے اُسے دیکھ رہے تھے منسا  
لڑکھڑائی تھی۔۔۔

یہ کیا بکواس ہے۔۔۔ شہسوار غرایا تھا۔۔

شاہ ہم بات کر رہے ہیں ٹھنڈھ رکھو۔۔

آفتاب شاہ نے اُسے سختی سے ٹوکا تھا

---

قمر۔۔۔ قاسم شاہ نے حیرت سے اُسے

پُکارا تھا۔۔۔



بابا میں نے کوئی بے معنی بات نہیں کی  
فرحان کے لیے انکار کا مقصد سمجھ آتا ہے  
مگر میرے لیے۔۔۔؟؟ وہ از حد سنجیدہ  
تھا۔۔

یہ ممکن نہیں تیری منگ ہے منسا میں اپنی  
بہن کی شادی کبھی تجھ سے نہیں

کر واؤں گا۔۔ شہسوار کی دماغ کی رگیں

اُبھری تھیں وہ دھاڑ کر بولا تھا۔۔

اور تجھ سے پوچھا کس نے۔۔ قمر شاہ

سکون سے صوفے سے پشت لگاتے بولا

تھا۔۔

قمر دشمنی مجھ سے ہے مجھ سے ہی نبھا  
اُسے استعمال مت کر۔۔۔ شہسوار نے  
لہجہ دھیمہ کرتے کہا تھا۔

میں یہ کبھی نہ کرتا گر جو تو یہ نہ کرتا۔۔۔  
وہ بھی دھیمے لہجے میں بولا تھا۔۔

میں تیری بہن کو ابھی اسی وقت چھوڑ  
دوں گا یاد رکھنا۔۔۔ وہ بے بسی سے بولا  
تھانیہام نے تڑپ کر سر نفی میں ہلایا تھا

---

چھوڑ دے ویسے بھی تیرے ہوتے  
ہوئے بھی وہ بیوہ ہے اُسے چھوڑ اور اُس

حرامزادی طوائف کے پہلو میں جا۔۔۔  
وہ اُسکی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ گیا تھا۔۔۔

قمر شاہ خبردار اُسکے لیے ایک لفظ بھی بولا  
تو جان سے مار دوں گا تجھے۔۔۔ وہ ٹیبل کو  
مارتا دھاڑا تھا۔۔۔

یہ کیا ہو رہا ہے کس کی بات کر رہے ہو  
۔۔۔ آفتاب شاہ اٹھتے گر جے تھے کبھی  
جوانکی جوانی انہیں ٹک کر بات کرنے  
دے۔۔۔

آپکے لاڈ لے بیٹے تیا جان ایک طوائف  
کے عشق میں گرفتار ہو گئے ہیں۔۔۔  
ایک پگھلا ہوا سیسہ تھا جو نیہام میں انڈیل

دیا تھا وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے شہسوار کو

دیکھ رہی تھی باقی عورتوں کا بھی یہی

حال تھا۔۔۔

شاہ۔ کیا یہ سچ ہے۔۔ قاسم شاہ دھیمی

آواز میں بولے تھے۔۔

یہی نہیں بلکہ آج کل حویلی نہ آنے کی  
وجہ بھی وہی طوائف ہے دن رات اُسکے  
ساتھ گزارتے ہیں یہ ناجائز تعلقات ہیں  
اُسکے ساتھ انکے۔۔ ادیان کے لفظوں پر  
نیہام نے دل کو تھامنا تھا سب کی آنکھوں  
میں بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔۔



زبان سمجھالو چھوٹے شاہ۔۔ شہسوار

نے وارن کیا تھا۔۔

کیا یہ سچ ہے۔۔۔؟؟ نیہام کی کانپتی آواز

پر سب اُسکی جانب متوجہ ہوئے تھے

---

شہسوار نے سر جھٹکا تھا اُسے اُس سے  
کوئی سروکار نہ تھا جو اُس پر بھروسہ تک  
نہیں کر سکی بھلا وہ کیوں اُسے دل میں  
جگہ دیتا۔۔۔

کیا یہ سچ ہے۔۔ وہ اُسکی خاموشی پر چیخی  
تھی۔۔

ہاں عشق کرتا ہوں اُس سے۔۔۔ وہ  
ریلیکس انداز میں بولا تھا عورتوں کے  
ہاتھ دل پر گئے تھے نیہام کی آنکھوں سے  
آنسوؤں ٹوٹ کر بہے تھے۔۔۔

عشق۔۔؟؟ تو میرا کیا جو آپ سے عشق  
کرتی رہی۔۔ وہ اُسکے عین سامنے آئی  
تھی۔۔

عشق اور تم بیچ نام بد نام مت کرو عشق کا  
یہ کہہ کر کہ تم نے مجھ سے عشق کیا ہے  
۔۔۔ وہ تمسخر سے بولا تھا۔۔۔

اگر میں نے عشق نہیں بھی کیا تو بیوی  
ہوں آپکی آپ کیسے دوسری عورت کی  
جانب دیکھ سکتے ہیں وہ بھی ایک طوائف

--؟؟؟ وہ اُسکا گریبان جھنجھوڑتے بولی  
تھی سب خاموش تماشاائی بنے کھڑے  
تھے۔۔۔

دوسری عورت یا طوائف نہیں اہم یہ  
ہے کہ وہ شہسوار شاہ کے دل میں بستی  
ہے میں نے اس سے عشق کیا ہے وہ  
میری اور میں اُسکا ہوں فقط یہ معنی رکھتا

ہے۔۔ وہ اُسکی ذات کے پر نچے اڑا گیا تھا

--

خبر دار اُس کو اپنا کہا تو میں جان سے مار  
دوں گی آپکو۔۔ وہ چیخی تھی۔۔۔

شرم نہیں آئی یہ کرتے مجھے دھوکا دیتے  
بولیں کیوں کیا یہ۔۔ وہ اُسکے سینے پر ہاتھ  
مارتے حلق کے بل چیخی تھی۔۔

کوئی دھوکہ نہیں دیا میں نے تمہیں  
عشق کیا ہے اُس سے ڈنکے کی چوٹ پر  
کہہ تھا رہا ہوں کسی کا ڈر خوف نہیں مجھے

نکاح کروں گا اپنے دل کی ملکہ بناؤں گا  
اُسے۔۔ وہ اُسکے ہاتھ تھا متے گر جا تھا قمر  
اور ادیان نے مٹھیاں بھینچی تھیں قاسم  
شاہ دل تھا مگئے تھے باقی سب تو سن  
تھے ساکن۔۔۔

نکاح کیوں ایسا کیا ہے اُس میں جو مجھ میں  
نہیں کیا وہ مجھ جتنی خوبصورت ہے کیا



مجھ جیسا عشق کرتی ہے کیا میری طرح  
زندگی آپکے نام کر سکتی ہے بتائیں کیا ہے  
اُس میں جو مجھ میں نہیں۔۔۔ وہ جھکیوں  
کے درمیان بولی تھی۔۔

سکون۔۔ سکون ہے اُسکے پاس جو تم میں  
نہیں اور خوبصورتی سے مجھے فرق نہیں  
پڑتا میرے لیے اُسکا خوب سیرت ہونا

ہی کافی ہے تم جیسا عشق اُسے کرنے کی  
ضرورت نہیں کیونکہ تم نے جس سے  
عشق کیا ہے وہ اُس سے عشق کرتا ہے تم  
جیسے اپنی زندگی اُسے میرے نام کرنے  
کی ضرورت نہیں کیونکہ میں اپنی زندگی  
اُسکے نام کر چکا ہوں کیا مزید اہمیت اور  
مقام بتاؤں اُسکا۔۔۔ وہ اُسکا دل ٹکڑے  
ٹکڑے کر گیا تھا کتنے آرام سے کتنے

سکون سے نیہام نے سر نفی میں ہلایا تھا  
اور ہمت نہ تھی سننے کی اسکا وجود آج  
ریزہ ریزہ ہو گیا تھا اُسکی ذات بچی ہی نہ  
تھی۔۔

شہسوار ایک آخری نظر سب پر ڈالتا  
وہاں سے چلا گیا تھا اُسکا جاننا نیہام کو بے  
موت مار گیا تھا وہ ختم ہو گئی تھی۔۔

میں نے۔۔۔ رائمہ تمہیں دی قمر۔۔

آفتاب شاہ مرے مرے لہجے میں

بولے تھے رائمہ کا وجود شل ہو گیا تھا

جس کو تمام عمر اپنا بھائی مانا وہ اُسکا شوہر وہ

کبھی یہ بات تسلیم نہیں کر سکتی تھی قمر

نے زور سے اپنی آنکھیں میچی تھیں منسا

کی دھڑکنوں اور رکتی چلتی سانسوں کی  
آواز اُسے بخوبی سنائی دے رہی تھی

---

وہ ٹھہر نہ سکا تھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا  
وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔

-----

مجھے اس سے ملنا ہے امی جان۔۔۔ وہ اُنکی  
گود میں سر رکھے دھیمے لہجے میں بولی تھی

---

خود کو اذیت نہ دو میری بیٹی اُسے تم اب  
بھی محبت سے اپنا بنا سکتی ہو وہ دوسری  
ہے اور صرف باہر کی مگر تم اُسکی بیوی

ہو۔۔ وہ سمجھانے والے انداز میں بولی  
تھیں۔۔

اب بھی آپکو لگتا ہے وہ میرے ہوں گے  
دیکھا نہیں تھا کیسے اس سے عشق کا اظہار  
کر کے گئے ہیں اُنھیں میرا ذرا خیال نہیں  
آیا می۔۔ وہ اُن میں چہرہ چھپائے سک  
کر بولی تھی۔۔

مرد کی ذات ہی ایسی ہوتی ہے تم نے ہلکی  
سی ڈھیل دی کچھ دن بے رخی دکھائی اور  
وہ کسی دوسری کے جادو میں آگیا۔۔ وہ  
اُسکے بال سہلاتے بولی تھیں۔۔۔

کیا اتنا کمزور تھا میرا عشق امی۔۔ وہ بھیگی  
انکھوں سے بولی تھی۔۔



تمہارا عشق کمزور نہیں تھا مگر اس نے  
عشق تو دور تمہارے لیے کبھی پسندیدگی  
کے الفاظ بھی نہیں استعمال کیے اور یاد  
رکھو وہ اُس سے عشق کا دعویٰ کر چکا ہے  
اور مرد کا عشق بہت جنونی ہوتا ہے اُسے

واپس لے آؤ ورنہ کھودو گی۔۔ وہ سمجھا  
رہی تھیں اور وہ روتی چلی جا رہی تھی۔۔



اُسے شاہ حویلی بلایا گیا تھا وہ نہیں جانتی  
تھی کہ وہاں سب کے سامنے شہسوار  
عشق کے جھنڈے گاڑ کر آیا تھا رقیہ بیگم  
کے بلانے پر اُسے ناچا ہتے ہوئے بھی انا  
پڑا تھا۔۔۔

کتنی خوبصورت حویلی ہے شاہ سائیں کی  
تارا۔۔ نیلم ستانِ نشی نظروں سے حویلی کو  
دیکھتے بولی تھی۔۔۔

امم ہمم۔۔ اُسے پاگلوں کی طرح ہر شے  
کو گھورتے دیکھتے تارا نے اُسکے بازو پر چپٹ  
لگائی تھی وہ دونوں حویلی کے زنان

خانے میں داخل ہوئی تھیں جہاں تمام  
حویلی کی عورتیں اور ملازمین تھیں۔۔

اسلام علیکم۔۔ تارائے اُنکے سامنے رکے

ادب سے سلام کیا تھا۔۔

ہمم تم ہوتا را۔۔۔ رقیہ بیگم اُسکو تنفر سے  
دیکھتے بولی تھیں تارا نے سر جھکایا تھا۔۔

آج کل تمھاری تعریفیں بڑی زدے  
خاص و عام ہیں تمھارے رقص کے  
بہت چرچے ہیں ہر جگہ۔۔۔ نیہام نے  
لاؤنج میں صوفے پر بیٹھتے اُسے زمین پر

بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا تاہا اُس کے سامنے  
زمین پر بیٹھی تھی لاؤنج میں اس وقت  
حویلی کی تمام عورتیں اور ملازمین موجود  
تھے نیہام نے اُسے استہزاء سی دیکھا تھا  
چاہے جو ہو تھی تو وہ ایک طوائف ہی اور  
وہ ایک سیدزادی۔۔۔

شہسوار کی اُس طوائف کے لئے محبت  
کے اظہار کے بعد بلا آخر اُس نے تنگ آکر  
!!! اُسے حویلی بلا لیا تھا ذلیل کرنے

یہ تو اُنکی کرم نوازی ہے ورنہ کہاں اُنکی  
شان اور کہاں میری ذات۔۔۔ تار آنے  
مسکرا کر کہا تھا آواز دھیمی اور ادب لیے  
ہوئے تھی۔۔۔



ظرف تو ہے میرے شاہ کا مگر

جب اوچی شانوں والے ایک کم ذات کی

تعریف کرنے لگیں تو لوگوں کی زبانیں

لمبی اور شک کے گھیرے کشادہ ہو جاتے

ہیں۔۔۔ نیہام نے اُسے حقارت سے

دیکھتے ہوئے کہا تھا اُس کا وجود اُس کے تن

بدن میں آگ لگا گیا تھا آگ لگتی بھی

کیوں نہ جو شخص اُسکی تہجد کی دعائیں تھا

وہ سامنے بیٹھی اُس طوائف پر اپنا آپ ہار  
بیٹھا تھا اُسکے دل میں شعلے جل رہے تھے  
کعبت تھی بھی اتنی حسین کے نظریں نہ  
ٹھہریں۔۔۔

تار آنے مسکرا کر سر کو جھکایا تھا اُس شاہ  
کے عشق میں ملنے والی ذلت اُس کے

لیے بڑی سے بڑی عزت سے زیادہ تھی

---

لوگوں کا تو کام ہی باتیں بنانا ہے وہ تو  
میت کو نہیں بخشے ہم تو پھر سانسیں لیتے  
چلتے پھرتے انسان ہیں  
اُسکے لہجے میں ادا سی تھی

باقی رہی بات شک کے گھیروں کی تو  
آپ مجھ سے شاکی نہ ہوں۔۔۔ تار آنے  
ادب سے کہا تھا سب خواتین نے  
نظروں کا تبادلہ کیا تھا کچھ نہیں تھا انکی  
نظروں میں جس شہسوار شاہ کے حکم پر  
یہ حویلی چلتی تھی وہ اس کے حکم پر چلتا تھا  
حسد تھا جو نیہام کے وجود کو اپنی لپیٹ  
میں لے گیا تھا۔۔

بس او بس میں نے شاکی ہونا بھی ہے تو

تم سے ہونا ہے آخر ہے کیا تم میں

۔۔۔؟؟ وہ اُسکی بات اور انداز پر تلملا کر

گر جتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھی تھی تارا

کے ساتھ آئی دوسری طوائف ڈر کر

زمین سے اٹھی تھی مگر تارا وہ نہ اٹھی

تھی وہ کیونکر اٹھتی ڈرتی اُسکے پاس اُس

شخص کی محبت تھی جس کے خوف سے

پورا سید کسراں خوفزدہ رہتا تھا شہسوار

کی محبت کا مان ہی تو تھا یہ۔۔۔

میں سید شہسوار شاہ کی بیوی ہوں میرا  
مقام ہے لوگ مجھے اُنکی خاندانی پاک دمام

بیوی کہتے ہیں اور

تم کیا تمھاری ذات کیا۔۔۔ ایک

خوبصورتی ہی تو ہے تمہارے پاس جس  
پر گرہن تمہاری ذات ہے  
کوئی میرے سے خوبصورت ہو گا مجھ  
سے اونچا ہو گا مجھ سے زیادہ مقام رکھتا  
ہو گا تو شاہ کی زندگی میں آئے گا اور جب  
کوئی یہ جرت کرے گا تو می اُسکی نسلوں  
کو مٹانے کا دم رکھتی ہوں اور جو میں یہ نہ  
کروں تو نیہام شہسوار شاہ میرا نام نہیں

-- اُس کے لہجے میں اپنے مقام اور اپنے  
نام کے ساتھ جڑے شہسوار شاہ کے نام  
کا غرور تھا اور مقابل کیا تھی فت دل  
بہلانے کا سامان جس کے ساتھ راتیں تو  
حسین کی جاسکتی تھیں مگر نکاح نہیں۔۔

جو میرے مقام تک آنے کا سوچے گا  
میں اُس کا نام اس صفحہ ہستی سے مٹانے



میں پل نہیں لگاؤں گی میری محبت پر  
جس نے نظر رکھی میں اُسکی آنکھیں  
نوج کر سید کسراں کے کتوں کے آگے  
ڈال دوں گی۔۔۔

وہ دھاڑی تھی جب اُسکی بھابھی نے  
اُسے تھاما تھا۔۔۔

بلکل سمجھ گئی ہوں جی بے شک آپ کی  
شان اونچی۔۔ آپ کی ذات بڑی۔۔ آپ  
خوبصورت۔۔ پاک۔۔ کسی کی کیا  
مجال کہ آپ کا مقابلہ کرے کہاں آپ کی  
شان و شوکت کہاں عام بندوں کی

اوقات

اجازت دیں مجھے۔۔ اُس نے کھڑے ہو  
کر احترام سے کہا تھا ساتھ ہی جانے کی  
اجازت مانگی تھی۔۔۔

اب ائی ہو تو رقص کر کے جاؤ اور جاتے  
ہوئے اپنی قیمت لیتی جانا۔۔۔ نیہام نے  
اُسکا تمسخر اڑاتے کہا تھا ملازمین کی ہنسی

گو نجی تھی حویلی کی عورتوں نے بھی  
اُسے اچھوت کی طرح دیکھا تھا۔۔۔

جی جیسا حکم آپکا۔۔۔ تارا نے سر جھکا کر  
کہتے رقص شروع کیا تھا جب نیہام کے  
حکم پر ملازمہ نے زنان خانے میں موجود  
اُس کھڑکی کو کھولا تھا جہاں سارے  
ملازمین مرد موجود تھے جو تارا کو رال

ٹپکاتے دیکھ رہے تھے تار انے سر جھٹکا تھا

آخر روز ایسے

انسان کے لبادے میں درندوں کے  
سامنے رقص کرتی تھی اج کیا فرق تھا

---

اس سے قبل کوئی کچھ بولتا حویلی کا  
اندرونی دروازہ کھلا تھا اور شہسوار شاہ  
داخل ہوا تھا جسے دیکھتے سب کانپتے

ہوئے اپنی اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے  
تھے۔۔۔۔۔ شہسوار جو اپنے دیہان میں آ  
رہا تھا وہ تارا کو دیکھتے ٹھٹھک کر رہا تھا وہ  
ابھی اُس سے ملنے ہی گیا تھا مگر وہ تھی ہی  
نہیں اور وہ بنا کسی سے پوچھے غصے میں  
واپس آ گیا تھا کیونکہ تارا جانتی تھی کہ وہ  
اس وقت آتا ہے تو اُسے وہاں ہونا چاہیے

تھا اُسکا انتظار کرنا چاہیے تھا مگر یہاں تو وہ  
حیران زدہ رہ گیا تھا۔۔۔

تار اتم یہاں۔۔۔ وہ سب کو اگنور کرتا اُس  
سے بولا تھا نہیام کے دل میں جلن سے  
بھانپھڑ جلے تھے۔۔۔

سلام شاہ جی۔۔ وہ اُسکے قریب آنے پر  
اُسکے گھٹنوں کو چھونے ہی والی تھی جب  
شہسوار اُسکا ہاتھ تھام گیا تھا اور اُسکا ہاتھ  
تھا مناسب تھی نیہام کی اُسکے ہاتھ میں  
موجود اُسکا ہاتھ اُسے کتنا کھلا تھا اُسکا دل  
کٹ گیا تھا۔۔



یہاں کیا کر رہی ہو۔۔ وہ سختی سے بولا تھا

تبھی نظریں زنانے کی کھلی کھڑکی کی

جانب اٹھی تھیں اُس کا خون میں اُبال

اٹھے تھے۔۔

وہ۔۔ میں نے بلایا تھا۔۔ تارا کے بولنے

سے پہلے ہی رقیہ بیگم بول پڑی تھیں

---

اور کیوں پوچھ سکتا ہوں۔۔ وہ ہر لحاظ

بالائے طاق رکھتے سختی سے بولا تھا۔۔

ناچنے والی ہے اسکا ناچ دیکھنے کے لیے ہی

بلایا ہے ظاہر ہے۔۔ وہ عجیب انداز میں

بولی تھیں۔۔۔

یہ شہسوار شاہ سے تعلق رکھتی ہے یہ

بھول گئی تھیں۔۔ وہ سرد لہجے میں بولا تھا

جتنا مرضی جوڑ لو تعلق رہے گی یہ  
طوائف ہی۔۔ وہ تنفر سے بولی تھی

---

بختو چچا۔۔ وہ اُنھیں نظروں کے حصار  
میں لیے دھاڑا تھا سب لرزا اٹھے تھے  
اُسکے پہلو میں کھڑی تارا بھی۔۔

جی سردار سائیں۔۔ وہ اندر آتے سر

جھکائے بولے تھے۔۔

انہیں واپس چھوڑ کر آئیں اور خیال رہے

سردار شہسوار شاہ کی عزت ہے یہ اپنی

جان آپکو امانت دے رہا ہوں خیال سے

اندر تک چھوڑ کر آئے گا۔۔ وہ جان بوجھ

کر یہ الفاظ بولا تھا تا کہ اُسے طوائف کہنے  
والوں کے منہ پر بنا ہاتھ کے تماچا لگے اور  
یہی ہوا تھا نہیام کا چہرہ حسد و رقابت کے  
احساس سے سرخ ہوا تھا۔۔۔

جاؤ میں شام میں آتا ہوں ہم۔۔۔ وہ اپنی  
شال اتارتا تارا کے وجود پر اوڑھاتے اُسکا

ہاتھ تھامے زنان خانے کے دروازے  
تک اُسے چھوڑ کر آیا تھا اُسکا انداز نیہام کو  
کتنی تکلیف دے رہا تھا وہ جانتے بوجھتے  
انجان بن رہا تھا۔۔۔

آئندہ اگر آپ نے اُسکی تذلیل کرنے کی  
کوشش کی چچی جان تو میں ہر لحاظ بھول

جاؤں گا۔۔ شہسوار اُسے چھوڑ کر اندر آتا

عصے سے سرخ ہوتے بولا تھا۔۔

شہسوار مت کریں میرے ساتھ ایسے

آپ چھوڑ دیں اُسے پلیز میں میں مر

جاؤں گی آپ کے بغیر آپ جانتے ہیں میں

آپ سے پاگلوں کی طرح عشق کرتی



ہوں۔۔ نیہام اپنی خدی ایک مرتبہ پھر

بھولاتی اُسکا بازو تھا مے روتے ہوئے

بولی تھی۔۔

کاش عشق کی جگہ فقط اعتبار کر لیتی اب

کوئی فائدہ نہیں وہ میری روح میں بس

چکی ہے اس سے دوری ناممکن ہے۔۔ وہ

کہتے اپنا بازو چھڑواتے سیڑھیوں کی

جانب بڑھا تھا۔۔۔

مبارک ہو شہسوار شاہ۔۔ بی جان کی

آواز پر اُسکے قدم رکے تھے اُس نے

پلٹ کر نا سمجھی سے اُنھیں دیکھا تھا۔۔

تم باپ بننے والے ہو۔۔ یہ کہنا تھا کہ  
شہسوار کے قدموں تلے زمین نکلی تھی  
باقی بھی اتنے ہی حیران تھے نہام نے  
بھگی آنکھوں سے اُسے دیکھا تھا۔

شہسوار نے فوراً نیہام کی جانب دیکھتے

نظروں سے پوچھا تھا گویا سچ ہے یا

جھوٹ۔۔

میں ڈھائی ماہ سے حاملہ آپکے بچے کی ماں

بننے والی ہوں شہسوار۔۔ وہ کانپتے لبوں

سے بولی تھی۔۔۔

شہسوار کی آنکھوں میں خوشی کے دیپ  
جلے تھے مسکراہٹ خود بخود آئی تھی۔۔

اُسکی مسکراہٹ نے سب کو حوصلہ دیا تھا  
نیہام کو بھی حوصلہ ہوا تھا کہ وہ اب اُسے  
چھوڑ کر پھر سے اُسکا ہوجائے گا۔۔

شہسوار مسکراتے ہوئے اُسکی جانب تیز  
تیز قدموں سے بڑھا تھا۔

سچی نیہام تم مذاق تو نہیں کر رہی۔۔۔ وہ  
اُسے کندھوں سے تھامے اپنے قریب  
کرتے خوشی سے سرشار ہوتے بولا تھا

کیا یہ بات مذاق کرنے کی ہے خود  
محسوس کریں آپ کو معلوم ہو جائے گا  
۔۔۔ وہ چادر کے اندر سے اُسکا ہاتھ اپنے  
پیٹ پر رکھتے خم مسکراہٹ کے ساتھ  
بولی تھی اُسے تو جیسے اس بچے کی صورت  
میں نئی زندگی ملی تھی شہسوار کا دل  
نجانے کیوں بہت زور سے دھڑکا تھا وہ

ہنستے ہوئے اُسے زور سے سینے میں بھینچ

گیا تھا بی جان نے مسکرا کر دونوں کا

صدقہ اُتارا تھا۔۔۔

تم نہیں جانتی میں کتنا خوش ہوں اف

میں بابا بابا ہا۔۔ وہ اُسکا ماتھا چومتے بولا تھا

اُسکے لمس پر نیہام کی آنکھوں سے آنسو



رواں ہوئے تھے کتنے عرصے بعد یہ  
لمس اُسے ملا تھا۔۔۔

مگر یاد رکھیے گا اب میں آپکو کبھی اُس  
عورت کے پاس نہیں جانے دوں۔۔۔  
وہ لاڈاٹھوانے والے انداز میں اُنگی  
اٹھاتے بولی تھی شہسوار کا مسکراتا چہرہ

پل میں سمٹا تھا اُس کا چہرہ دیکھ سب کی  
مسکراہٹ تھمی تھمی۔۔۔

میں اُسے نہیں چھوڑ سکتا و میری مجبوری  
بن چکی ہے اُسکے بغیر میں خود تصور نہیں  
کر سکتا۔۔۔ وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے  
بولا تھا۔۔۔

آپکو اُسے چھوڑنا پڑے گا شہسوار تبھی یہ  
بچہ آپکو دوس گی ورنہ آپکا میرا اور اس بچے  
سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔۔۔ وہ بچے کو  
ہتھیار بناتے بولی تھی شہسوار کی اول کی  
خوشی اُسے اس بچے کی اہمیت بتا گئی تھی

---

شہسوار نے ایک سپاٹ نظر اُس پر ڈالی  
تھی۔۔

ٹھیک ہے رکھ لو میرے نصیب میں  
اولاد کا سکھ ہوا تو وہ مجھے تارا سے دے  
دے گا۔۔ شہسوار بے تاثر انداز میں  
کہتے اُلٹے قدم پیچھے اُٹھا رہا تھا نہیام کا دل  
مُٹھی میں آیا وہ کانپ کر رہ گئی تھی۔۔

شہسوار تم ایسے نہیں کر سکتے ماں بننے  
والی ہے وہ۔۔ بی جان غصے سے بولی تھی

---

میں اُسے نہیں چھوڑ سکتا میرے بس  
میں نہیں پسند ہوتی چھوڑ دیتا مگر وہ عشق  
ہے جو لحد تک ساتھ جائے گا۔۔۔ وہ

کہتے ایک ساتھ کتنی ہی سیڑھیاں  
پھلانگتے اوپر چلا گیا تھا نیہام اپنے پیٹ کو  
تھامے وہیں سودے

وہ جلے پیر بلی کی مانند یہاں سے وہاں پھر  
رہی تھی شہسوار کسی سے ٹیرس پر ہنس  
کربات کرتے وقت پر مولوی کے ساتھ  
پہنچنے کو کہہ رہا تھا نیہام کے دل میں  
خوف کے وسوسوں نے گھر کیا تھا وہ

روتے ہوئے مسلسل چل رہی تھی وہ  
خود ہی کمرے میں واپس آچکی تھی اُس  
نے شہسوار کے قریب جانے کی کوشش  
کی تھی مگر اس نے اُسے نرمی سے خود  
سے دور کر دیا تھا وہ پھر اپنی تزلزل اپنی  
دھتکار بھلائے اُسکے آگے پیچھے گھوم رہی  
تھی وہ اُسکا تھا صرف اُسکا اُسکی دعاؤں  
میں مانگا عشق وہ ایسے کیسے کسی کے بھی

حوالے کر دے ہوتی اُسکی برابری کی تو وہ

پھر بھی مقابلہ کرتے اچھی لگتی مگر وہ

ذات کی ناچنے والی اُسکی جگہ لے رہی

تھی اُس سے اُسکا شہسوار چھین رہی تھی

نیہام دھندلی نظر سے واشر و م کے بند

دروازے کو دیکھا تھا جہاں وہ موجود تھا

کیا وہ اُس سے نکاح کرنے جا رہا تھا کیا وہ

اُسے اپنانے جا رہا تھا نیہام اپنے بال



نوچتے بے آواز رودی تھی اسی اثنا میں  
دروازہ کھلا تھا اور وہ شاور کی بھینی  
بھینی خوشبو میں نہایا باہر آیا تھا سفید  
بوسکی کی کلف لگی شلوار قمیض پہنے وہ  
ڈریسنگ مرر کے آگے آتا ڈرائیو سے  
بال سکھاتے اُنھیں سیٹ کر رہا تھا ہاتھ  
میں برانڈ ڈواج پہنے کفلنکس لگاتے وہ اپنا

پسندیدہ پرفیوم اٹھاتے خود پر چھڑک رہا

تھا۔۔۔

ک۔۔ کہاں جا رہے ہیں۔۔ وہ بلا آخر

سوال زبان پر لاتے بولی تھی۔۔

جہاں روز جاتا ہوں۔۔۔ وہ سنجیدگی سے  
بولتے اپنے آپ کو فائنل ٹیچ دے رہا تھا

--

روز تو اتنی تیاری نہیں ہوتی آج اس  
تیاری کا خاص مقصد۔۔ وہ خود کو نارمل  
ظاہر کراتے پینک کرتے اپنے ہاتھوں کو  
پیچھے چھپا گئی۔۔۔

ہمم نکاح ہے آج میرا تارا سے۔۔۔ ان  
الفاظوں پر نیہام کو فضا میں آکسیجن کی کمی  
لگی تھی وہ بے اختیار اپنی شہ رگ سہلا  
گئی تھی۔۔۔

شہسوار آپ یہ نہیں کر سکتے کہہ دیں  
جھوٹ ہے پلیز۔۔ وہ اُس سے لپٹتی  
ایک دم ہچکیوں سے رودی تھی۔۔

یہ جھوٹ نہیں ہے نیہام میں سچ میں تارا  
سے نکاح کر رہا ہوں مگر تمہیں چھوڑ  
نہیں رہا۔۔ وہ اُسے خود سے دور کرنے

کی کوشش کرتے سنجیدگی سے بولا تھا

---

آپ مجھے چھوڑ بھی نہیں سکتے میں آپکا  
قتل اپنے ہاتھوں سے کروں گی شہسوار  
شاہ اگر آپ نے اُس بیچ کمزات کمزرف  
طوائف سے نکاح کیا تو۔۔ وہ اپنے حواس  
کھوتے چیخی تھی۔۔۔

جو کہنا ہے مجھے کہو اُس کے خلاف ایک  
لفظ نہیں۔۔۔ وہ اُن گلی اُٹھائے قطعی انداز  
میں بولا تھا۔۔۔

کیوں درد ہو رہا ہے۔۔۔ وہ بے ساختہ بولی  
تھی

ہاں بے انتہا۔۔ وہ لفظوں سے گھائل  
کر ناخوب جانتا تھا۔۔

اچھا میں اسکو کچھ نہیں کہتی آپ میری  
بات سنیں نہ۔۔ وہ اُسکا چہرہ ہاتھوں میں  
تھامے بولی تھی۔۔



سن رہا ہوں بولو۔۔ وہ اُسکے لڑرتے وجود  
کے پیشِ نظر اُسکی کمر کو تھام گیا تھا ورنہ  
وہ زمین بوس ہو جاتی۔۔۔

پلیز شہسوار آپکو ہمارے بچے کا واسطہ مجھ  
پر یہ ظلم نہ کریں میں آپ سے بھی محبت  
کرتی ہیں بے انتہا آپکی سوچ سے بھی کئی  
گناہ زیادہ خُدا را یہ نہ کریں۔۔ وہ اُسکی

گردن میں باہیں حائل کرتے روتے  
ہوئے اس سے لیٹی تھی شہسوار نے گہرا  
سانس بھرا تھا۔۔۔

یہ لمس یہ آنسوؤں یہ اظہار اُس وقت  
کہاں تھے جب مجھے تمہاری ضرورت  
تھی۔۔۔ وہ سرد لہجے میں بولا تھا۔۔۔

تب آپ گنہگار تھے۔۔

اب بھی میں ہی گنہگار ہوں بھولو مت

میں نے ہی مارا ہے تمہارا بھائی۔۔ وہ

طنزیہ بولا تھا۔۔

ہو گئی نہ غلطی اپنی نیہام کو معاف کر دیں

پلیز آئندہ کبھی آپکو چھوڑ کر نہیں جاؤں

گی آپکے قدموں میں رہوں گی ہمیشہ

جیسا کہیں گے کروں گی پر پلیزیہ نہ  
کریں۔۔ اُسکی آنکھیں رو رو کر سو ج چکی  
تھی بدن بری طرح چھکولے بھر رہا تھا

---

میں یہ نکاح ہر حال میں کروں گا میں اُس  
سے جسمانی تعلق بنا چکا ہوں اور اب

اُسے اپنے نکاح میں لیتے اپنا نام دے کر  
عزت دوں گا۔۔ وہ اُسے زبردستی خود  
سے پرے کر گیا تھا۔۔

میں یہ بھول جاؤں گی یہ کہ آپ نے  
جسمانی تعلق بنایا میں کبھی اس بات کا  
ذکر نہیں کروں گی سوچوں گی ایسا کچھ  
ہوا ہی نہیں بس آپ یہ نکاح نہیں کریں

گے۔۔ اُسکے الفاظ نیہام کو چور چور کر  
گئے تھے مگر وہ ڈھیٹ بنی بولی تھی۔۔۔

نیہام خود کو مت تھکاؤ ہٹو میرے راستے

سے۔۔۔ وہ بے حس بنتا اُسے ہٹاتا

دروازے کی جانب بڑھا تھا۔۔

شہسوار آپ ایسا نہیں کر سکتے۔۔ وہ اُسے  
کھینچتے ہوئے چیخی تھی۔۔

میں یہ ہر حال میں کروں گا ہٹو۔۔ وہ بھی  
جواباً دھاڑ کر کہتے اُسے دھکا دیتے باہر  
نکل گیا تھا۔۔

نیہام اوندھے منہ بیڈ پر گری تھی۔۔

میں جان سے مار دوں گی تمہیں شہسوار  
شاہ مگر کسی اور کاہر گز نہیں ہونے دوں  
گی۔۔ وہ اپنے بالوں کو نوچتے چیختی چلی جا  
رہی تھی۔۔

اہہ۔۔۔ وہ بیڈ پر ہاتھ مارتے حلق کے بل  
چلائی تھی۔۔



میں چھوڑیں گی تجھے کمصرف ذلیل  
عورت۔۔ وہ غرا کر کہتی دوپٹہ کندھوں  
پر لیے کمرے سے نکلی تھی۔۔

بھائی۔۔ قمر بھائی ادیان بھائی۔۔ وہ لاؤنج  
میں آتے چیخی تھی۔۔

اپنے اپنے کمروں میں موجود سب دہل  
کر باہر آئے تھے۔۔

نیہام گڑیا یہ کیا حالت بنائی ہے۔۔ قمر  
اُسے تھا متے پریشانی کے عالم میں بولا تھا

--

بھ۔۔۔ بھائی۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ شہسوار۔۔۔ وہ

پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔۔

کیا کیا ہے اُس نے بتاؤ مجھے

وہ اُسکی حالت دیکھتے درشتگی سے بولا تھا

--

وہ اُس طوائف سے نکاح کرنے گئے ہیں

بھائی۔۔۔ وہ بلک بلک کر روتی بولی تھی بی

جان اور آفتاب شاہ ساکن رہ گئے تھے

--

کیا۔۔ ادیان اور قمر حیرت سے بولے

تھے۔۔

بھائی مجھے وہ چاہیے ہر حال میں وہ صرف  
میرے ہیں۔۔ وہ پاگل سنکی لگ رہی تھی

---

نیہام سنبھالو خود کو۔۔ وہ اُسے اپنے سینے  
سے لگاتا بولا تھا۔۔

نہیں میں نے آج تک آپ سے کچھ  
نہیں مانگا مگر آج مجھے میرے بھائیوں کا  
سہارا چاہیئے مجھے میرا شوہر لا کر دیں  
شہسوار صرف میرے ہیں مجھے لا کر دیں  
۔۔ وہ اُسے پیچھے دھکیلتے بولی تھی۔۔

ریلیکس نیہام تمہاری طبیعت ٹھیک۔۔۔

میں نے کیا کہا ہے بھائی۔۔  
وہ اُسکی بات کا ٹٹی چلائی تھی۔۔

جائیں اور شہسوار کو لائیں اور اس  
طوائف کو ایسی موت دیں کہ وہ زمانے  
کے لیے عبرت بن جائے۔۔ وہ اس  
وقت غیر انسانی دل لیے بولی تھی سب

کے رونگٹے لمحے بھر کو کھڑے ہوئے

تھے۔۔

جائیں۔۔ اور وہ دونوں حویلی سے اپنے

آدمیوں سمیت کوٹھے کی جانب روانہ ہو

گئے تھے۔۔



قاسم اُنکے پیچھے جاؤ خدا کوئی نقصان نہ

ہو جائے میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔۔

آفتاب شاہ زمین پر گرے تھے سب

بھاگ کر اُنکی جانب متوجہ ہوئے تھے

--

بھائی جان ہوش کریں سمجھالیں خود کو

میں جاتا ہوں۔۔ وہ ملازم کو اُنھیں اٹھا کر

کمرے تک چھوڑنے کا کہتے بھاگتے  
ہوئے باہر گئے تھے۔۔



بہت حسین لگ رہی ہوتا را۔۔ نیلم اُسکی  
بلائیں اتارتی بولی تھی۔۔ تارا اس وقت

مہرون کا مدار پیروں کو چھوتی فراک میں  
ملبوس تھی یہ شہسوار ہی لایا تھا اُسے وہ  
فراک میں بے انتہا پسند تھی تبھی وہ لہنگے  
کی جگہ فراک لایا تھا سمپل سا جیولری  
سیٹ پہنے بالوں کو موٹی چٹیا میں  
گوندے اُن میں گجرے لگائے لیٹ  
گلٹری میک اپ کے ساتھ لبوں پر  
مہرون لپسٹک لگائے وہ حوروں کو مات

دے رہی تھی اتنی حسین کہ نظر نہ ٹھہر  
رہی تھی۔۔

تیرے تو نصیب کھل گئے تارا کیا تجھے لگا  
تھا کہ جس کے خواب تُو نے تنہا سجائے  
ہیں وہ تیرا شوہر بنے گا ایک کوٹھے والی کا  
شوہر ایک سید زادہ۔۔ شبِ نیم بائی اُسکے  
لشکارے مارتے حسن کو دیکھتے بولی تھی

آج کے دن تو بس کر دوا ماں آج اُسکی  
زندگی کا کتنا بڑا دن ہے وہ دلہن بننے  
جارہی ہے اُسکی اذیتیں تمام ہو رہی ہیں  
دعا نہیں دے سکتی تو دل بھی نہ جلاؤ۔۔  
نیلیم منہ بناتے بولی تھی شبِ نیم بائی نے  
ایبر واٹھائے اُسکے ناز و انداز دیکھے تھے

اتنی ہی دیر میں باہر گاڑیوں کے رکنے کی  
آواز آئی تھی شہسوار شاہد انیال شاہ کے  
ساتھ اندر داخل ہوا تھا اُسکی خوشی  
پھولے نہیں سمار ہی تھی وہ مسکرا کر  
پردے کے پیچھے موجود تاراکو دیکھتے بیٹھا  
تھا۔۔

ہمم ٹھیک ہے۔۔ دانیال شاہ نے جو نہی

اپنا بجٹا فون اٹھایا تو مقابل کی بات سن وہ

پریشان ہوا تھا۔۔

کیا ہوا شاہ۔ شہسوار اُسکے پریشان چہرے

کو دیکھتے بولا تھا۔۔

کچھ نہیں مولوی صاحب جلدی نکاح  
پڑھائیں و اُسے ریلیکس کرتے بولا تھا۔۔

تار الیاقت ولد لیاقت خان آپکا نکاح سید

شہسوار شاہ ولد آفتاب شاہ سے 20

کروڑ حق مہر طے کیا جاتا ہے آپکو قبول

ہے۔۔۔؟؟ مولوی صاحب کے



الفاظوں پر تارا کے بدن پر کپکپی طاری  
ہوئی تھی۔۔

ق۔۔ قبول ہے۔۔

کیا آپ کو قبول ہے۔۔؟؟

قبول ہے

کیا آپ کو قبول ہے۔۔؟؟

قبو۔۔ قبول ہے

سید شہسوار شاہ ولد آفتاب شاہ آپکا نکاح

تار الیاقت ولد لیاقت خان سے 20

کروڑ حق مہر طے کیا جاتا ہے آپکو قبول

ہے۔۔۔؟؟؟

جی قبول ہے۔

کیا آپکو قبول ہے۔۔؟؟

جی قبول ہے۔

کیا آپ کو قبول ہے۔۔؟؟

جی قبول ہے

۔ اور جو نہی اُس نے اُسے اپنے نکاح میں

قبول کیا تھا کوٹھ فائرنگ کی آواز سے

دہل اٹھا تھا۔۔

شہسوار شاہ۔۔ ادیان اور قمر دھاڑ کر اندر  
آتے کوٹھے پر موجود اُنکے آدمیوں کو مار  
چکے تھے۔۔

تارا۔۔ شہسوار نے بجلی کی تیزی سے  
پردے کے پیچھے موجود تارا کو خود میں  
محفوظ کیا تھا۔۔

طوائف تیری موت ہمارے ہاتھوں  
لکھی ہے۔۔ وہ دھاڑ کر کہتا انکی جانب  
گولی چلا گیا تھا جب شہسوار اسے لیے  
بروقت پلر کے پیچھے چھپا تھا۔۔

قمر ادیان سنو یار رو کو فائرنگ۔۔  
دانیال شاہ انھیں روکنے کی کوشش  
کرتے چیخا تھا مگر وہ اپنی بہن کے

آنسوؤں کے آگے اندھے ہوئے  
فائرنگ کرتے چلے جا رہے تھے۔

شہسوار شاہ تُو نے یہ ٹھیک نہیں کیا اس  
طوائف سے نکاح کرتے تُو نے اپنی  
موت کو خود دعوت دی ہے۔ اُسے پلر  
سے نکلتے دیکھ قمر شاہ حلق کے بل چیتا  
گولی چلا گیا تھا

ٹھاہ۔۔ کی آواز کے ساتھ گولی سیدھا  
شہسوار شاہ کے سینے میں پیوست ہوئی  
تھی اُسکا سفید سوٹ پل میں خون آلود  
ہوا تھا اُسکی آنکھیں بے یقینی سے پھیلی  
تھیں قمر شاہ جو پستل کی نال اُسی کی  
جانب کیے ہوئے تھا بے یقینی کے عالم  
میں اُسے خون سے رنگے دیکھ رہا تھا۔۔۔

اہہ۔ ایک ہلکی سی کراہ کے ساتھ وہ  
پورے قد سمیت گھٹنوں کے بل گرا تھا

--

شہسوار۔۔ قمر شاہ کے پھڑ پھڑاتے لبوں  
سے بے آواز اُسکا نام ادا ہوا تھا۔۔



شاہ۔۔ دانیال شاہ چیختے ہوئے اُسکی

جانب بھاگا ہی تھا کہ ادیان نے شہسوار

پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی تھی۔۔

نہیں ادیان۔۔ قمر اُسے روکتے چیخا تھا مگر

نظریں سامنے گئی تو وہ زمین بوس ہو گیا

تھا سامنے ہی شہسوار کھلی آنکھوں کے

ساتھ نچر ابدن لیے اوندھے منہ ساکت

پڑا تھا آس پاس کی زمین اُسکے خون سے  
تر تھی اُسکے منہ سے خون نکل رہا تھا اُسکی  
سانسیں تھم گئی تھیں کھلی آنکھیں قمر  
شاہ پر ساکن ہو چکی تھیں اُنھوں نے کہا  
تھا کہ وہ بدلہ لیں گے اور وہ لے چکے  
تھے وہ مر گیا تھا شہسوار شاہ کی سانسیں  
رکی چکی تھیں

شاہ۔۔ تارا اُسے دیکھتے چیختی ہوئی اُسکی

جانب بڑھی تھی جب ادیان نے

دوسری پسٹل نکالتے اُسے بھی گولیوں

سے بھون دیا تھا وہ وہیں بے دم ہوتی

گرتی زندگی کی بازی ہار گئی تھی۔۔

شاہ اٹھ یارانہ کراٹھ جا ایمنس بلادو  
کوئی اللہ کا واسطہ۔۔ دانیال اُسکا سرگود  
میں لیے چننا تھا۔۔

اہہ۔۔ سید کسراں میں قیامت آئی تھی

--

میرا عشق لحد تک ساتھ جائے گا " اُس "  
نے کہا تھا اور اُسکا عشق لحد تک ساتھ گیا

تھا وہ جاتے جاتے اُسے اپنے نکاح میں  
لیتے اپنا عشق امر کر گیا تھا وہ مری تھی  
مگر اُسکے نام کے ساتھ اُسکا نام جڑ چکا تھا وہ  
اپنے عشق کو لیے اس دنیا سے چلا گیا تھا  
امر ہوا تھا اسکا "" لحدے  
!!! "" عشق

ختم شد۔۔۔۔۔